اہل السنۃ والجماعۃ کے تراجم کے دفاع میں **علامہ ساجد خان نقشبندی** صاحب مدظلہ العالی کی کتاب پر
رضاخانی اعتراضات کے منہ توڑ جوابات

دفاعِ تراجمِ اہلِ سنت

بجواب

دفاعِ کنز الایمان





محترم بھائی **احتشام انجم** صاحب

ناشر: جمعیۃ اہل السنۃ والجماعۃ

اہل السنۃ والجماعۃ کے تراجم کے دفاع میں علامہ ساجد خان نقشبندی صاحب مدظلہ العالی کی کتاب ''سنی تراجم پر اعتراضات کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ'' پر رضاخانی اعتراضات کا دندان شکن مدلل ومحقق جواب

(بنام)

دفاع تراجم اہل سنت

بجواب

دفاع کنزالایمان

مؤلف

محترم احتشام انجم بھائی زیدمجدہ

جمعیت اہل السنۃ والجماعۃ

کتاب کا نام : دفاع تراجم اہل سنت
مولف : بھائی احتشام
سن اشاعت : محرم الحرام سنہ ۱۴۴۳ھ
صفحات : : ۱۶۳
ناشر : جمعیۃ اہل السنۃ والجماعۃ پاکستان

سٹاکسٹ

مکتبہ عزیزیہ دوکان نمبر 17 سلام مارکیٹ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی
03002343814

عرض مولف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

قارئین، کچھ عرصہ قبل محقق اہل سنت حضرت علامہ ساجد خان نقشبندی صاحب دامت برکاتہم جو اس وقت اہل بدعت کیلئے ایک دردسر بنے ہوئے ہیں اور الحمدللہ تصنیف و تالیف کے میدان میں اکیلے پوری رضاخانیت پر قہر الٰہی بنے ہوئے ہیں اور رضاخانیوں نے مقابلے کیلئے اس ایک اللہ کے بندے کیلئے ایک عدد پوری ٹیم لاکھوں کا زرخرچ کر کے بٹھائی ہوئی ہے نے سنی تراجم کے دفاع میں ایک کتاب بنام "سنی تراجم پر اعتراضات کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ" لکھی جس میں اہل بدعت کے اعتراضات کے جوابات تو تھے ہی ساتھ میں اہل بدعت کی طرف سے اپنے حق میں کی گئی تاویلات کا بھی زبردست رد کیا گیا تھا۔

اس کتاب اور حضرت علامہ کی بڑھتی شہرت دیکھ کر اہل بدعت کے زخموں پر یوں مانے کہ گویا نمک پڑ گیا ہو۔ اس دل کی جلن کو دور کرنے کے لئے بدعتیوں نے اوراق سیاہ کرنے والے ایک تنخواہ دار بدنام زمانہ جاہل رضاخانی کو پھر آگے کر دیا اور ایک انتہائی عجیب اور جہالت سے لبریز کتاب ترتیب دلوائی۔ اس رضاخانی کی عادت ہے کہ فضول حوالہ جات اور غلط مبحث کر کے یہ تاثر دیتا ہے کہ گویا اس نے جواب دے دیا، حالانکہ حقیقت میں اس نے ہمارے دلائل دیکھے بھی نہیں ہوتے۔ اس بات کا مشاہدہ آپ کو یہ کتاب پڑھ کر ہو گا۔

بریلویوں کے مفتی انس رضا نے لکھا ہے کہ:

''یہی آج کل رائج ہے کہ ہر بدمذہب فرقہ اپنے خلاف لکھی گئی کتاب کا بالتفصیل جواب نہیں دیتا ادھر ادھر کی مار کر اپنے فرقے والوں کو تسلی دیتا ہے کہ جواب ہو گیا''۔

(البریلویہ کا علمی محاسبہ ص ۲۶)

بالکل یہی کام اس رضاخانی نے کیا ہے، ادھر ادھر کی مار کر اپنے ساتھیوں اور مظفر شاہ بھگوڑے جس کی جہالت کا یہ عالم ہے کہ معتزلہ جیسے معروف فرقے کو اپنے دروس میں بار بار معتزّلہ (زا کے زبر کے ساتھ پڑھتا ہے) کو تسلی دی کہ جواب ہو گیا۔رضاخانی نے اس کتاب میں جھوٹ، ہٹ دھرمی، بہتان تراشی، اور اس جیسی دیگر اعلی حضرتی احمد رضاخانی تلبیسات سے خوب کام لیا ہے۔مثلاً

۱۔کنزالایمان کے بارے میں لکھتا ہے کہ:

''قرآن کا سلیس دیدہ زیب ترجمہ''۔(کنزالایمان اور مخالفین حصہ دوم ص ٤)

جبکہ خود موصوف نے اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ کنزالایمان میں تقریباً ۱٦ سے ۱۸ الفاظ متروک ہیں۔(کنزالایمان اور مخالفین حصہ اول ص ۳٦۹)

۲۔ایک مقام پر یوں لکھتا ہے کہ:

''علامہ سعیدی یا علوی مالکی صاحب نے ترجمہ نہیں کیا بلکہ تفسیر بیان کر رہے ہیں''۔

(کنزالایمان اور مخالفین حصہ دوم ص ۱۱۳)

حالانکہ یہ صریح جھوٹ ہے۔آپ تبیان القرآن کا مذکورہ مقام دیکھ کر مشاہدہ کر سکتے ہیں۔

۔۳۔بریلوی حضرات یوں تو تقابلی جائزہ کے نام پر علماء دیوبند کے تراجم کو گستاخانہ کہتے ہیں (دیکھئے کتب۔گستاخانہ تراجم کی نشاندہی، فیصلہ کیجئے، انوار کنزالایمان، دیوبندیت کے بطلان کا انکشاف وغیرہ) لیکن جب وہی تراجم ان کے گھر سے اور اکابر کی کتب سے دکھائے گئے تو منافقت کا جامہ پہن کر یہ کہا کہ ہم تو صرف اعلی حضرت کے ترجمے کی فوقیت ثابت کر رہے تھے اور دیگر تراجم کی غلطیاں، چنانچہ اس رضاخانی نے ہمارے تراجم کے بارے میں لکھتا ہے کہ:

''ان تراجم کی اغلاط کو واضح کرنے اور کنزالایمان کی فوقیت ثابت کرنے کے لئے علمائے اہلسنت کی جانب سے مختلف مقالہ جات سپرد قلم ہوئے تھے''۔

(کنزالایمان اور مخالفین حصہ دوم ص ۴)

یہ موصوف کی ان گنت فریب کاریوں میں ایک ادنیٰ مثال ہے۔

۴_یہی خائن رضاخانی علامہ ساجد خان نقشبندی صاحب کے بارے میں لکھتا ہے کہ:

''ایک صاحب نے اس کے صرف دومضامین پہ تنقیدی تبصرہ قلمبند کیا''۔

(کنزالایمان اور مخالفین حصہ دوم ص ۵)

یہ جناب کا صریح دجل ہے کیونکہ علامہ ساجد خان نقشبندی صاحب نے لکھا تھا کہ دیگر اعتراضات کے جوابات ان کی کتاب ''نواب احمد رضا حیات خدمات اور کارنامے'' میں دیا گیا ہے۔ (سنی تراجم پر اعتراضات کے جوابات ص ۹) خود موصوف نے بھی اس کی طرف یوں اشارہ کیا ہے:

''اور جناب نے جو اپنی کتاب کی طرف اشارہ کیا تو جب یہ منظر عام پر آئے گی تو اس کا بھی یہی حشر ہوگا''۔ (کنزالایمان اور مخالفین حصہ دوم ص ۱۲۵)

جب خود اسے معلوم ہے کہ دیگر اعتراضات کے جوابات دوسری کتاب میں ہے تو یہ تاثر دینا کہ علامہ صاحب نے صرف دومضامین کا جواب لکھا انتہائی احمقانہ حرکت ہے۔

٦_یہی کذاب رضاخانی علامہ ساجد خان نقشبندی صاحب کی کتاب کے بارے میں لکھتا ہے کہ:

''ان کے مضامین سے یہ تاثر جارہا ہے کہ جناب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف جاہل و کافر کی نسبت تو برداشت کرسکتے ہیں مگر ان کے اکابر کو کچھ کہا جائے تو جناب کا بلڈ پریشر ہائی ہوجاتا ہے''۔

(کنزالایمان اور مخالفین حصہ دوم ص ٦)

اس پر ہم کہتے ہیں کہ لعنت اللہ علی الکاذبین، یہ اس رضاخانی کی ان گنت بہتان تراشیوں میں سے ادنی مثال ہے۔ رضاخانی کو چیلنج ہے کہ علامہ ساجد خان نقشبندی صاحب کی کتاب سے وہ مقام دکھائے جہاں ان نسبتوں کو معاذ اللہ جائز لکھا گیا ہو۔

۷_سیدھا راستہ چلا اور سیدھا راستہ دکھا_!

رضاخانی کے بزرگ نے" بتلا ہم کو سیدھی راہ" اور اس جیسے دیگر تراجم پر تنقید کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

''یہ ترجمہ وہی کرے گا جسے ابھی تک سیدھا راستہ معلوم نہ ہوسکا''۔

(المیزان احمد رضا نمبر ص ۸۷)

لیکن جب علامہ ساجد خان نقشبندی صاحب نے اس کا نوٹس لیا اور رضاخانی اعتراض کے پرخچے اڑادئے تو مجبوراً رضاخانی کو لکھنا پڑا کہ:

''اس حوالہ سے ہمارا موقف ہے کہ سیدھا راستہ دکھاوالا ترجمہ بھی درست ہے''۔

(کنزالایمان اور مخالفین حصہ دوم ص ۸۸)

بس جب یہ ترجمہ بھی درست ہے تو اوراق سیاہ کرنے کی ضرورت کیا ہے؟ باقی باتوں کا جواب علامہ ساجد خان نقشبندی صاحب نے سنی تراجم پر اعتراضات کے جوابات میں دیا ہے جن کا جواب رضاخانی نے نہیں دیا بلکہ صرف ادھر ادھر کی باتیں کی۔

خیر ہم انہی مثالوں پر اکتفا کرتے ہیں مزید تفصیلات آپ آگے کتاب میں دیکھئے گا ان شاء اللہ۔ اللہ تعالیٰ ہماری اس کاوش کو قبول فرمائے آمین۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

عرض مؤلف کا تنقیدی جائزہ

رضاخانی لکھتا ہے کہ:

''قارئین! اس دور پرفتن میں جہاں مختلف فتنے مسلمانان عالم کے ایمان کے لیے امتحان بنے ہوئے ہیں وہاں سب سے بڑا فتنہ قرآن کی تعلیم کے پس پردہ اپنے بزرگوں کے غلیظ عقائد کی ترویج ہے جس کے لئے قرآن مجید کی معنوی تحریف سے کام لیا جاتا ہے۔ اسی خطرہ سے امت کو محفوظ رکھنے کے لئے امام اہلسنّت مجدد دین وملّت امام احمد رضا خان رحمتہ اللہ علیہ نے کنزالایمان کے نام سے قرآن کا سلیس دیدہ زیب ترجمہ کیا''۔

(کنزالایمان اور مخالفین جلد 2 ص 4)

جواب: رضاخانی صاحب نے یہ بات تو درست کہی کے اس پرفتن دور میں میں قرآن کی معنوی تحریف سے اپنے بزرگوں کے غلیظ عقائد ثابت کیے جاتے ہیں۔ لیکن یہ بتانا بھول گئے کہ یہ کام رضاخانی خود کرتے ہیں. چنانچہ نبی ﷺ کو مختار کل، نور اور نبی ﷺ کے لیے علم غیب ثابت کرنے کے لیے قل لا اقول لکم عندی....الآیہ جیسی آیات کا ترجمہ من مانا کیا گیا ہے۔ لہذا یہ حرکت رضاخانیوں کی ہی ہے، لیکن مولف ڈھیٹ بن کر مکر کرتے ہوئے اسے دوسروں پہ ڈال کر اپنے مجدد کو بچانے کے درپے ہیں۔ چنانچہ یہ کہہ دیا کہ امت کو قرآن مجید کی معنوی تحریف کے خطرات سے بچانے کے لئے احمد رضا خان صاحب نے کنزالایمان کے نام سے قرآن کا سلیس ترجمہ کیا۔ لیکن ہم بتانا چاہتے ہیں کہ جناب کا یہ دعوی دعویٰ ہی ہے اور جس کو یہ معنوی تحریف سے پاک ترجمہ قرار دینے کے درپے ہیں اسی میں خود رضاخانی علماء تحریف کے قائل ہیں۔ چنانچہ رضاخانی مناظر مولوی عبدالمجید سعیدی لکھتا ہے:

"اعلیٰ حضرت پر الزام تحریف"

انھوں نے (زبیر وسعیدی۔ از راقم) اسی پر بس نہیں کیا بلکہ پوری بہادری کے ساتھ اعلیٰ حضرت کے ترجمہ کو کئی پیرایوں میں آپ کا تفرد اور تحریف اور آپ کو اس حوالہ سے متفرد اور محرف کہنے سے بھی گریز نہیں کیا"۔

(کنزالایمان پر اعتراضات کا آپریشن صفحہ 35)

آگے لکھتے ہیں کہ:

"اگر یہ ان کا الزام تحریف نہیں تو آخر تحریف ہوتی کیا ہے"۔ (ص 36)

تو دیکھیے جس ترجمہ کنزالایمان کی تعریف میں یہ رضاخانی رطب اللسان تھا خود رضاخانی علامے اس میں تحریف کے قائل ہیں۔ جیسا کہ عبدالمجید خان سعیدی کا بیان آپ نے ملاحظہ فرما لیا، لہذا ایسے ترجمہ کو تحریف معنوی سے پاک ترجمہ قرار دینے کی کوشش کرنا حقائق سے چشم پوشی اور مکر کے سوا کچھ نہیں۔

مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

ضاخانی لکھتا ہے:

"اس کی خاص خصوصیت یہ ہے کہ حضرت مترجم نے ایک ترجمہ کرتے وقت راجح موقف کو ترجیح دی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ آداب رسالت مآب وغیرہ کا بھی خیال رکھا ہے"۔ (ص 4)

جواب: رضاخانی کا یہ دعوی کرنا بھی بدترین جھوٹ پہ دلالت کرتا ہے کہ فاضل بریلوی نے راجح موقف اپنایا ہے۔ چنانچہ اس جھوٹ کو بھی ہم انہی کے گھر سے بے نقاب کیے دیتے ہیں۔ رضاخانی شیخ الحدیث غلام رسول سعیدی لکھتا ہیں:

"اعلیٰ حضرت نے اپنی دیگر تصانیف میں جو ان آیات اور احادیث کا ترجمہ کیا ہے وہ ظاہر قرآن اور احادیث کے مطابق ہے۔ اس لئے ہمارے نزدیک اعلیٰ حضرت کا یہ ترجمہ راجح ہے اور کنزالایمان کے ترجمہ میں جو مغفرت ذنب کی نسبت اگلوں اور پچھلوں کی طرف

کی گئی ہے وہ چونکہ ظاہر قرآن اور حدیث کے مطابق نہیں ہے اس لئے وہ مرجوح ہے“۔

اور مزید لکھتا ہے:

”زیادہ سے زیادہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ ایک طریقہ افضل اور راجح ہے اور دوسرا طریقہ مفضول اور مرجوح ہے۔ اور ہمارے نزدیک افضل اور راجح طریقہ وہی ہے جس میں ظاہر قرآن اور حدیث کی موافقت ہے“۔ (تبیان القران جلد 11 ص236)

لیجیے احمد رضا خان کا یہ ترجمہ مرجوح ترجمہ ہے۔ لہٰذا رضا خانی اپنے ہی گھر سے جھوٹا ثابت ہوا۔

کیا مسئلہ صرف فوقیت کا ہے؟

رضا خانی انتہائی فن کاری اور چالاکی سے یہ باور کراتا ہے کہ فاضل کے ترجمہ کو دیگر تراجم پہ فوقیت حاصل ہے۔ چنانچہ اپنے فریبی قلم کو یوں حرکت دیتا ہے:

”کنز الایمان کی فوقیت ثابت کرنے کے لیے علماء اہل سنت کی جانب سے مختلف مقالہ جات سپرد قلم ہوئے تھے“۔ (ص4)

جواب: قارئین اس فنکار کی چالاکی دیکھیے معاملہ کیا تھا کیا بنا دیا۔ چنانچہ آج تک رضا خانیوں کے غلیظ قلم سے خان صاحب کے اس گستاخانہ محرفانہ ترجمہ کے مقابل ہر مسلک بالخصوص اہل السنۃ والجماعۃ احناف دیوبند کے تراجم پر گستاخی و بے ادبی کے فتوے لگتے رہے۔ کوئی رضا خانی کسی ترجمہ کو گستاخی شمار کرتا رہا کوئی کسی ترجمہ کو، مگر اس شخص نے تو کمال ہی کر دیا کہ علما بریلویہ نے فقط کنز الایمان کی فوقیت پر مقالہ جات لکھے۔

گویا اس جاہل کے نزدیک اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کا مسئلہ محض راجح مرجوح، فوق و غیر فوق، اولی و غیر اولی کا مسئلہ ہے معاذ اللہ۔ بندہ اس موقع پر کہتا ہے کہ یہ بھی علما دیوبند کے مضبوط پکڑ اور گرفت کا نتیجہ ہے کہ رضا خانیوں کو اپنی جان کے لالے پڑے ہوئے ہیں اور دیرینہ موقف پر لعنت بھیج کر اب مسئلہ کو صرف راجح مرجوح تک لے آئے۔ یعنی علمائے دیوبند و دیگر مسالک کے تمام ترجمہ بھی ٹھیک ہیں بس کنز الایمان کو ان پر ایک گو فوقیت حاصل

ہے۔

اول دن سے لیکر آج تک جن رضاخانیوں کو تراجم سے موازنہ کرتے ہوئے فاضل بریلوی کا ترجمہ عشق رسول ﷺ میں ڈوبا ہوا اور عشق الٰہی سے سرشار نظر آتا تھا اور علما دیوبند کے تراجم میں اللہ و رسول جل جلالہ و ﷺ کی گستاخیاں نظر آتی تھیں انہی تراجم کے متعلق مسئلہ اب فوقیت اور غیر فوقیت کا رہ گیا ہے .ان شاء اللہ اب وقت قریب معلوم ہوتا ہے جب یہ مسئلہ بھی جاتا رہے گا۔ لہذا یہ جناب کی چالاکی نہیں اشد مجبوری ہے جو یہ قول اختیار کیا.

رضاخانی کا دجل وفریب

رضاخانی لکھتا ہے:

''اب بجائے اس کے کہ ان کی تنقید سے فائدہ اٹھایا جاتا اور اپنی اصلاح کی جاتی کچھ لوگوں نے اس کے برعکس کنزالایمان کو ہی مشق ستم بنا لیا اور اس پر لایعنی اعتراضات کی بوچھاڑ کر دی اس سلسلہ کی کڑی ''نور سنت کا کنزالایمان نمبر'' اور الیاس گھمن صاحب کی کتاب ''کنزالایمان کا تحقیقی جائزہ'' ہیں.(ص 4)

جواب: یہاں بھی اس رضاخانی نے انتہائی دجل و فریب کا مظاہرہ کیا ہے چنانچہ کنزالایمان کا تحقیقی جائزہ میں متکلم اسلام زیدہ مجدہ نے کنزالایمان پر رضاخانی کتابوں کی روشنی میں ہی کلام کیا ہے .اسی طرح ''نور سنت کنزالایمان نمبر'' کا حال ہے۔لہذا جو کچھ ہے خود آپ کے گھر کا گند ہے ہم تو صرف آئینہ سامنے رکھنے والوں میں سے ہیں۔

پس دجل و فریب سے کام لے کر اپنی بھولی بھیڑوں کی مانند رضاخانی عوام کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کا کچھ فائدہ نہیں کیونکہ کنز الایمان کو مشق ستم ہم نے نہیں رضاخانیوں نے ہی بنایا ہے۔ چنانچہ اس کی معرکتہ الآرا مثال سعیدی و زبیری ٹکور ہے جس کے بعد رضاخانیوں کی چیخیں پرستان بریلی میں گونجتی ہیں.لہذا صلواتیں سنانی ہیں تو ان رضاخانیوں کو سنائیں جنہوں نے کنزالایمان کی اصلیت کو خوب بے نقاب کیا۔

رضاخانی کاوش کی حقیقت

رضاخانی ''کنزالایمان کا تحقیقی جائزہ'' اور ''نورسنت کا کنزالایمان نمبر'' کے جوابات کے حوالے سے یہ کہتا ہے کہ:

''اس نے ان کتب کا انتہائی سنجیدگی متانت سے، مختصر مگر جامع جواب دیا۔ اس کتاب پہ علما نے تقریظ لکھیں اور اس کتاب کی وجہ سے اسے مختلف محافل میں شیلڈز سے بھی نوازا گیا۔ (محصلہ ص 5,4)

جواب: یہاں یہ رضاخانی مان گیا کہ اسنے مختصر جواب دیا ہے جبکہ اسی کا ہم مسلک اور ہم زلف لکھتا ہے:

''آج کل رائج ہے کہ ہر فرقہ اپنے خلاف لکھی گئی کتاب کا بالتفصیل جواب نہیں دیتا ادھر ادھر کی مار کر اپنے فرقے والوں کو یہ تسلی دیتا ہے کہ جواب ہو گیا''۔

(البریلویہ کا علمی محاسبہ ص 26)

لہٰذا تفصیل سے جواب نہ دینا اور مختصر طور پہ ہاتھ پیر مار کے کچھ لکھ دینا فقط اپنے فرقے والوں کو تسلی دینے کے سوا کچھ نہیں۔ اب یہ ادھر ادھر کی ڈینگیں مار کر خوش ہو رہا ہے کہ اس نے بڑا تیر مار لیا ہے، کوئی معرکہ سر کر لیا ہے۔ پھر طرفہ تماشہ یہ کہ مقرظین بھی اس جیسے ہی جاہل ہیں جن کو یہ زبردست قسم کا جواب محسوس ہو رہا ہے اور شیلڈز دینے والے ان سے بڑھ کر عقل سے پیدل ہیں جن کو ادھر ادھر کی بھڑکیں بھی جواب لگنے لگتی ہیں۔ ایسے نام نہاد محققین مقرظین اور تسلیاں دینے والے بھی عجیب تیسری دنیا کی مخلوق ہیں جو ایسے بے کار جواب پہ بغلیں بجاتے نہیں تھکتے۔

قارئین اس بات کو بخوبی سمجھ چکے ہوں گے کہ ان کی جماعت میں بے کار جوابات کی بھی جو فقط ان کو تسلیاں دینے کے لیے لکھ دیا جاتا ہے اس قدر پذیرائی ہو جاتی ہے کہ شیلڈ یں تک دے دی جاتی ہیں. تعجب ہے!

رضاخانی اعتراض کہ میری کتاب کا مکمل جواب نہیں دیا

رضاخانی لکھتا ہے کہ:

''ایک صاحب نے اس (کنزالایمان اورمخالفین از راقم) کے صرف دو مضامین پر تنقیدی تبصرہ قلمبند کیا۔(صفحہ 5) پھر یہ باور کرانے کی کوشش کی کہ بہت سی باتوں سے صرف نظر کیا گیا پھر الشہاب المبین ص 12 سے حوالہ پیش کیا کہ جب بھی کوئی شخص کسی کتاب یا مضمون کی تردید کرتا ہے تو بزعم خویش اس میں سب باتیں ضرور ملحوظ رکھتا ہے جو قابل تردید ہوتی ہیں ۔ان کی خوب دل کھول کر تردید کرتا ہے اور جو باتیں صحیح لاجواب ہوتی ہیں ان پر خاموشی اختیار کرلیتا ہے.اسی کے ہم معنی عبارات اظہار العیب صفحہ 5 اورتصویر بڑی صاف تھی سبھی جان گئے صفحہ-12 سے پیش کی اور یہ باور کرانے کی کوشش کی کہ پوری کتاب کا جواب نہ دے کر ان اصولوں سے شکست اور عاجزی کی دلیل بنتی ہے۔

(ملخصا کنزالایمان اورمخالفین جلد دوم،ص 6,5)

جواب: رضاخانی نے یہاں بھی دجل سے کام لیا اور فریب دیتے ہوئے اپنی بھولی بھالی عوام کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کی ناکام کوشش کی ہے۔اول تو علامہ ساجد خان نقشبندی صاحب حفظہ اللہ نے صرف دو مضامین کا جواب دیا جیسا کہ خود رضاخانی کو تسلیم ہے مولانا ساجد خان صاحب نقشبندی دامت برکاتہم العالیہ نے کہیں بھی یہ دعویٰ نہیں کیا کہ وہ مکمل کتاب کنزالایمان اور مخالفین کا جواب دے رہے ہیں ۔علامہ صاحب نے خود کتاب میں وضاحت کی ہے کہ نور سنت کے کنزالایمان نمبر میں میرے مضامین چونکہ الگ سے شائع ہو رہے ہیں لہذا مناسب سمجھا کہ اس پر ہونے والے اعتراضات کا جائزہ بھی لے لیا جائے۔

لہذا اپنی طرف سے علامہ ساجد خان نقشبندی کی شکست اور عاجزی کے فیصلے کرنا جناب کی من گھڑت اور اختراعی خیالات کی ترجمانی ہے موصوف جس بات کا طعنہ علامہ ساجد خان نقشبندی صاحب کو دے رہے تھے وہ عیب خود ان میں بدرجہ اتم موجود ہے۔چنانچہ خود لکھتا ہے:

''موصوف نے اکثر باتوں سے صرف نظر کرتے ہوئے صرف من گھڑت اور اختراعی خیالات کو ہمارے ذمے لگا کر مناظر بننے کی سعی لاحاصل کی ہے''۔(صفحہ 5)

جبکہ یہ اس رضاخانی کی خود کی حرکت ہے جسے دوسروں کے ذمے لگا دیتا ہے علامہ ساجد صاحب نے کہیں ایسا دعوی نہیں کیا کہ وہ موصوف کی مکمل کتاب کا جواب لکھ رہے ہیں۔ لہذا جناب کے پیش کردہ حوالے الشہاب المبین ،اظہار العیب اور تصویر بڑی صاف ہے سبھی جان گئے سب بیکار اور لایعنی ہیں. پھر الشہاب المبین کتاب کے حوالے سے جناب خود ہی نقل کر آئے ہیں کہ:

''جب بھی کوئی شخص کسی کتاب یا مضمون کی تردید کرتا ہے''۔

اور علامہ صاحب نے اپنے مضمون پر آپ کے ڈھکوسلوں کی تردید مکمل کر دی ہے لہذا یہ حوالے ہمارے خلاف نہیں۔خیر جناب کا دیوبندی عبارات سے تو بالکل کام نہ چلا مگر اپنے اصول بھول گیا۔ چنانچہ احمد یار گجراتی لکھتا ہے:

''اس سے معلوم ہوا مدمقابل کی ہر بات اور ہر دلیل کا جواب نہیں دینا چاہیے رب نے شیطان کے دلائل کا جواب نہ دیا بلکہ مردود کرکے نکال دیا''۔(نور العرفان ص 761)

لہذا اگر بالفرض علامہ ساجد صاحب نے مکمل جواب نہ بھی دیا ہو تو بھی یہ سنت الٰہی کی پیروی ہے اور جس طرح رب کائنات نے شیطان کے دلائل کا جواب نہ دے کر مردود کیا اسی طرح اگر شیطان کے چیلوں کو کسی بات کا جواب نہ بھی دیا جائے تو یہ قابل اعتراض بات نہیں۔

رضاخانی خود کئی جگہ شکست فاش کا شکار ہوا ہے اور ہماری کئی باتوں کا جواب دینے سے پہلوتہی کی ہے۔رضاخانی نے جو مناظر اہلسنت مولانا ابوایوب قادری صاحب حفظہ اللہ کی کتاب ''دست و گریبان'' کے بزعم خویش جواب میں کئی جگہ ہمارے اعتراضات کو ہاتھ تک نہ لگایا۔

چنانچہ جناب نے باب نمبر 2 کے اعتراض نمبر 17 کا کوئی جواب نہیں دیا اسی طرح باب نمبر 3 کے مسئلہ نمبر 53,52,46,15 کا بھی کوئی جواب نہیں دیا،جبکہ دست و گریباں میں اٹھائے گئے اعتراضات کا جواب نہ دینے پر اس کے ہم مکتب اس کے لیے یہ پھندا تیار کرتے ہیں۔مولوی غلام رسول سعیدی کی کتاب میں یہ اصول ہے کہ:

''اس کتاب کا جواب لکھنے والے کو یہ خیال رکھنا پڑے گا کہ وہ ان تمام باتوں کا جواب

دے گا جنہیں توضیع البیان میں پیش کیا گیا۔ ورنہ جن کتابوں پر اعتراض کا جواب نہ دیا گیا۔ ہم سمجھیں گے کہ مبتدعین دیوبند یا تو ان سے بے زار ہیں یا ان کے جواب سے عاجز ہیں۔

(توضیح البیان صفحہ 33)

اسی طرح ارشد مسعود لکھتا ہے:

''اس تحریر کے اندر ہمارے مضمون کا جواب نہ دینا ان کی شکست فاش کا بین ثبوت ہے۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ ہمارے جواب نے ان کو ایسا مبہوت اور ششدر کر دیا ہے کہ جواب الجواب میں ایک جملہ بھی نہ لکھ پائے گویا کہ اس دیوبندی گیدڑ نے خاموشی میں ہی اپنی عافیت سمجھی اور اس طرح گنگ پنا اختیار کیا کہ گویا حضرت کے منہ میں زبان ہی نہیں۔ ویسے تو فضول ولایعنی بکواس کرنے اور الزامات لگانے کے لیے ان کی زبان دو گز لمی ہو جاتی ہے۔ اب نہ جانے دیوبندی موصوف کیوں خاموش ہے یہ ہمارے مسکت اور دندان شکن دلائل کا اثر ہے کہ موصوف نے چپ سادھ لی اسے کہتے ہیں جادو وہ جو سر چڑھ کے بولے''۔ (کشف القناع ص 130 جلد 1)

لہذا ان اصولوں سے رضا خانی دست و گریباں کا جواب دینے میں ناکام رہا۔ قارئین دیکھئے کون دلائل سے عاجز آتا ہے اور کون شکست فاش کا شکار ہوا ہے. اب آئیے ہم رضا خانی اصول پہ رضا خانی کی ہفوات کا جائزہ بھی لے لیتے ہیں. چنانچہ ارشد مسعود لکھتا ہے:

''دیوبندی موصوف کو قطعا یہ زیب نہیں دیتا تھا کہ وہ ان حوالوں کے متعلق اعتراض کریں کیونکہ آں جناب خود اس جرم کے مرتکب ہیں''۔ (کشف القناع جلد 1 ص 233)

لہذا اس عقل و خرد سے محروم شخص کو تو اس اصول سے علامہ ساجد نقشبندی صاحب پہ اعتراض کرتے وقت شرم سے ڈوب مرجانا چاہیے کیونکہ یہ خود اس جرم میں ملوث ہے۔

رضا خانی کا شیطانی الزام

رضا خانی اپنی غلیظ قلم سے اپنی غلیظ سوچ کی عکاسی کرتے ہوئے علامہ ساجد صاحب مدظلہ پہ یہ شیطانی الزام لگاتا ہے کہ ساجد خان کے نزدیک آنحضور ﷺ کی طرف جاہل و کافر کی نسبت

کر سکتے ہیں مگر ان کے اکابر کو کچھ کہا جائے تو ان کا بلڈ پریشر ہائی ہو جاتا ہے۔(ص6)

جواب: رضا خانی نے یہاں بھی شیطانی الزام لگاتے ذرا بھر شرم محسوس نہ کی ہم اسے اسی کی زبان میں یوں جواب دیتے ہیں:

''موصوف نے اکثر باتوں سے صرف نظر کرتے ہوئے صرف من گھڑت و اختراعی خیالات کو ہمارے ذمہ لگا کر مناظر بننے کی سعی لاحاصل کی ہے''۔

(کنزالایمان اور مخالفین جلد 1 ص 5)

لیجیے ہمارے طرف سے اس رضا خانی کو یہی حوالہ کافی ہے۔رضا خانی اس شیطانی الزام سے مناظر بننے کی جو لایعنی کوشش کر رہے ہیں ہمارے نزدیک ان کی پر کاہ کی بھی حیثیت نہیں۔پھر ان بدبختوں کو شرم سے ڈوب مرنا چاہیے جن کے مذہب میں شریعت پر جہاں تک ممکن ہو عمل کریں اور احمد رضا کے دین پر چلنا ہر فرض سے اہم فرض ہو ان بے ایمانوں کو ایسے الزامات لگاتے شرم سے پانی پانی ہو جانا چاہیے۔نیز جن کے مذہب میں نبی کی رائے سے اختلاف کیا جا سکتا ہو مگر مجدد بریلوی کی رائے سے انحراف گمراہی ہو ایسے لوگوں کو اپنی عقلوں کا علاج کروانا چاہیے نہ کہ دوسروں پہ الزام تراشیاں کرنی چاہئے۔

رضا خانی کی زبردست جہالت

رضا خانی لکھتا ہے کہ:

''جناب نے اکثر حوالہ جات سے صرف نظر کی اور صرف ادھر ادھر کی بات کر کے جواب دینے کی سعی نا کام کی ،بقول محمد علی مونگیری:۔ان کی ایک کتاب اعجاز عیسوی ہی عجب نادر کتاب ہے جس کی خوبی بیان نہیں ہو سکتی کسی مخالف کا زہرہ نہیں کہ اس کے جواب میں قلم اٹھا سکے، یوں آئیں بائیں شائیں بکنے کو جس کے جی میں آئے بکے (مراۃ الیقین ص 2,1)

جواب: **اولا** تو اس رضا خانی کا علامہ صاحب کے مضبوط دلائل کو ادھر ادھر کا جواب کہنا اعلی درجہ کا مکر ہے کیونکہ اگر یہ جواب ایسا ہی گیا گزرا تھا تو اس کے جواب الجواب میں اس رضا خانی کو اپنے گھر کے رضا خانیوں کی ضرورت ہی نہ پڑتی. چنانچہ اس رضا خانی کو کتاب

لکھنے کے لیے بھی عثمان مغل اور مظفر شاہ کی ضرورت پڑی۔ چنانچہ خود لکھتا ہے کہ:

''خیر اس جگہ ہم علامہ مظفر شاہ صاحب اور عثمان مغل بھائی کے شکر گزار ہیں جن کی معاونت سے بزم ہستی میں وجود پانے کے قابل ہوئی''۔

(کنز الایمان اور مخالفین جلد 2 ص 7)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا یہ دعوی کرنا کہ یہ ادھر ادھر کا جواب ہے حقائق سے دانستہ چشم پوشی ہے۔ کیونکہ جس کتاب کے جواب کو منظر عام پر آنے کے لیے دو بندے اس رضاخانی کے معاون ہوں وہ کتاب ہرگز بھی غیر اہم نہیں ہوسکتی نہ ہی اس کے دلائل عامیانہ ہو سکتے ہیں۔ حسن علی رضوی لکھتا ہے:

''حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح عمری مہر منیر صفحہ 273 پر جن بزرگ کو پیر سید مہر علی شاہ صاحب قدس سرہ کا استاد بھائی کہا گیا ہے وہ حضرت مولانا سید محمد علی مونگیری ہیں''۔ (محاسبہ دیوبندیت جلد 1 ص 382)

لیجیے قارئین جو بقول حسن علی رضوی پیر مہر علی شاہ صاحب کا استاد بھائی ہے اسکو دیوبندی بنا کر ہمارے خلاف پیش کرنا جناب کی سینہ زوری ہے اور اس کے سوا کچھ بھی نہیں۔ نیز ارشد مسعود لکھتا ہے:

''دیوبندی موصوف اتنے جاہل اور بے عقل ہیں کہ دلیل کے طور پر اپنی کتابیں پیش کرتے ہیں''۔ (کشف القناع جلد 1 ص 176)

لیجیے یہ حال ہے جو رضاخانیت میں جاہل اور پرلے درجے کا کم عقل ہو اس کی کتب کو پذیرائی بھی ملتی ہے اور اسے شیلڈوں سے بھی نوازا جاتا ہے۔ ایسے احمقوں کے ہاتھ میں قلم تھما کر اسے محقق بنا کر پیش کرنے والے ہوش سے کام لیں۔

رضاخانی کی بدترین بوکھلاہٹ

رضاخانی لکھتا ہے:

''خیر یوں تو ان کا مضمون اس قابل تھا ہی نہیں کہ اس پر کچھ تبصرہ کیا جائے مگر احباب

نے توجہ دلائی کہ جناب خود کو عظیم مناظر سمجھتے ہیں لہذا ان کی سوچ غلط فہمی کا بھی ازالہ ....الخ''۔(ص6)

جواب: محترم قارئین یہ رضاخانی اس قدر بوکھلاہٹ کا شکار ہے کہ یہ کیا لکھ رہا ہے اس شخص کو خود بھی معلوم نہیں. رضاخانی کا یہ کہنا کہ مضمون اس قابل نہیں کہ اس کا جواب دیا جاتا مگر احباب نے بتایا کہ وہ اپنے آپ کو عظیم مناظر سمجھتا ہے اس کا جواب اس لیے لکھا۔عرض یہ ہے کہ رضاخانی کو اچھی طرح معلوم ہے کہ علامہ ساجد خان نقشبندی صاحب کی کتب نے رضاخانیت میں کیا کہرام مچایا ہوا ہے لہذا احباب کے بتانے کا قول سراسر خلاف واقع ہے اور محض اپنا ریٹ بڑھانے کے لیے احباب کا پیوند لگانا ہے کہ جی اب اس جاہل کی منتیں کی جارہی ہیں کہ تم اس کتاب کا جواب لکھو۔دوم احباب نے اسے یہ بتایا کہ وہ اپنے آپ کو عظیم مناظر سمجھتا ہے۔اس پہ عرض یہ ہے کہ علامہ ساجد صاحب مدظلہ کی سمجھ یا ان کی بات تمہارے نزدیک کب سے معتبر ہوگئی؟ وہ تو یہ بھی کہتے ہیں کہ احمد رضا دجال وکذاب اور پرلے درجے کا فراڈی انسان تھا۔جب ان کی بات تم پہ حجت ہی نہیں اور ان کی کتاب بھی اس لائق نہیں کہ اس کا جواب لکھا جائے تو پھر کیوں ان کی بات کو وجہ علت بنا کر کتاب لکھنے کا شوشہ چھوڑا جارہا ہے؟اس کا مطلب تو یہی ہوا کہ تمہارے ایوانوں میں اس کتاب سمیت علامہ صاحب کی تمام کتب نے نے زلزلہ بپا کر رکھا ہے یہی وجہ ہے کہ جیسے ہی ان کی کوئی کتاب مارکیٹ میں آتی ہے تمہاری پوری ٹیم بذریعہ واٹس اپ جواب کیلئے بیٹھ جاتی ہے اور پھر اس خفت پہ پردہ ڈالنے کیلئے اس قسم کے بہانے بنائے جاتے ہیں.

ذاتیات پر تبصرہ اور رضاخانی کا ایک اور جھوٹ

رضاخانی اپنی زیر بحث کتاب کے بارے میں گویا ہے:

''تحریر میں سنجیدگی ومتانت قائم رکھنے کے لیے ذاتیات پہ تبصرہ سے گریز کیا گیا ہے''۔(ص7)

جواب: یہ بھی اس رضاخانی کا ایک جھوٹ ہے اس نے اس کذب بیانی کو دلکش الفاظ کا

جامہ پہنا کر یہ باور کرانے کی کوشش کی ہے کہ ان کی یہ کتاب متانت وسنجیدگی کا اعلیٰ نمونہ ہے۔مگر ہم بتاتے ہیں کہ جناب کا یہ دعوی بھی کذب بیانی کے سوا کچھ نہیں ۔چنانچہ یہ رضاخانی خود اسی کتاب میں علامہ ساجد صاحب کے متعلق لکھتا ہے:''موصوف کا اسے احکام شرع پر منطبق کرنا تجاہل ہے''۔(کنزالایمان اور مخالفین جلد 2 ص 25)اسی طرح لکھتا ہے:''اس لیے اگر کوئی علمائے دیوبند میں اہل علم موجود ہے تو انہیں موصوف کے علم میں اضافہ کرنا چاہیے مگر کیا کیا جائے این ہمہ خانہ خراب است''۔(ص 94)لیجیے یہ صرف ایک ذات پر حملہ نہیں بلکہ جملہ علما دیوبند کی ذاتیات پر حملہ کر دیا۔نیز علامہ ساجد صاحب کو جاہل کہا جبکہ یہ اجمل سنبھلی کے نزدیک گالی ہے دیکھیے(ردشہاب ثاقب ص 21)ان حوالوں سے ایک طرف تو رضاخانی کے دعوی کی قلعی کھل گئی اور اس کا جھوٹ واضح ہوگیا دوسرا یہ بھی ثابت ہوگیا کہ جس جواب کو وہ سنجیدہ اور متین بنانے کے درپے ہے اس جواب میں مغلظات کے سوا کچھ نہیں اور یہ ہو بھی کیسے سکتا ہے کہ ایک شخص خان صاحب کا ماننے والا ہو اور مغلظات سے پاک ہو ایں خیال است و جنوں۔

رضاخانی ٹیم اور اس پر رضاخانی کا تلملانا

رضاخانی لکھتا ہے:''یہاں اس بات کا بھی تذکرہ ضروری ہے کہ موصوف نے کنز الایمان اور مخالفین پوری ٹیم کی کاوش قرار دیا ہے اور اس جملہ کے مطالعہ کے بعد بندہ ناچیز کو کافی طمانیت محسوس ہوئی کہ الحمدللہ اس ناچیز نے تن تنہا اس قدر کام کر دیا دیوبندی حضرات کی ٹیمیں سرانجام دیتی ہیں''۔(ص 7)

جواب: یہ قول بھی جھوٹ کا ایک بدترین نمونہ ہے۔کیونکہ یہ خود اسی صفحہ پر مان چکا ہے کہ اس کتاب کے صفحہ ہستی پر آنے کے لیے عثمان مغل اور مظفر شاہ کی معاونت شامل حال رہی لہذا ہمارا دعوی بالکل درست ہے کہ تمہاری طرف سے ہماری کتب کا جواب لکھنے کے لیے پوری ٹیم موجود ہے۔جس کی ایک نظیر اس کتاب سے مل جاتی ہے لہذا یہ حوالہ خود اس کے جھوٹ کا بین ثبوت ہے۔

دیوبندیوں کے رد میں ایک مکمل ٹیم

چنانچہ ماہ نامہ رضائے مصطفی شمارہ مارچ 2020 میں ہے:

''انہوں نے اس طرح کے شوریدہ سر لاعلاج مریضوں کے علاج معالجہ کے لئے ایک ماہر ڈاکٹروں کی ٹیم سے مزین جدید طرز کا ہاسپٹل قائم کیا ہے جہاں اس طرح کے آپریشن ہوتے رہتے ہیں شاہ صاحب کا یہ ہاسپٹل اپنے روشن کارناموں میں ایک تاریخ رقم کر رہا ہے''۔(رضائے مصطفی ص29)

لیجیے گھر کا اقرار بھی آ گیا کہ مظفر شاہ عرف ٹپی نے ایک ٹیم تیار کی ہے جن کا کام دیوبندی کتب کا نام نہاد جواب دینا ہے۔

رضاخانی کن معنوں میں بھائی ہیں؟

رضاخانی نے پھر یہ باور کرانے کی کوشش کی ہے کہ ساجد صاحب نے اس کی ذات کے حوا کے سے بدتمیزی کی اور تہمت لگائی جبکہ اپنی کتاب ''کردار یزید'' میں اس کے متعلق یہ لکھا کہ ہمارے ایک ساتھی بھائی تیمور نے ۔۔(کردار یزید ص3) پھر آگے تبصرہ کرتے ہوئے کہتا ہے کہ یہ علامہ ساجد خان صاحب کا فکری تضاد ہے کہ جب تک ان کے خلاف نہ لکھا تو مسلک جانے بنا اس کا احترام کیا لیکن جب تردید کی تو وہ ذاتیات پہ اتر آئے ۔(کنز الایمان اور مخالفین ص7 محصلہ)

جواب: یہ تضاد بیانی نہیں رضاخانی کی کور چشمی ہے۔ہم اور علامہ ساجد صاحب آپ کو اب بھی ''بھائی'' ہی سمجھتے ہیں مگر کس قسم کا ''بھائی''، تو یہ ہم آپ کے حکیم الامت سے پوچھ لیتے ہیں۔مفتی احمد یار نعیمی لکھتا ہے:

''قادیانی چکڑالوی وغیرہ قومی مسلمان ہیں''۔(نور العرفان ص189)

اسی طرح دوسری جگہ تفسیر نعیمی جلد 7 ص606 پر فرعون کو موسیٰ علیہ السلام اور ابوجہل کو نبی اکرم ﷺ کا بھائی کہا (معاذ اللہ) تو ''کردار یزید'' میں جو رضاخانی کو بھائی کہا گیا وہ اسی معنی میں کہا گیا جس معنی میں احمد یار گجراتی نے ابوجہل کو حضور ﷺ کا بھائی کہا اور جس

معنی میں قادیانی حضرات کو قومی مسلمان (مسلمان بھائی سے زیادہ رتبہ والا عہدہ ہے) کہا گیا اسی معنی میں جناب کو علامہ ساجد صاحب نے بھائی کہہ دیا تو اس پہ رال ٹپکانے کی ضرورت نہیں نہ ہی یہ کوئی تضاد ہے اور اگر اس میں آپ کو اپنی تعظیم نظر آتی ہے تو ہم کہتے ہیں مبارک ہو آپ کو ہم واقعی آپ کو اسی قسم کی تعظیم کے لائق سمجھتے ہیں۔

قارئین کرام! یہاں تک عرض مؤلف کے تحت رضاخانی کی فنکاری کو ہم نے اشکار کر دیا ہے جس سے آپ حضرات نے اندازہ لگا لیا ہوگا کہ ابتدا ہی میں اس رضاخانی نے چند صفحات میں کیا کیا گل کھلائے ہیں.

تفصیلی جواب سے پہلے چند اہم اصول

قارئین قبل اس کے کہ ہم کتاب کا تفصیلی جائزہ لیں ہم چند اصولی باتوں کو یہاں ذکر کرنا چاہتے ہیں جن کا جاننا بہت ضروری ہے تاکہ کتاب کا رد سمجھنے میں آسانی ہو۔

(اصول نمبر 1)

اکابر کے مقابلے میں اصاغر کے بات حجت نہیں چنانچہ رضاخانی مولوی لکھتا ہے:

''اور پھر اجمل العلماء کی بات کر رہے ہیں کہ انہوں نے فرمادیا ہے اور کوئی جھگڑا ہی نہیں صرف یہ جھگڑا ہے ۔۔۔ اعلی حضرت مولانا احمد رضا خان صاحب ان عبارات پر گرفت کریں اور کوئی اجمل شاہ صاحب اس کے مقابلے میں یہ کہے اور کوئی جھگڑا ہی نہیں ہے صرف یہ جھگڑا ہے یہ بھی کوئی بات ہو سکتی ہے''۔(مناظرہ جھنگ ص 234)

اسی طرح ایک جگہ ہے:

''مسلک اعلی حضرت کے خلاف ضیاء القرآن کی عبارت اہل سنت کے لئے حجت نہیں''۔(پیر کرم شاہ کی کرم فرمائیاں صفحہ-27)

ان ہر دو عبارات سے یہ بات واضح ہوئی کہ اکابر کے مقابلے میں اصاغر کی کوئی بات حجت نہیں۔

(اصول نمبر 2)

وہی دلائل حجت بن سکتے ہیں جن سے اہل سنت کا تشخص قائم ہو. چنانچہ ارشد مسعود لکھتا ہے:

''ہمارے لئے صرف وہ دلائل حجت بن سکتے ہیں جو اکابرین اہل سنت و جماعت کے نوک قلم کا نتیجہ ہوں جن سے اہل سنّت و جماعت کا تشخص قائم ہے''۔

(کشف القناع جلد 1 صفحہ 205)

لہذا دلیل دینے سے پہلے پیش کردہ شخصیت کو رضاخانی اکابرین دیوبند میں سے ثابت کریں گے اور اکابر بھی محض اکابر نہیں بلکہ وہ اکابر جن سے دیوبند کا تشخص قائم ہو۔

(اصول نمبر 3)

''اکابر کون ہیں؟''اس سلسلہ میں ارشد مسعود لکھتا ہے:

''دیوبندی موصوف کا دعوی اکابرین دیوبند کے فتووں کا ہے مگر دیوبندی موصوف اس معاملہ میں دور حاضر اور ماضی قریب کے دیوبندی مولویوں کو گھسیٹ لائے ہیں۔ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ وہ اس معاملے میں اپنے اکابرین کی تصریحات پیش کرتے مگر وہ اس سلسلہ میں عاجز اور ناکام رہے جو کہ ان کی شکست فاش کی دلیل ہے''۔

(کشف القناع جلد 1 صفحہ 269)

لہذا زمانہ حال یا ماضی قریب کے دیوبندی علما بھی اکابرین میں شمار نہیں ہوں گے اور پیش نہیں کیے جاسکتے۔اور ماضی بعید کے اکابرین تو صرف یہ 6 ہیں جن سے ہمارا تشخص قائم ہے:

1.شاہ اسماعیل صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔حجۃ الاسلام مولانا قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ. 3 فقیہ العصر مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ 4 حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ 5 محدث اعظم ہند حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ 6.مولانا حسین علی واں بچھراں رحمۃ اللہ علیہ۔

(ملاحظہ ہو رضاخانی کتاب دیوبندی مذہب ص 92)

لہذا ان کے علاوہ رضاخانی نہ تو کسی کو پیش کر سکتے ہیں اور نہ ہی ان کے خلاف کسی کی بات حجت ہو سکتی ہے۔

(اصول نمبر 4)

کسی کی ذاتی رائے بھی حجت نہیں چنانچہ یہی رضاخانی دوسری کتاب میں لکھتا ہے:

''علامہ پیر محمد چشتی کی جمہور اہل سنت نے تکفیر نہیں کی ان کے تفردات اپنی جگہ ہیں مگر تکفیر ہرگز نہیں کی گئی اور اگر کسی نے تکفیر کی بھی ہو تو یہ اس کی ذاتی رائے ہے''۔

(دست و گریبان کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ ص 549)

مزید رضاخانی لکھتا ہے:

''اس مسئلہ میں راجع مرجوح کی بحث تو ہوسکتی ہے مگر اس کو کفر یا گستاخی قرار دینا محل نظر ہے اور ان کا تفرد اور ذاتی موقف ہے جو ہرگز حجت نہیں''۔

(دست و گریبان کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ ص570)

اسی طرح مظہر نائب اعلیٰ حضرت جناب حشمت علی رضوی نے مسلم لیگ اور اس کی حمایت کرنے پر اپنے مخالفین خصوصا اکابر بریلویہ پر کفر کے فتوے لگائے مگر رضاخانی شیخ الحدیث غلام رسول سعیدی لکھتا ہے:

''رہے مولانا حشمت علی تو وہ علمی و عملی خدمات کے اعتبار سے صف اول کے علماء میں سے نہیں تھے۔ سیاسی نظریات میں ان کی سوچ منفرد اور علیحدہ مزاج تھا سیاسی خیالات میں جمہور علما اہل سنت نے ان کی کبھی تائید نہیں کی اس لئے ان کے اقوال کو جمہور اہل سنت پر حجت قرار نہیں دیا جاسکتا''۔ (مقالات سعیدی ص468)

اسی طرح عبدالمجید سعیدی لکھتا ہے:

''اور ان حضرات کا مسئلہ ہذا میں یہ موقف محض ان کا ذاتی اور انفرادی تھا جبکہ اہلسنت جماعتی سطح پر مسلم لیگ کے پرزور حامی ہی نہیں بنیادی سرپرست بلکہ حقیقی بانی تھے''۔

(مصباح سنت جلد 1 ص95)

یہاں بھی جمہور کے مقابل حشمت علی کو بات نہ مانتے ہوئے جمہور کی بات کو ماننے کا اصول پیش کیا گیا۔ ان تمام حوالہ جات سے یہ بات معلوم ہوئی کہ موصوف کے ہسپتال کے موجودہ کمپوڈروں کے نزدیک کسی کی ذاتی رائے معتبر نہیں۔ مزید مولوی انس بھی لکھتا ہے کہ:

''ذاتی رائے کو تمام اہلسنت کے کھاتے میں ڈال دینا مناسب نہیں''۔

(حسام الحرمین اور مخالفین صفحہ 160)

لہذا ذاتی رائے کو ہم اہل سنت کے کھاتے میں بھی نہیں ڈالا جاسکتا۔

(اصول نمبر 5)

مماتیوں کو ہمارے خلاف پیش نہیں کیا جاسکتا چنانچہ یہی رضاخانی خود لکھتا ہے:

''خود دیوبندی حضرات کو اقرار ہے کہ انکا نکار کیا گیا ہے''(ہدیہ بریلویت صفحہ 254)

لہذا یہ حوالہ ہرگز سودمند نہیں''۔(دست وگریباں کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ ص 292)

رضاخانی یہ کہنا چاہتا ہے کہ کرنل انور مدنی کو ان کے خلاف اس لیے پیش نہیں کیا جاسکتا کے دیوبندیوں کے اقرار کے مطابق بریلویوں نے ان کا انکار کیا ہے ۔اس اصول کو مدنظر رکھتے ہوئے عرض یہ ہے کہ پھر مماتیوں کو بھی ہمارے خلاف پیش نہیں کیا جاسکتا کیونکہ بقول اختر رضا ہم نے ان کارد وانکار کیا ہے چنانچہ قہر خداوندی جلد 2 صفحہ 72 پر اختر رضا نے تسلیم کیا ہے کہ علماء دیوبند نے مماتیوں کا رکیا ہے ۔صفحہ 71,72 پر لکھتا ہے کہ:

''بقول علماء دیوبند کے متعدد علماء و اکابرین دیوبند المہند کو عقائد علماء اہل سنت دیوبند تسلیم کرتے ہیں یعنی جن لوگوں کے عقائد المہند کے خلاف ہوں گے وہ سنیت و دیوبندیت سے خارج ہو جائیں گے ۔ یہاں بھی یہ تسلیم کیا کہ علماء دیوبند نے مماتیوں کو دیوبندیت سے خارج مانا ہے''۔

تقریبا یہی بات صفحہ 63 پر بھی کی گئی ہے ۔لہذا ان باتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے مماتی ہمارے خلاف حجت کے طور پہ پیش نہیں ہو سکتے ۔

منحرفین اصول کا انجام بد

قارئین آپ یہ اصول رضاخانیوں کی کتب ہی سے ملاحظہ فرما چکے ہیں ۔اب جو لوگ ان اصولوں سے انحراف کریں ان کی اوقات بھی ملاحظہ ہو چنانچہ مولوی ابوعبداللہ نقشبندی لکھتا ہے:

''یہ ایسا مکار دجال اور دھوکا باز ہے کہ مسلمہ اصولوں کا خون کرتے ہوئے بھی اس کو ذرا بھر حیا نہیں آتی''۔(ہدیہ بریلویت پر ایک نظر صفحہ 153)

چنانچہ اب جو ان اصولوں کا خون کرے گا وہ مندرجہ ذیل رضاخانی فتاوی کا مستحق ہوگا:

1.مکار 2.دجال 3.دھوکہ باز 4.بے حیا۔ہماری محترم قارئین سے گزارش ہوگی کہ ان اصولوں کو مدنظر رکھتے ہوئے ہماری آئندہ آنے والی معروضات کا مطالعہ کریں۔

کتاب کی ابتداء اور رضا خانی پر فتوی

مولوی عبد المجید خان سعیدی (امام اہل سنت مولانا سرفراز خان صفدر رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب پر یہ اعتراض کرتے ہوئے کیا کہ انہوں نے کتاب کا آغاز تسمیہ وحمد سے نہیں کیا) لکھتا ہے:

''موصوف یہاں یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ انہوں نے اپنی اس کتاب کے باب اول کے آغاز میں تسمیہ وحمد لکھ کر اسے سبکدوشی حاصل کر لی ہے کیونکہ اولا: یہ کتاب باب اول سے شروع نہیں ہوتی بلکہ اس سے قبل اس کا ٹائٹل فہرست مضامین اور عرض حال کے عنوان سے دیباچہ نیز پیش نظر نسخہ میں دیباچہ طبع نہم کے عنوانات کتاب کے مستقل حصہ ہونے کی حیثیت میں موجود ہیں''۔(مصباح سنت جلد 1 ص 46)

اس اصول سے معلوم ہوا کہ بسم اللہ کتاب کے ٹائٹل پیج پر موجود ہونی چاہیے کیونکہ ابتدائے کتاب وہیں سے ہوتی ہے جبکہ رضا خانی کی کتاب بسم اللہ کے بغیر شروع ہو چکی کیونکہ رضا خانی کی کتاب ''کنز الایمان اور مخالفین حصہ دوم'' کے ٹائٹل پیج پر کہیں بھی بسم اللہ نہیں لکھی گئی. جو کہ ان کی شقاوت قلبی اور عداوت دین کا ثبوت ہے اور ان کے باطل ہونے پر بین دلیل ہے. چنانچہ مولوی حامد حسین قریشی لکھتا ہے:

''شقاوت قلب وعداوت دین کی بین علامت دیکھیے کہ ابتداء کتاب (طمانچہ) بسم اللہ الرحمن الرحیم سے محروم'' مزید لکھتا ہے کہ ''باطل کو بسم اللہ کیوں کر نصیب ہو سکتی ہے''۔(میزائل پر طمانچہ و مجتہد دیوبندی صفحہ 7) لیجیے جو شخص ابتداءً باطل ثابت ہو گیا نیز ساتھ میں عداوت دین کا شکار اور شقاوت قلبی رکھنے والا ہوا سے علامہ ساجد خان صاحب کے منہ لگتے شرم آنی چاہیے۔

معلوم ہوا کہ کتاب کا آغاز ہی دینی عداوت رکھنے والے ایک باطل شخص نے درست نہیں کیا۔

ایک ممکنہ تاویل کا رد

ممکن ہے یہ رضا خانی کہے ہیں کہ ''عرض مؤلف'' کے عنوان کے بعد اس نے بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھا ہے تو اس کو ہماری طرف سے یہ جواب ہے کہ کتاب عرض مولف سے شروع

نہیں ہوئی بلکہ ٹائٹل پیج سے شروع ہوئی ہے۔ بالکل اسی طرح جیسے امام اہل سنت مولانا سرفراز خان صفدر رحمۃ اللہ علیہ پر اعتراض کرتے ہوئے کتاب کا باب اول سے شروع ہونا نہ مانا گیا۔

پہلا اعتراض اور اسکا جواب

رضاخانی لکھتا ہے:

''موصوف لکھتے ہیں:۔قرآن کریم اللہ تعالی کا وہ ابدی پیغام ہے جس میں تا قیامت لوگوں کے لئے ہدایت ہے''۔(اعتراضات کا جائزہ ص 7) بے شک قرآن مجید اللہ رب العزت کی طرف ہدایت کا راستہ دکھانے کے لئے نازل کیا گیا مگر دیوبندی حضرات کے نزدیک اس کتاب ہدایت میں تحریف لفظی ہو چکی ہے، انور شاہ کاشمیری لکھتے ہیں:۔اور میرے نزدیک قرآن مجید میں تحریف لفظی واقع ہو چکی ہے یا تو لوگوں نے جان بوجھ کر کی ہے یا غلطی سے''۔(فیض الباری ج 3 ص 395) مہر محمد میانوالوی لکھتے ہیں:۔اصول کافی میں قرآن پاک کی تحریف وکمی پر مستقل باب ص432 تا441 پر موجود ہے۔ترجمہ مقبول میں بھی بیسوں آیات کو محرف بتلایا گیا ہے۔لہذا قرآن ان کے مذہب کی بنیاد نہیں ہوسکتا''(تحف ※ الخیار ص27)اس سے واضح ہوا کہ قرآن مجید کو محرف ماننے کے سبب دیوبندی حضرات کا قرآن اسے کوئی تعلق نہیں''۔(کنزالایمان اور مخالفین جلد دوم ص8)ا

جواب: قارئین کرام! فی الوقت اس بات سے قطع نظر کہ فیض الباری کے حوالے سے ہمارا کیا مؤقف ہے؟ یا اس حوالہ سے ہم پر کوئی اعتراض بھی وارد ہوتا ہے یا نہیں؟ یا واقعتا معاذ اللہ علامہ انور شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا یہ نظریہ ہے یا نہیں؟۔ہم صرف یہ بات کرنا چاہتے ہیں کہ اس رضاخانی نے ایک شخص کی بات کو لے کر اسے تمام دیوبندی حضرات کا نظریہ قرار دیا ہے جس پہ خود اسی کا ہم زلف ارشد مسعود چشتی یوں کہتا ہے:

''اب کوئی اس دیوبندی پاگل سے پوچھے کہ حوالہ تم ایک کتاب کے متعلق دے رہے ہو اس ایک کتاب کے متعلق حوالہ کو باقی تمام فرضی کتابوں پر منطبق کر رہے ہو کیا یہ دھاندلی

نہیں؟''۔(کشف القناع جلد 1 صفحہ 241)

تو ایک علامہ انور شاہ صاحب کی امالی کو تمام علمائے دیوبند پر منطبق کرنا پاگل پن ہے۔

دوم بالفرض والمحال معاذاللہ یہ واقعتا علامہ انور شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا نظریہ ہو بھی تو رضاخانی اصول سے یہ ذاتی رائے ہے جس کو تمام اہلسنت کے کھاتے میں ڈالنا مناسب نہیں جیسا کہ پیچھے حسام الحرمین اور مخالفین صفحہ 160 ا کے حوالے سے اصول گزر چکا ہے۔لہذا اپنے اصولوں کے مخالفت کر کے ماقبل کے پیش کردہ حوالے کے مطابق رضاخانی 4 عدد فتاوی کی ذد میں آگیا۔اور پاگل ہونے کا پانچواں فتوی ارشد مسعود نے لگادیا نیز یہ بھی بتادیا کہ رضاخانی نے پہلا اعتراض کرتے وقت ہی دھاندلی سے کام لیا ہے۔

سوم: فیض الباری ایک امالی ہے لہذا اس کتاب کو بنیاد بنا کر مولانا انور شاہ صاحب کشمیری رحمۃ اللہ علیہ پر بہتان باندھنے کا بالکل جواز نہیں بن سکتا۔نہ ہی اس کتاب کی مکمل ذمہ داری ان پہ عائید ہوتی ہے چنانچہ ابوعبداللہ نقشبندی لکھتا ہے:

''مولانا محمد کاشف اقبال مدنی صاحب لکھتے ہیں: احکام شریعت اعلی حضرت بریلوی کی اپنی تصنیف نہیں ہے۔اس کے مؤلف سید شوکت علی ہیں اس لیے اس کی مکمل ذمہ داری اعلی حضرت پر نہیں ڈالی جاسکتی''۔(ص 35 ہدیہ بریلویت پر ایک نظر)

اسی جیسا قول رضاخانی بھی اپنی کتاب دست و گریباں کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ میں کر چکا ہے۔لہذا رضاخانی اصول سے اس کی مکمل ذمہ داری علامہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ پر نہیں ڈالی جا سکتی۔بلکہ اس کے برعکس ہم علامہ انور شاہ صاحب کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کی خود کی تصنیف سے دکھا دیتے ہیں کہ وہ معاذاللہ تحریف قرآن کے قائل نہیں بلکہ تحریف قرآن کے قائل پر فتوی کفر لگاتے ہیں جس کے بعد اس اعتراض کا قلع قمع ہو جائے گا،چنانچہ علامہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''اور واضح ہو گیا کہ اب جو کوئی قرآن کے ایک حرف کا انکار کرے(یا اس میں تاویل کرے)وہ کافر ہے اور اسی کی بدولت اللہ تعالی نے ہم کو ان یہود و نصاریٰ کے نقش قدم پر

چلنے سے بچا لیا جنہوں نے اپنی کتابوں میں ایسے اختلافات کا دروازہ کھولا جن سے تحریف و تبدیل کی راہ ہموار ہوگی"۔(اکفارالملحدین ص280)

لیجیے علامہ صاحب کا موقف سامنے آگیا اور ان کی اپنی تصنیف سے سامنے آگیا۔

چہارم: مولوی کوکب اوکاڑوی مجدد بریلوی پر انکار ختم نبوت کا جواب دیتے وقت یہ کہتا ہے کہ اعلی حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی رضی اللہ عنہ پر شدید بہتان لگانے والے دیوبندی وہابی تبلیغی ذرا کھلی آنکھوں سے اعلی حضرت کا ختم نبوت کے بارے میں عقیدہ وفتویٰ ملاحظہ فرمائیں جو اعلی حضرت نے اپنی کتاب جزاللہ عدوہ باباۂ ختم النبوہ میں تحریر فرمایا۔(سفید وسیاہ) ہم بھی یہی کہتے ہیں علامہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ پر رضا خانی شیطان کو ابلیسی افتراء باندھ رہے ہیں وہ اکفار الملحدین میں موجود علامہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کا فتوی وعقیدہ پڑھ لیں۔محترم قارئین دیکھا اس رضاخانیت دجال کے اعتراض کا قلع قمع ہو کر رہ گیا اور یہ بھی ثابت ہوگیا کہ دیوبندی حضرات کا الحمداللہ قرآن سے تعلق بھی ہے اور اس کتاب الہی پہ ایمان بھی۔

نیز علامہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ پر اس بدترین الزام کا جواب علامہ ساجد صاحب مدظلہ نے"دفاع اہل سنت جلد دوم" میں دے دیا ہے مگر رضا خانی نے پھر سے وہی اعتراض دہرا دیا جس کا جواب پہلے ہی دیا جا چکا چنانچہ اس کے اس فعل قبیحہ پہ اسکے گھر کے لوگ یوں سیخ پا ہیں ابوعبد اللہ نقشبندی لکھتے ہیں:

"وہ گھسے پٹے اعتراضات جن کے بار بار علما اہل سنت جواب دے چکے ہیں لیکن ان لوگوں کا اصول ہے کہ آدمی کو ڈھیٹ اور بے شرم ہونا چاہیئے"۔

[ہدیہ بریلویت پر ایک نظر ص18] نیز لکھتے ہیں:

"کتب دیوبندیہ میں زیادہ تر مواد وہی ہے جس کی تردید اہل سنت کی طرف سے کئی بار ہو چکی ہے لیکن یہ لوگ شرم وحیا سے عاری ہو کر اگلے نوالے چبا رہے ہیں۔ [ایضا ص31]

اسی طرح مولوی حسن علی رضوی لکھتے ہیں:

"دوسرے کی سنے بغیر اپنی کہے جاؤ یہ لوگ ہٹلر اور گوبلز کے فارمولے پر عمل پیرا

ہیں کہ الزامات کا اس تسلسل سے اعادہ کرو کہ لوگ سچ سمجھنے لگیں‘‘۔

[محاسبہ دیوبندیت جلد 1 ص 26] ایک جگہ لکھتے ہیں:

’’مطالعہ بریلویت کے مرتب کا یہ حق نہیں تھا کہ جس اعتراض والزام کا جواب ہم دے چکے ہیں اس کو دوبارہ سہ بارہ نقل کرتا۔اس کا مقصد اس کے سوا اور کیا ہوسکتا ہے کہ یہ یا تو ہمارے جوابی مضمون کو پڑھتا ہی نہیں یا پھر دیدہ دانستہ مغالطہ دینا یا الٹا چکر چلانا اور لوگوں کو گمراہ کرنا ہی ان کا نصب العین ہے۔[محاسبہ دیوبندیت ص32]

تو قارئین آپ حضرات نے ملاحظہ فرمایا رضاخانی صاحب اپنے لوگوں کے فتاوی سے ا:ڈھیٹ ۲:بے شرم ۳:شرم وحیا سے عاری ۴:اگلے نوالے چبانے والے ۵:ہٹلر اور گوبلز کے فارمولے پر عمل پیرا ۶:مغالطہ دینے والے ۷:الٹا چکر طلانے والے ۸:لوگوں کو گمراہ کرنے والے ثابت ہوتے ہیں۔

دوسرے اعتراض کا منہ توڑ جواب (ترجمہ کی ضرورت)

علامہ ساجد صاحب نے شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ کی ضرورت کے حوالے سے ’’اتحاد امت‘‘ کتاب کا درج ذیل حوالہ دیا تھا:

’’شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ جب مالٹا کی جیل سے رہا ہوئے تو فرمایا کہ میں نے بہت غور کیا اور آج امت مسلم کی اس پستی کی وجہ کیا ہے تو مجھے اس کی دو وجہ سمجھ آئی: (۱) ایک قرآن سے دوری۔(۲) دوسرا آپس کے اختلات (ملخصا اتحاد امت از مفتی اعظم پاکستان) اس حوالے پہ رضاخانی نے کلمتہ الہادی نامی کتاب کے حوالے پیش کرنے شروع کردیے اور یہ باور کرانے کی کوشش کی کہ دیوبندی قران سے دور ہیں، ان کے تبلیغی مراکز میں دروس قرآن نہیں ہوتے۔اور اس پر دو صفحات سیاہ کردیے۔

(کنزالایمان اور مخالفین جلد دوم صفحہ 8 تا 9)

جواب: اس رضاخانی کو اپنے اصولوں کا قتل کرتے ہوتے ذرا بھر شرم نہیں آتی تو ہم کیوں اس کی حجامت میں پیش پیش نہ رہیں؟ علما ساجد صاحب مدظلہ کے رد میں حوالہ لائے بھی

تو ایک ایسے شخص کا جو اکابر بھی شمار نہیں ہوتا ہے ۔ چنانچہ کلمتہ الہادی نواز بلوچ کی کتاب ہے جو دیوبندی جماعت میں ذمہ دار آدمی نہیں نہ مسلک کا تشخص اس سے قائم ہے ۔ رضاخانی اصول ما قبل گزر چکا لہذا رضاخانی اصول سے ان کو ہمارے خلاف پیش ہی نہیں کہا جا سکتا کیونکہ یہ ہمارے اکابر میں سے نہیں ۔اور یوں اپنے اصول سے انحراف کے سبب ابوعبداللہ کے فتوے کی زد میں ایک بار پھر سے آ گیا۔

دوم اگر بالفرض نواز بلوچ ذمہ دار بھی ہوتا تو بھی اسکو رضاخانی اصول سے متفرد مان لیا جاتا اور یہ ان کی ذاتی رائے پر محمول ہوتی ۔اور اس کی رائے رضاخانی اصول سے اہل سنت کے جمہور کے مقابل حجت نہ ہوسکتی تھی چنانچہ اصول ما قبل لکھا جا چکا۔

امام اہل سنت علیہ الرحمۃ اللہ کی جعلی تقریظ

ممکن ہے کسی رضاخانی کا خون جوش مارے کہ اس کتاب پہ امام اہل سنت مولانا سرفراز خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تقریظ موجود ہے تو عرض یہ ہے کہ اس کتاب پہ ان کی تقریظ جعلی ہے چنانچہ ان کے فرزند حضرت مولانا فیاض خان سواتی صاحب زندہ اور بقید حیات ہیں ان سے بھی اس متعلق دریافت کیا جا سکتا ہے ۔ نیز اگر یہ تقریظ جعلی نہ بھی ہوتی تو بھی رضاخانیوں کو مفید نہیں ہوسکتی تھی چنانچہ جب علامہ ساجد صاحب نے دفاع اہل سنت میں مولانا سرفراز صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا فتوی پیش کیا تو ارشد مسعود یوں گویا ہوا تھا کہ:

”دیوبندی موصوف کا دعویٰ اکابرین دیوبند کے فتووں کا ہے مگر دیوبندی موصوف اس معاملہ میں دور حاضر و ماضی قریب کے دیوبندی مولویوں کو گھسیٹ لائے ہیں ۔ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ وہ اس معاملہ میں اپنے اکابرین کی تصریحات پیش کرتے مگر وہ اس سلسلہ میں عاجز و ناکام رہے جو کہ ان کی شکست فاش کی دلیل ہے“ (کشف القناع جلد 1 صفحہ 269)

تو جب بقول ارشد مسعود امام اہل سنت مولانا سرفراز صاحب رحمۃ اللہ علیہ اکابر میں شمار ہی نہیں ہوتے تو پھر ان کی تقریظ موجود بھی ہو اور جعلی بھی نہ ہو تو بھی تمہارے موافق اور ہمارے مخالف نہیں ۔بلکہ تقریظ سے استدلال پکڑنا بھی اصول سے منحرف ہونا ہے ۔کیونکہ تقریظ کے

متعلق کوکب اوکاڑوی لکھتا ہے:

"مصنفین اپنی تحریروں پر جن ہستیوں سے تقریظ وتقدیم لکھواتے ہیں انہیں جس قدر مسودہ دکھاتے ہیں اسی قدر ان حضرات کے علم میں ہوتا ہے۔تقاریظ لکھوانے کے بعد مصنفین اپنے مسودوں میں جو اضافہ وتبدیلی کرتے ہیں وہ ان بزرگوں کو نہیں دکھاتے۔ مگر ان کی تقریظ اسی طرح شامل رکھتے ہیں یوں مصنف کی طرف سے تبدیلی واضافہ کی کسی غلطی پر قارئین وناقدین اس تقریظ لکھنے والے پر بھی اعتراض کر دیتے ہیں اور یوں وہ ہستیاں خواہ مخواہ معترضہ بن جاتی ہیں"۔[والدین رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ص15)

تو تقریظ سے استدلال فضول وعبث ہے۔

کیاافتراق کا سبب دیوبندی حضرات ہیں؟

موصوف آگے لکھتے ہیں:

"اب جہاں تک دوسری وجہ ہے تو اس پر ہم اپنی کتب میں کافی سے زائد کلام کر چکے ہیں کہ"امت میں افتراق انتشار وفرقہ بازی کا سبب دیوبندی حضرات ہیں" قارئین اسی کی طرف ہی مراجعت کریں"، پھر جناب لکھتے ہیں:

"ان کے اس مشن پر چلتے ہوئے دیگر علمائے حق مثلاً حکیم الامت حضرت اشرف علی تھانوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بھی نہایت عالی شان تراجم کئے جسے دنیا بھر میں اردو داں طبقہ نے خوب سراہا (اعتراضات کا جائزہ ص7) ویسے جہاں تک ہماری معلومات ہیں تا حال خواب دیکھنے پر کوئی پابندی نہیں موصوف کے بیان کردہ اس جملے کا حقیقت سے کچھ واسطہ نہیں۔ہم نہیں جانتے کہ وہ کونسا اردو خواں طبقہ ہے جس نے ان تراجم کو سراہا ہے، جبکہ خود ان کے اپنوں کے نزدیک یہ تراجم ناقابل فہم ہیں، تقی عثمانی دیوبندی لکھتے ہیں:۔اردو کے مستند ترجمے جو اس وقت موجود ہیں وہ عام مسلمانوں کی سمجھ سے بالاتر ہو گئے ہیں (آسان ترجمِ قرآن پیش لفظ)"۔(کنزالایمان اورمخالفین جلد2 ص10)

جواب: انسان ڈھیٹ اور بے شرم ہو تو رضاخانی اصول سے جو چاہے وہ کرے یہاں

بھی یہ کہہ دیا کہ امت میں افتراق پھیلانے والے دیوبندی ہیں پھر اس کے دلائل کے لیے اپنی کتب کی طرف رجوع کرنے کی توجہ دلادی۔ چنانچہ اس الزام کا بھرپور رد ہم اپنی کتاب ''دست و گریباں کی حقانیت'' میں دے چکے۔ نیز محترم لئیق رحمانی بھائی نے بھی اپنی کتاب ''کشف الخداع'' میں یہ بات دلائل سے واضح کردی کہ امت میں افتراق دیوبندیوں نے نہیں بلکہ احمد رضا نے پھیلایا ہے۔ ہم بھی ان جواب شدہ باتوں کے لیے ان کتب کی طرف قارئین کی توجہ مبذول کرا کر آگے بڑھتے ہیں۔

علامہ ساجد خان صاحب نقشبندی حفظہ اللہ نے تراجم کے حوالے سے دیوبندی علماء کی خدمات کا ذکر کیا اور یہ کہا کہ اردو خواں طبقہ تراجم کو بہت سراہا تو اس پر رضاخانی یوں گویا ہوا کہ

''ہم نہیں جانتے کہ وہ کون سا اردو خوان طبقہ ہے جس نے ان تراجم کو سراہا۔''

بھئی اگر نہیں جانتے تو جاننے کی کوشش کرو علامہ صاحب سے الجھنے کیوں آگئے؟

دوم علامہ صاحب کی اس بات کے معارض مفتی تقی عثمانی صاحب زید مجدہ کی بات کو بنا کر پیش کیا حالانکہ دونوں میں کچھ تضاد نہیں۔ چنانچہ اول تو علامہ ساجد صاحب کا جملہ فعل ماضی مطلق میں ہے جبکہ مفتی تقی عثمانی صاحب کا جملہ فعل حال میں داخل۔

علمی جواب یہ ہے کہ علامہ ساجد صاحب اور شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی صاحب زید مجدہ دونوں کی بات قضیہ مہملہ کے حکم میں ہے اور قضیہ مہملہ جزئی کے حکم میں ہوتا ہے لہٰذا دونوں کی بات اپنی اپنی جگہ درست ہے۔

دوم اس بات کو ملحوظ رکھا جائے کہ علامہ ساجد صاحب نے اردو خواں طبقہ کے سراہنے کی بات کی جبکہ مفتی تقی صاحب دامت برکاتہم عوام کی بات کر رہے ہیں۔ دونوں عبارات کا محل ہی جدا جدا ہے لہٰذا دونوں باتوں میں کوئی تناقض نہیں۔ بلکہ دونوں باتیں ہی اپنی اپنی جگہ درست ہیں۔ پھر اس رضاخانی کا دجل و فریب ملاحظہ فرمائیں کہ مفتی تقی عثمانی تو یہ فرما رہے ہیں کہ'' (تراجم) عام مسلمانوں کی سمجھ سے بالاتر ہو گئے ہیں۔'' جبکہ اس رضاخانی نے ان تراجم کو مطلقاً ناقابل فہم بنا ڈالا چنانچہ اپنی دجالی صفت کا مظاہرہ یوں کیا کہ:

”خود ان کے اپنوں کے نزدیک یہ تراجم نا قابل فہم ہیں“ (ص10)

رضاخانی کا مزاج ان عورتوں کا سا ہے جو پر سے پرندہ بنا دیتی ہیں. چنانچہ یہاں بھی خواہ مخواہ و بے جا اعتراض کر دیا۔

رضاخانی ارشد مسعود کے شکنجے میں

چنانچہ ارشد مسعود چشتی لکھتا ہے: ”آسان اردو عبارت کو نہ سمجھ کر جہاں دیوبندی موصوف نے ثابت کیا کہ وہ کم عقل وفہم ہے اس کے ساتھ یہ بھی ثبوت دیا کہ اردو زبان سے نابلد ہے“۔ (کشف القناع جلد اول) لہٰذا رضاخانی علامہ ساجد صاحب کی ایک عام سی اردو عبارت کو سمجھ نہ سکا اور دو عدد مزید فتووں کے بوجھ تلے آگیا. 1.کم عقل و بد فہم 2.اردو زبان سے جاہل ۔قارئین اب آپ کو اس رضاخانی کی اس عبارت کا مطلب بھی سمجھ آجائے گا کہ” ہم نہیں جانتے کہ وہ کون سا اردو خوان طبقہ.....الخ“ کیونکہ جن کا اردو زبان سے تعلق ہی نہیں ان کو اردو خواں طبقہ کا علم بھی نہیں ہوسکتا۔

صحابہ کرامؓ کو بدعتی کہنے کا الزام

رضاخانی اعتراض کرتے ہوئے لکھتا ہے: ”رہا ہے کہ ایک صحابی بریدہ نے جو بات سمجھی وہ سب سے زیادہ لائق اتباع ہونی چاہئے تو اس کا جواب یہ ہے کہ ایک دو صحابی کے سوا ہزار ہا صحابہ کرام نے سمجھی اور اس کی وشنی میں سلف وخلف نے جو سنت متعین کی وہ تو اور بھی زیادہ لائق اتباع ہے جو شائبہ بدعت سے کوسوں دور ہے“۔(انوار الباری ج8 ص43) یعنی معاذ اللہ صحابہ کرام نے جو بات سمجھی اس میں بدعت کا شائبہ تھا، اور معاذ اللہ وہ بدعتی تھے ظفر اقبال صاحب لکھتے ہیں: ۔'مصنف نام ونسب نے صحابی رسول ﷺ کو بدعتی کہہ کر خود بدعت کا ارتکاب کیا ہے .(سیدنا معاویہ ص 131) ایسے ہی لکھتے ہیں: ۔مزید حیرانی اس بات پر ہوتی ہے کہ اگر صحابہ نعوذ باللہ بدعتی ہیں تو ان کی اقتدا کا حکم چہ معنی دارد (سیدنا معاویہ 126)“۔(ص11)

جواب: اول تو یہاں بھی رضاخانی نے اپنے اصولوں کی مخالفت کی انوار الباری کے

مصنف مولانا احمد رضا بجنوری مرحوم نہ تو رضا خانی اصول سے ہمارے اکابرین میں شمار ہوتے ہیں اور نہ ہی ان کو پیش کیا جا سکتا ہے. دوم: اگر بالفرض اس عبارت کا وہی مطلب ہوتا جو رضا خانی لیتا ہے پھر بھی اسے اپنے ہی اصول سے تفرد پہ محمول کرتا اور تفردات جمہور کے خلاف اس کے گھر کے اصولوں سے حجت نہیں. سوم: اس نے احمد رضا بجنوری صاحب کی بات تو مکمل دیوبندیت کا موقف بنا دیا چنانچہ لکھتا ہے:

”فتوی بازی تو ان حضرات کا خاصہ ہے، ان حضرات نے تو صحابہ کرام تک بدعت میں ملوث قرار دیا ہے۔“ (کنزالایمان اور مخالفین جلد 2 ص 10)

جبکہ ایک شخص کی بات کو پوری جماعت کا نظریہ بنا کر پیش کرنے والے بھی ارشد مسعود کے فتوے سے دھاندلی کرنے والے اور پاگل ہے. جوالہ ما قبل میں گزر چکا وہیں ملاحظہ فرمائیں. چہارم: ان حضرات کو ہم پر اعتراض کرتے شرم محسوس کرنی چاہیے کیونکہ ان کے بڑے نے تو صحابہ کرام کی بدعات پر کتاب تک لکھ ماری. چنانچہ فیض احمد اویسی کی ایک کتاب کا نام ہی” بدعات صحابہ“ ہے. پنجم: وہاں بدعت کا شائبہ کے الفاظ ہیں بدعت کے نہیں۔

رضا خانیوں کی سنیت یا رضا خانی دجل وفریب

اس کے بعد اس رضا خانی خود کو سنی ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہوئے لکھتا ہے:”الحمدللہ ہم بدعتی نہیں بلکہ اہل سنت ہیں، اس پہ خود علمائے دیوبند کی شہادتیں موجود ہیں تقی عثمانی لکھتے ہیں:۔اس وقت اہل سنت ان مکاتب فکر کے مجموعہ سے عبارت ہے جو دیوبندی، بریلوی اور اہل حدیث کے ناموں سے معروف ہیں (حضرت معاویہ اور تاریخی حقائق ص 276) دیوبندی مہر محمد میانوالی لکھتے ہیں ورنہ کوئی سنی بریلوی یا دیوبندی یہ نہیں کہتا کہ خدا یہ کام کرتا ہے یا کرے گا.(ہم سنی کیوں ہیں صفحہ-19 مرحبا اکیڈمی) خالد محمود دیوبندی لکھتے ہیں ورنہ اہل سنت میں بریلوی اکابر ہرگز بشریت کے منکر نہیں تھے (عبقات جلد 1 صفحہ 61)“۔(کنزالایمان اور مخالفین صفحہ 11, 12 جلد 2)

جواب: محترم قارئین! ہمارا مخاطب رضا خانی خود ساختہ محقق یہ باور کروانا چاہتا ہے کہ دیوبندی حضرات نے بریلوی رضا خانی بدعتی حضرات کو اہل سنت لکھ دیا ہے لہذا رضا خانی بدعتیوں کا اہل سنت میں شمار خود علمائے دیوبند کرتے ہیں جبکہ یہ اس کی خام خیالی ہے. اس نے جتنے بھی دلائل دیے اور خود کو اہل سنت ثابت کرنے کی کوشش کی سب کا جواب اب ہم اپنی کتاب [[دست و گریباں کی حقانیت جلد اول'' میں دے آئے ہیں. لیکن اس کا حال دیکھیں کہ اس نے وہی حوالے پھر سے دہرا دیے جس کا جواب دیا جا چکا تھا. چنانچہ ہم اس جواب کو یہاں پیش کیے دیتے ہیں۔

کیا بریلوی بدعت اہل سنت میں داخل ہیں؟

آپ نے جتنے بھی حوالے دئے وہ تمام کی تمام کتب رافضی اہل تشیع حضرات کے رد میں ہیں ۔چونکہ ان کے مقابلے میں بریلوی خود کو اہل سنت کہتے ہیں اور وہ بھی بریلوی حضرات کو اپنے مقابل اہل سنت میں داخل مانتے ہیں سو اس ضمن میں لکھا گیا ہے نہ کہ اپنا موقف لکھا گیا آپ اس بات پر خوش نہ ہوں آپ ہر صورت ان حضرات کے نزدیک بھی بدعتی اہل سنت سے خارج ہیں ۔اختر بریلوی لکھتا ہے کہ: ''ہماری کتاب میں جہاں بھی دیوبندیوں کیلئے اہل سنت، یا مولانا وغیرہ کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں وہ محض عبارت کی مناسبت و ترتیب اور عوام الناس کو سمجھانے کیلئے یا ٹائٹل کے طور پر ہیں'' ۔(قہر خداوندی جلد دوم ص 35) اب ہماری بھی جن کتب میں اہل بدعت بریلویہ کیلئے جہاں اہلسنت لکھا گیا ہے اس کا بھی یہی جواب سمجھا جائے ۔نیز مولوی شکیب ارسلان مصباحی لکھتا ہے: ''بالعموم لفظ سنی شیعہ کے مقابلے میں بولا جاتا ہے ۔اور اب بہت سارے فرقے سنی ہونے کا دعوی کرتے ہیں'' ۔[بریلوی ہی اہل سنت ہیں ص 3] اس حوالے سے بھی یہی بات ثابت ہوتی ہے کہ لفظ سنی (اہل سنت) شیعہ کے مقابلہ میں بالعموم بولا جاتا ہے کیونکہ وہ سنی ہونے کا دعوی بھی کرتے ہیں ۔(دست و گریباں کی حقانیت) لہذا وہ حوالہ جات جن کا جواب پہلے ہی دیا جا چکا ہے ان کو دوبارہ پیش کرنا رضا خانیوں کے نزدیک درست نہیں اور اس عمل کے خلاف ہم

او پر پیش کر آئے ہیں ملاحظہ فرمائیں۔

رضاخانی تاویل

موصوف اس کے جواب میں لکھتے ہیں:

ہمارے معاندین ان حوالہ جات کے جواب میں اپنی بے بسی کا اظہار کرتے ہوئے یہ کہ دیتے ہیں کہ اس سے مراد یہی ہے کہ بریلوی خود اہل سنت سے منسوب کرتے ہیں مگر یہ بات درست نہیں ۔ جو عبارات ہم نے پیش کی ان میں دو تو بغیر کسی لگی لپٹی کے ہمارا اہلسنت ہونا تسلیم کیا گیا ہے، معاندین کی یہ تاویل بوگس ہے ان عبارات میں اسکی کوئی صراحت موجود ہیں"۔ (ص 12)

جواب: رضاخانی کی بے بسی ملاحظہ فرمائیں کہ بجائے حقیقت تسلیم کرنے کے پھر سے دھوکہ دہی سے کام لے رہا ہے چنانچہ ہم نے ان حضرات کی عبارات کا اصل مقصد بتا دیا ہے نیز ان کتب کے اگر نام ہی دیکھ لئے جائیں تو بھی اس سے یہ بات بالکل واضح ہوتی ہے کہ یہ جواب شیعہ کو دیا گیا ہے اور شیعہ حضرات کے نزدیک دیوبندی بریلوی اور اہل سنت تینوں مکاتب فکر اہلِ سنت میں داخل ہیں. چنانچہ ہم نے مولوی شکیب کی کتاب سے حوالہ بھی پیش کیا تھا جس کے جواب دینے سے رضاخانی نے احتراز برتا ہے .اور یہ ارشد مسعود کے اصول سے شکست کی دلیل ہے .(کشف القناع جلد 1)

کیادیوبندی بدعتی ہیں؟

رضاخانی نے دیوبندیوں کو بزعم خویش بدعتی ثابت کرنے کے لئے لیے دیوبندیت کی تطہیر ضروری ہے نامی کتاب کے حوالے پیش کرنا شروع کر دیے .اور تقریبا دو صفحات سیاہ کر دیے .(دیکھیے کنزالایمان اور مخالفین جلد دوم صفحہ 12, 13, 14) حالانکہ قارئین کرام یہ اور ان جیسے حوالوں کا جواب بندہ" دست و گریباں کی حقانیت جلد 1 " میں دے چکا ہے وہی ملاحظہ فرمالیجیے ۔ رضاخانی کو ایسے حوالے پیش کرتے وقت شرم محسوس کرنی چاہیے جن کا جواب پہلے ہی ہو چکا ہوں. بسر دست ہم یہاں اصولی کلام کیے دیتے ہیں ۔ مفتی سعید خان کی کتاب

''دیوبندیت کی تطہیر ضروری ہے'' رضاخانی اصول (جو ہم نے ذکر کیے ان) کے تحت ہرگز دلیل نہیں بن سکتی چنانچہ تو مفتی سعید خان ہمارے اکابریں سے نہیں ہیں۔ اگر بالفرض وہ اکابریں سے بھی ہوتے تو بھی رضاخانی اصول سے ان کی قسم کی باتوں کو تفردات کی قبیل میں ڈال دیا جاتا۔

رضاخانیوں کا ہمیں اہل سنت تسلیم کرنا

(1) پیر مہر علی شاہ صاحب فرماتے ہیں:

''اس مقام پر امکان یا امتناع نظیر آنحضرت ﷺ کے متعلق اپنا مافی الضمیر ظاہر کرنا مقصود نہ تصویب یا تغلیط کسی کی فریقین اسماعیلیہ وخیرآبادیہ میں سے شکر اللہ تعالیٰ سعیھم۔ **راقم سطور دونوں کو ماجور ومثاب جانتا ہے''۔**

آگے لکھتے ہیں:

''میرے خیال میں فریقین از علماء کرام متنازعین اہل السنۃ والجماعت سے ہیں آنحضرت کو بالاسماء المعظمہ واجب اور ضروری اعتقاد کرتے ہیں''۔

{فتاویٰ مہریہ صفحہ 5 تا 9 حصہ پنجم وعجالہ بر دو سالہ}

تبصرئہ فقیر: اس عبارت میں ''اسماعیلیہ'' سے مراد عالم ربانی حضرت شاہ اسمٰعیل شھیدؒ اوران کے متبعین ہیں اور ہر کوئی جانتا ہے کہ حضرت شاہ شہیدؒ کو تمام علماء اہلسنت دیوبندی اپنا مقتدر ورا ہنماء جانتے ہیں۔ اور تمام دیوبندی حضرت شاہ شہیدؒ کے متبعین ہیں۔ اور حضرت شاہ شہیدؒ کے متبعین کو پیر مہر علی شاہ صاحب نے اہل السنت والجماعت کہا ہے۔ تو معلوم ہوا کہ پیر مہر علی شاہ صاحب، جن سے اکثر بریلوی حضرات محبت اور عقیدت کا تعلق رکھتے ہیں، بلکہ پنجاب کا اکثر بریلوی طبقہ گولڑہ شریف کے بزرگوں ہی سے بیعت کا تعلق رکھتا ہے۔ وہ ہمیں ''اہل السنت والجماعت'' ''ماجور'' اور ''مثاب'' مانتے اور کہتے ہیں۔

(2) مولوی شباب القادری صاحب لکھتے ہیں:

''حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی قدس سرہ لاہور پہنچے تو عوام کے علاوہ علماء کا جم غفیر جمع ہو گیا

۔جس میں **اہلسنت دیوبندی**، اہل حدیث اور شیعہ ہر مکتبۂ فکر کے افراد موجود تھے“۔
{تذکرۂ تاجدار گولڑہ صفحہ 68 مصدقہ پیر نصیر الدین نصیر وعبدالحکیم شرف صاحب}

تبصرئہ فقیر: اس عبارت میں ”اہل سنت دیوبندی“ کے لفظ کا اکٹھا لکھنا اور اس کے بعد ”قومہ“ لگا کر دوسرے فرقوں کا ذکر کرنا اس بات کو ثابت کر رہا کہ مصنف کے نزدیک بلا شبہ دیوبندی اہل سنت ہیں۔اور جب کہ اس کتاب پر بریلوی حضرات کے مایہ ناز مصنف جناب عبدالحکیم شرف قادری صاحب اور جناب نصیر الدین نصیر صاحب کی تقریظ بھی موجود ہے۔جس سے یہ بات ثابت ہوتا ہے کہ ان ہر دو حضرات کے نزدیک بھی دیوبندی اہل سنت ہیں۔

(3) مشہور بریلوی پیر و مصنف، جناب کرم شاہ صاحب الازہری لکھتے ہیں

”اس باہمی اور داخلی انتشار کا سب سے المناک پہلو **اہل سنت والجماعت کا آپس میں اختلاف ہے ۔جس نے انہیں دو گروہوں** (دیوبندی اور بریلوی ۔از ناقل) **میں بانٹ دیا** ہے۔دین کے اُصولی مسائل میں دونوں متفق ہیں۔اللہ تعالیٰ کی توحید ذاتی وصفاتی حضور نبی کریم ﷺ کی رسالت اور ختم نبوت، قرآن کریم، قیامت اور دیگر ضروریات دین میں کلی موافقت ہے۔لیکن بسا اوقات طرز تحریر میں بے احتیاطی اور انداز تقریر میں بے اعتدالی کے باعث غلط فہمیاں پیدا ہوتی ہیں“۔{تفسیر ضیاء القرآن جلد 1 صفحہ 11}

نوٹ: بریلوی حضرات کے بقول بھی اس عبارت میں دو گروہوں سے مراد، دیوبندی اور بریلوی ہیں۔(ملاحظہ فرمائیے پیر کرم شاہ کی کرم فرمائیاں صفحہ 62}

تبصرئہ فقیر: جناب کرم شاہ صاحب، بریلوی حلقہ میں ایک خاص اہمیت رکھتے ہیں پنجاب میں سرگودھا کے قریب بھیرہ شہر کے اندر ان کا ایک مدرسہ ہے۔اشرف آصف جلالی جیسے بریلوی اس مدرسے کے فضلاء میں سے ہیں۔نیز پیر کرم شاہ صاحب، سیال شریف کے بزرگ جناب قمر الدین سیالوی صاحب کے خاص معتقدین میں سے ہیں۔ان کی مذکورہ عبارت جو پیچھے گزری ہے اُس میں انہوں نے دو فریق کے آپس کے اختلافات کا ذکر کیا ہے

اور دونوں فریق کو''اہل السنت والجماعت'' کہا ہے ۔اور ان دو فریق میں سے ایک فریق دیوبندی ہے ۔لہٰذا اس عبارت میں بھی واضح طور پر مسلک دیوبند کو''اہلسنت والجماعت'' کہا گیا ہے ۔اور بریلوی دیوبندی اختلافات کو''فروعی اختلاف'' کہا گیا ہے ۔اب جو بریلوی حضرات مثلاً عبد الحکیم شرف قادری صاحب ،جو اس اختلاف کو فروعی نہیں نظریاتی کہتے ہیں (ملاحظہ ہو حسام الحرمین ابتدائیہ)وہ پیر صاحب کے فتوے کی زد میں ہیں ۔

(4) خانقاہ مرولہ شریف کے صاحبزادہ غلام نظام الدین مرولوی صاحب لکھتے ہیں:

''**دیوبندی** اور بریلوی دونوں **سنی اور حنفی** ہیں'' ۔{ھوالمعظم صفحہ 43}

تبصرئہ فقیر: اس عبارت میں واضح طور پر ہمیں سُنّی اور حنفی کہا گیا ہے ۔اور یاد رہے کہ یہ حوالہ جس بزرگ کا دیا گیا ہے ۔وہ مشہور بریلوی آستانہ سیال شریف کے بزرگوں کے اخص الخاص معتقدین میں سے ہیں ۔

(5) ڈاکٹر الطاف حسین سعیدی صاحب لکھتے ہیں:

''ہمارے نزدیک صرف التزام کفر والے دیوبندی کافر ہیں ،لزوم کفر کی زد میں آنے والے عام بے خبر دیوبندی کافر نہیں ہیں بلکہ **وہ سُنّی مسلمان ہی ہیں** ۔

{پیر محمد کرم شاہ مرحوم کا دفاع بحوالہ بریلوی کتاب پیر کرم شاہ کی کرم فرمائیاں صفحہ 97}

تبصرئہ فقیر: اس عبارت کی تھوڑی سی وضاحت سن لیجئے ۔بریلوی حضرات ہماری کتب سے کچھ عبارتیں پیش کرتے ہیں ۔اور اُن کا مطلب اپنی طرف سے بناتے ہیں ۔وہ عبارتیں تو بالکل ٹھیک ہیں ان سے کوئی گستاخانہ مطلب نہیں نکلتا ۔لیکن بریلوی حضرات اپنی طرف سے ایک جھوٹا کفریہ معنی گھڑ کر لوگوں کو دھوکا دیتے ہیں کہ ان کی فلاں کتاب میں یہ لکھا ہوا ہے ۔جو معنی وہ عوام کو بتاتے ہیں اسے ہم بھی کفر کہتے ہیں مگر اس معنی یا مفہوم کی کوئی بات ہمارے اکابر کی کتابوں میں دور دور تک موجود نہیں ۔اب ''التزام کفر'' اس مطلب پر ہے جو بریلوی حضرات لیتے ہیں ۔جبکہ ہمارے نزدیک بھی واقعی ایسا معنی جو بریلوی حضرات بیان

کرتے ہیں، رکھنے والا کافر ہے۔تو عبارت میں جس ''التزام کفر'' کا ذکر ہے۔ہم اُس سے بری ہیں۔اور نہ ہی ہم ''لزوم کفر'' کی زد میں آتے ہیں۔تو اس عبارت کی رو سے واضح طور پر ہمارا سُنّی ہونا معلوم ہوگیا۔لہذا کوئی دیوبندی بھی ''التزام کفر'' یا ''لزوم کفر'' کی زد میں نہیں۔اور بقول سعیدی صاحب کے ایسے دیوبندی سُنّی مسلمان ہیں۔تو اس عبارت سے ہمارا سُنّی مسلمان ہونا ثابت ہوا۔یاد رہے کہ ہم اس ثبوت کے محتاج نہیں صرف درضا خانیوں کو آئینہ دکھانے کیلئے یہ حوالے پیش کررہے ہیں۔

(6) جناب طاہر القادری صاحب کی تحریک منہاج القرآن کے ترجمان جناب حافظ ناصر قیوم خان لکھتے ہیں:

''جامعہ اشرفیہ کے مہتمم مولانا عبدالرحمن اشرفی ملک عبدالرؤف خطیب آسٹریلیا مسجد لاہور اور مفتی غلام سرور قادری نے ایک معاہدہ کیا ہے جس کے الفاظ یہ ہیں کا پی محفوظ ہے۔**ہم اپنے'' فکری تشخص'' بریلوی دیوبندی کو ختم کرکے صرف اہل سنت و جماعت کہلائیں''**۔

{تحفہ اوکاڑویہ صفحہ 26}

تبصرئہ فقیر: اس عبارت میں بھی کتنا واضح طور پر ہمیں ''اہل السنت والجماعت'' کہا گیا ہے۔بریلوی حضرات یہ دیکھ لیں کہ یہ صرف منہاج القرآن والوں کی بات نہیں بلکہ ''احمد رضا کے بیٹے مصطفیٰ رضا، سردار احمد لائلپوری اور ضیاء الدین بریلوی'' کے خلیفۂ مجاز (ملاحظہ فرمائیے بریلوی کتاب ''نمازی کے پاس باآواز ذکر جائز ہے یا نہیں''؟ مصنف عبدالغفور شرقپوری ص 179 تا 180) مفتی غلام سرور قادری کی مصدقہ بات ہے۔

(7) مفتی شوکت سیالوی صاحب لکھتے ہیں:

''بدقسمتی سے پاکستان وہندوستان میں **اہل سنت وجماعت بریلوی و دیوبندی دو گروپوں میں** منقسم ہوگئے''۔{قرآن اور ادارہ معارف القرآن صفحہ 13}

تبصرئہ فقیر: اس عبارت میں بھی واضح طور پر ہمیں ''اہل السنت والجماعت'' کہا گیا ہے۔اور شوکت سیالوی صاحب اہل بدعت کے مشہور مناظر ہیں اور سیال شریف کے

بزرگوں سے بیعت کا تعلق رکھتے ہیں جیسا کہ نام سے ظاہر ہے۔

(8) جناب تبسم شاہ صاحب بریلوی لکھتے ہیں:

''تحذیر الناس شائع ہونے پر نظریاتی تصادم ابھر کر سامنے آگیا اور اہل سنت کے دو حصے معرض وجود میں آگئے''۔{ختم نبوت اور تحذیر الناس صفحہ 84}

تبصرئہ فقیر: قارئین کرام! ''تحذیر الناس'' حجۃ الاسلام قاسم العلوم والخیرات، بانی دارالعلوم دیوبند مولانا محمد قاسم نانوتوی علیہ رحمۃ القوی کی کتاب ہے۔اس کے شائع ہونے سے کوئی نظریاتی تصادم وجود میں نہیں آیا۔البتہ کھوٹے اور کھرے علیحدہ علیحدہ ہو گئے۔اس پر اعتراضات کے جوابات خود بریلوی حضرات کی کتب سے متکلم اسلام، وکیل اہلسنت حضرت مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ تعالیٰ کی کتاب ''حسام الحرمین کا تحقیقی جائزہ'' میں دیئے جا چکے ہیں ہم نے جو عبارت ایک بریلوی عالم جناب تبسم صاحب کی پیش کی ہے۔اُس میں جن دو حصوں کو اہل السنت والجماعت کہا گیا ہے۔اُن میں سے ایک حصہ مسلک اہل سنت دیوبند ہے۔ لہٰذا اس عبارت میں واضح طور پر ہمیں ''اہل السنت والجماعت'' کہا گیا ہے۔

(9) حضرت مولانا ظہور احمد بگوی صاحب لکھتے ہیں:

''سلانوالی کے مناظرہ کے متعلق ایک مراسلہ ماہ اپریل کے جریدہ میں شائع ہوا تھا۔ اس کے متعلق بعض اصحاب کی طرف سے کئی استفسارات موصول ہوئے، جن کا مفصل جواب دینا غیر ضروری سمجھتے ہوئے **شمس الاسلام کی پالیسی کے متعلق اعلان کیا جاتا ہے کہ اہل سنت کے اختلافی مسائل کو شائع کرنا اس کے مقاصد میں شامل نہیں**۔شمس الاسلام کے اجراء کا واحد مقصد رفض و بدعت اور مرزائیت کی تردید ہے۔**جن مسائل پر اہل سنت باہم جھگڑ رہے ہوں** ان کی تائید یا تردید ہمارے مقاصد میں شامل نہیں ہے۔**ایسے مسائل میں سے علم غیب کا مسئلہ مسلمانوں میں** افتراق کا باعث بن رہا ہے''۔

{فوز المقال فی خلفائے پیر سیال جلد 4 صفحہ 537 تا538 مئولف حاجی مرید احمد چشتی ،شائع کردہ انجمن قمر الاسلام سلیمانیہ، ایس ٹی ۱۳ بلاک ۲ کہکشاں کلفٹن کراچی}

تبصرئہ فقیر: قارئین کرام! مناظرۂ سلانوالی اہل سنت دیوبند اور بریلوی حضرات کے درمیان ہوا تھا۔جس میں ہماری طرف سے مناظر، فاتح بریلویت، شیر اہلسنت مولانا منظور احمد نعمانی علیہ رحمۃ الربانی تھے۔اور یہ مناظرۂ مسئلہ علم غیب کے موضوع پر ہوا تھا۔جس کی مکمل روئیداد فتوحات نعمانیہ میں دیکھی جا سکتی ہے۔تاہم ہمیں اس عبارت سے جو بات بتلانا مقصود ہے۔وہ یہ ہے کہ اس عبارت میں دونوں طرف کے فریق کو "اہل سنت" کہا گیا ہے۔اور کہا گیا ہے، مسئلہ علم غیب پر بریلوی حضرات اور ہمارے درمیان جو مناظرہ ہوا یہ اہل سنت کا باہمی جھگڑا ہے۔یعنی دونوں طرف کے فریق اہل سنت ہیں۔

(10) تذکرئہ بگویہ جس کے مصنف مولانا ظہور احمد بگوی کو عبدالحکیم شرف قادری صاحب نے اپنے اکابر میں شمار کیا ہے، اُس کی جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 759 پر لکھا ہے:

"دوسرے فرقہ سے قطع نظر **اہل سنت والجماعت کے درمیان** جو تکفیر و تفسیق ہو رہی ہے اور دیوبندی، بریلویوں اور بریلوی، دیوبندیوں کے خلاف چند فروعی اختلافات کی بناء پر جو فتویٰ بازی کر رہے ہیں"۔

تبصرئہ فقیر: اس عبارت میں دیوبندی اور بریلوی اختلافات کو اہل سنت والجماعت کا باہمی اختلاف مانا گیا ہے یعنی دونوں طرف کے فریق کو اہلسنت والجماعت کہا اور مانا گیا ہے۔اس عبارت سے بھی ہمارا "اہلسنت والجماعت" ہونا ثابت ہوتا ہے۔

(11) حضرت مولانا حکیم برکات احمد ٹونکی ؒ لکھتے ہیں:

"**وہ لوگ (علماء دیوبند) علماء اہلسنت والجماعت مذہب ہیں**۔ہمارے امام ابوحنیفہ قدس سرہ کے پیرو ہیں۔انہی کے مذہب پر فتویٰ دیتے ہیں اور انہی کے اصول و فروع پر، فرعیات پر عمل کرتے ہیں"۔{سیف الجبار صفحہ 199، مصنف فضل رسول بدایونی بریلوی}

تبصرئہ فقیر: اس عبارت میں صراحتاً علماء دیوبند کو اہلسنت والجماعت اور امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مقلد اور ان کے اصول و فروع کا پابند کہا گیا ہے۔جس سے

ہمارے ''اہلسنت والجماعت اور حنفی'' ہونے کا قطعاً ثبوت ملتا ہے۔

(12) جناب قمر الدین سیالوی صاحب کے استاد مولانا معین الدین اجمیری احمد رضا خان کے بارے میں کہتے ہیں:

''ایسا بدنصیب وہ کون ہے جس پر آپ کا خنجر وہابیت نہ چلا ہو۔ وہ اعلیٰ حضرت جو بات بات میں وہابی بنانے کے عادی ہوں وہ اعلیٰ حضرت جن کی تصانیف کی علت غائیہ وہابیت ،جنہوں نے **اکثر علماء اہل سنت کو وہابی بنا** کر عوام کالا نعام کو ان سے بدظن کرادیا جن کے اتباع کی پہچان یہ ہے کہ وہ **وعظ میں اہل حق سنیوں کو وہابی** کہہ کر گالیوں کا مینہ برسائیں''۔

{تجلیات انوار المعین، صفحہ نمبر 42}

تبصرئہ فقیر: قارئین کرام! ہر انسان جو اس موضوع پر تھوڑا سا بھی علم رکھتا ہے، وہ یہ بات بخوبی جانتا ہے کہ مولوی احمد رضا نے کن علماء کو وہابی کہا ،اُن علماء میں شاہ اسمٰعیل شہیدؒ، حجۃ الاسلام قاسم العلوم والخیرات بانی دارالعلوم دیوبند مولانا قاسم نانوتویؒ ،فقیہ النفس مولانا رشید احمد گنگوہیؒ ،خلیل الملت والدین مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ ،اور حکیم الامت مجدد دین والملت مولانا اشرف علی تھانویؒ سر فہرست ہیں۔ جو کہ اکابرین دیوبند میں سے ہیں۔ اور بقول علامہ اجمیریؒ کہ یہ علماء ''اہل حق اور اہلسنت'' تھے۔ تو اس عبارت سے بھی ہمارا اہلسنت والجماعت ہونا ثابت ہوا۔

(13) حاجی اللہ ودھایا خلیفہ جناب پیر جماعت علی شاہ لکھتے ہیں:

''مولانا شبیر احمد عثمانی **سنی عالم** تھے''۔ {انوار رسالت صفحہ 209۔}

تبصرئہ فقیر: قارئین کرام! پیر جماعت علی شاہ بریلویوں حضرات کی ایک مقتدر شخصیت گزری ہے۔ جنہیں تمام بریلوی اپنا بڑا مانتے ہیں اور انہیں ''امیر ملت'' کا لقب دیتے ہیں۔ ان کے خلیفہ کی ،اس عبارت میں مولانا شبیر احمد عثمانیؒ جو شیخ الہند مولانا محمود الحسن دیوبندیؒ کے شاگرد اور حکیم الامت مولانا شرف علی تھانویؒ حلقہء خاص میں سے ہیں، انہیں ''سُنّی عالم'' کہا گیا ہے۔ تو اس عبارت سے بھی مولانا شبیر احمد عثمانیؒ اور ان کے

مسلک دیوبند کا ''اہلسنت'' ہونا ثابت ہوا۔

(14) جناب نور بخش توکلی صاحب لکھتے ہیں:

''**شیخنا العلامہ مولانا مولوی حاجی حافظ مشتاق احمد صاحب چشتی صابری** کا بیان ہے کہ کسی زمانہ میں غیر مقلدین انبالہ نے بحث مباحثہ **اہل سنت مقلدین** سے شروع کر رکھا تھا نا اتفاقی زیادہ ہوگئی''۔{تذکرۂ مشائخ نقشبندیہ صفحہ 540}

تبصرئہ فقیر: یاد رہے کہ یہ وہی نور بخش توکلی صاحب ہیں جنہوں نے انگریز حکومت سے ۱۲ ربیع الاول کی چھٹی منظور کروائی۔مولانا مشتاق احمد صاحب چشتی صابریؒ جن کا اس عبارت میں ذکر ہے۔وہ حضرت اقدس تھانویؒ کے خلیفۂ مجاز ہیں۔انہوں نے اپنے اور غیر مقلدین میں ہونے والے اختلاف میں خود کو اہلسنت مقلدین اور اپنے مخالفین کو غیر مقلدین سے تعبیر کیا ہے۔جسے توکلی صاحب صرف ہی نہیں نقل فرمارہے بلکہ حضرت تھانویؒ کے خلیفۂ مجاز کو''شیخنا العلامہ مولانا مولوی اور حافظ'' بھی کہہ رہے ہیں۔اور انہوں نے اس پر کوئی تنقید بھی کی،جس سے مولانا مشتاق احمد صاحبؒ کے بیان کی تصدیق خود توکلی صاحب کے نزدیک ثابت ہوتی ہے۔اور توکلی صاحب کی مولانا مشتاق احمد صاحبؒ کی تصدیق کرنے سے مولانا مشتاق احمدؒ کے مسلک یعنی مسلک دیوبند کا ''اہلسنت'' ہونا ثابت ہوتا ہے۔

(15) مشہور بریلوی پیر جناب نصیر الدین نصیر صاحب لکھتے ہیں:

''جہاں تک بریلوی **دیوبندی** اختلاف کا تعلق ہے تو یہ دونوں **حنفی** ہیں''۔

{لطمۃ الغیب صفحہ 288،ناشر مہریہ نصیریہ پبلشرز،گولڑہ شریف،سنّ طباعت صفر المظفر ۱۴۲۴ھ،مطابق 2003ء}

یہی بریلوی پیر اپنی ایک اور کتاب میں لکھتے ہیں:

''عالم باعمل ہونے کے سبب سیدات کے کفو تھے گویا ان کے نسب کی کمی کو ان کے وصفِ علم نے پورا کر کے انہیں سادات وسیّدات کو کفو بنا دیا تھا۔جیسا کہ مذہب احناف کا مختار فتویٰ ہے،جس پر پاک وہند کے بریلوی و **دیوبندی** (**حنفی**) دونوں مکاتب فکر متفق ہیں،جیسا کہ فتاویٰ

رضویہ اور فتاویٰ دارالعلوم دیوبند کے حوالے گواہ ہیں“۔

{طریق الفلاح فی مسئلۃ الکفوللنکاح صفحہ 381،ناشر مہریہ نصیریہ پبلشرز ،گولڑہ شریف،سنّ طباعت 2009ء1430ھ}

تبصرئہ فقیر: اس عبارت میں واضح طور پر ہمیں حنفی مانا گیا ہے۔اور یہ مسلمہ بات ہے چاروں مذاہب(حنفی ،شافعی ،مالکی اور حنبلی) کے ماننے والے اہل السنت والجماعت ہیں۔

(16) جناب عبدالستار خان نیازی بریلوی لکھتے ہیں:

”لطف کی بات یہ ہے کہ ان اکابر سے لے کر حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس واعلیٰ تک ہمارا مرکز اطاعت ایک ہے ۔بریلوی اور **دیوبندی امام اعظم رحمہ اللہ کے غیر مشروط مقلد ہیں** اور دوسرے ائمہ عظام کا پورا پورا احترام واکرام کرتے ہیں“۔

{اتحاد بین المسلمین وقت کی اہم ضرورت صفحہ 113}

تبصرئہ فقیر: اس عبارت میں بھی ایک بریلوی عالم نے ہمیں صراحتاً حنفی یعنی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مقلد کہا ہے۔اور یہ بات پہلے کہی جا چکی ہے کہ چاروں مذاہب کا تعلق اہلسنت والجماعت سے ہے ۔لہٰذا ہمیں حضرت امام صاحبؒ کا مقلد یعنی حنفی ماننا ہمیں ”اہلسنت والجماعت“ ماناہے۔

(16) جناب فیض احمد اویسی صاحب لکھتے ہیں:

”مولانا انور شاہ کشمیری حنفی“۔{منبرِ عیدگاہ بدعت ہے صفحہ 7}

تبصرئہ فقیر: اس عبارت میں بھی ہمیں علماء اہلسنت دیوبند کے ایک عظیم سرخیل ”یعنی مولانا انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ“ کو حنفی کہا گیا ہے ۔جو ہمارے اہلسنت والجماعت ہونے کی دلیل ہے۔وضاحت پیچھے گزر چکی ہے۔

(17) بریلوی حضرات کی ایک کتاب میں لکھا ہے:

” حضرت مولانا ذاکر صاحب فرمایا کرتے تھے کہ حضرت خواجہ(ضیاء الدین

سیالوی) صاحب نے دارالعلوم دیوبند کی علمی اور مجاہدانہ خدمات کو دلی خراج عقیدت پیش فرمایا اور فرمایا تھا کہ میں نے **صحیح حنفیت یہاں دیکھی ہے**"۔{تذکرۂ مجاہد ملت حضرت مولانا ذاکر رحمۃ اللہ علیہ صفحہ 11}

تبصرئہ فقیر: قارئین پچھلی عبارت میں تو ہمیں صرف حنفی کہا گیا تھا۔جبکہ اس عبارت میں تو "سیال شریف" کے بہت بڑے بزرگ خواجہ ضیاء الدین سیالوی صاحب کا بیان گزرا کہ میں نے اصل اور صحیح حنفیت دارالعلوم دیوبند میں دیکھی۔

یہ تو وہ عبارات ہیں جن میں بریلوی حضرات نے ہمارا "اہلالسنۃ والجماعۃ اور حنفی" ہونا سر بچشم قبول کیا ہے۔ہم نے اکثر دیکھا ہے کہ "بدعتی تحریک المعروف سُنّی تحریک" والے اپنی تقاریر میں ہمارے کچھ اکابرین اہل السنت والجماعت کو کافر اور گستاخ بھی کہتے رہتے ہیں۔بیچارے کیا کریں یہ اِن کی مجبوری بن گئی ہے۔جب تک یہ ہمیں گالیاں نہ دیں کوئی انہیں روٹی تک نہیں دیتا۔یہ ہمیں گالیاں دے کر اپنے دل کی بھڑاس نکال لیتے ہیں اور روٹی پانی حاصل کر لیتے ہیں لیکن اپنا نامۂ اعمال ضرور سیاہ کر لیتے ہیں۔حالانکہ جید بریلوی اکابر نے علماء دیوبند کو نہ صرف مسلمان لکھا بلکہ انہیں اعلام امت مانتے ہوئے دین اسلام کیلئے ان کی خدمات کو خراج تحسین پیش کیا ہے تفصیل کے لیے استاذ المناظرین مولانا منیر احمد اختر صاحب حفظہ اللہ تعالیٰ امیر جمیعت اہل السنت والجماعت کی کتاب لاجواب "اکابرین دیوبند کیا تھے؟" کا مطالعہ فرمائیں۔

مندرجہ بالا عبارات سے روز روشن کی طرح یہ بات ثابت ہوگئی کہ ہمارا "سُنّی مسلمان" ہونا اتنا واضح ہے کہ ہمارا دشمن بھی اسے تسلیم کرتا ہے اب جو ہمیں گالیاں دیتا ہے، جو ہمارے خلاف تقریریں کرتا ہے، جو ہمارے خلاف جنگ لڑتا ہے، جو ہمیں برا بھلا کہتا ہے، وہ اصل میں سُنّیت کا دشمن ہے۔(بشکریہ منیب الرحمن نقش بندی مجلہ نور سنت)۔

اہلحق کے تراجم کی مقبولیت اور رضا خانی کے پیٹ میں مروڑ

علامہ ساجد خان صاحب نے علما اہل سنت کے ترجم کی مقبولیت کی دلیل رضا خانی گھر سے

دیتے ہوئے یہ لکھا تھا کہ: ''اہل بدعت کے پروفیسر مسعود ان تراجم کی مقبولیت عندالخواص والعوام کو یوں بیان کرتے ہیں: ''مولانا محمود ان کا ترجمہ 1338ھ/ 1919ء میں مکمل ہوا اور 1342ھ/ 1923ء میں منظر عام پر آ گیا، مولانا ابو الکلام آزاد، مولانا ابو الاعلیٰ مودودی اور مولانا عبد الماجد دریا آبادی کے تراجم مع تفاسیر قرآن تو بہت بعد کی چیزیں ہیں لیکن یہ تراجم اس شان سے شائع کئے گئے کہ یہ کہنا بے جا نہ ہو گا کہ سابقین اولین پر شہرت میں سبقت لے گئے''۔ (فاضل بریلوی علما حجاز کی نظر میں ص 21)۔ جس کے جواب میں رضاخانی نے دیوبندی کتب (مطالعہ بریلویت، احوال دبیر، بشریت النبی ﷺ وغیرہ) کے حوالے پیش کئے جن کا مفاد یہ تھا کہ کچھ باتیں غلط بھی مشہور ہو جاتی ہی ہیں۔ پھر ان تراجم کو اس بات پر محمول کرنا چاہا''۔ (دیکھیے کنزالایمان اور مخالفین جلد 2 ص 15,14)

جواب: یہاں بھی رضاخانی نے دجل وفریب کا جو بازار گرم کیا ہے ان کے اس عمل کا کوئی ثانی نہیں۔ چنانچہ دیوبندی کتب صاحب جن سے یہ بات بظاہر معلوم ہوتی ہے کہ کچھ باتیں غلط مشہور ہو جاتی ہیں تو یہ بات بھی بالکل درست ہے مگر اگر یہاں بات صرف اتنی ہے کہ آیا کسی کتاب کا کا وافر مقدار میں شائع ہونا اس تحسین اور اس کی خوبی کو لازم ہے یا نہیں اور کیا کثرت اشاعت مقبولیت کی دلیل ہے یا نہیں؟ تو بالکل رضاخانیوں کے ہاں یہ مقبولیت کی دلیل ہے اور اسے کے پیش نظر علامہ صاحب نے یہ حوالہ پیش کیا تھا چنانچہ کنزالایمان کی کثرت اشاعت کو مقبولیت کی دلیل بناتے ہوئے رضاخانی صابر سنبھلی لکھتا ہے:

''حالت یہ ہے کہ اردو میں جتنے بھی تراجمِ قرآن اس وقت چھپ رہے ہے ہیں ان سب کی مجموعی تعداد سے زیادہ اکیلا کنزالایمان چھپ کر شائع ہو رہا ہے اور یہ اس وقت ہے جب کہ کسی کو مفت نہیں دیا جاتا بلکہ قیمتاً ہدیہ ہوتا ہے اور دیکھنے والے حیران ہیں کہ دیکھتے ہی دیکھتے یہ کیا انقلاب ہو گیا حد تو یہ ہے کہ اس وقت اس کے ناشرین کی فہرست بنانا بھی بہت مشکل کام ہے اور بعض ناشر تو وہ ہیں جو امام احمد رضا کے کٹر مخالف ہیں یہ بلا شبہ خداداد مقبولیت ہے''۔

(کنزالایمان کا لسانی جائزہ ص 6,5)

مولوی فیض احمداویسی لکھتا ہے:

’’قرآن مجید کے تراجم تقریباہرزبان میں شائع ہوئے اورہورہے ہیں لیکن الحمدللہ جتنی مقبولیت امام احمدرضاخان محدث بریلوی قدس سرہ کے ترجمہ قرآن کنزالایمان کونصیب ہوئی یقین سے کہا جاسکتا ہے کہ نہایت ہی مختصر سے وقت میں کہ جس کا تاریخی نام کنزالایمان فی ترجمۃ القرآن ہے جو 1330ھ میں شائع ہوااس کے بعد بھی اشاعت کامعاملہ وہ گوشہ قبول میں رہالیکن جوں ہی تاج کمپنی میں اس کی اشاعت شروع ہوئی تو پھراس کے بعد تمام ترجموں کی صحت اور اور درستگی کی کے اعتبار سے فوقیت لے گیا.اس کی بڑھتی ہوئی مقبولیت کودیکھ کرمخالفین کے پیٹ میں دردہونے لگا‘‘۔

(کنزالایمان پراعتراضات کے جوابات ص2)

.ان حوالاجات سے یہ بات روزروشن کی واضح ہوگئی کہ کثرت اشاعت مقبولیت کی دلیل ہے .پس اسی کثرت اشاعت کومقبولیت کی دلیل بنایا گیا تواسی تناظر میں علامہ ساجد صاحب نے یہ حوالہ پیش کیا جس میں پروفیسر مسعود نے کثرت اشاعت کے سبب تراجم اہل سنت کی کنزالایمان پرسبقت کی بات کی تھی .جس کا کوئی جواب رضاخانی نے نہ دیا بلکہ دجل وفریب سے کام لیتے ہوئے بات کارخ ہی موڑ ڈالا۔مزید آگے چلیے رضاخانی کا یہ باورکرانا کہ’’ان تراجم کی مقبولیت بھی نادرست اورغلط ہوئی ہے اول ان کی اصل کچھ نہیں‘‘ تو یہ بات بھی اسکافراڈ اور دھوکہ ہے اس کے سوا کچھ نہیں ،کیونکہ علما دیوبند کی قران کریم کے حوالے سے بہت زیادہ خدمات ہیں جن کااقراررضاخانیوں کوبھی ہے دیوبندی علماء کی لکھی کتب بریلوی مدارس میں پڑھائی جاتی ہیں مقالات وخطبات شرف قادری صفحہ 499 میں پرہے:

’’ہمارے مدارس میں ایسی کتابیں پڑھائی جاتی ہیں جو دوسروں کی لکھی ہوئی ہو یاان پر دوسروں کی حواشی لکھے ہوئے ہیں قواعد وتجوید پر ہماری کارکردگی رضاخانی گھر سے ثابت ہے چنانچہ یہی مقالات وخطبات شرف قادری صفحہ 499 پر ہے:’’ہمارے ہاں فن تجوید پر بھی خصوصی توجہ دینے کی ضرورت ہے قرآن پڑھانے والے اساتذہ خال ہی ملیں گے

دیوبندیوں نے تجوید کے مستقل مدارس قائم کر رکھے ہیں"۔

(ملخصا مقالات وخطبات شرف قادری صفحہ 499)

ان حوالہ جات سے دیوبندی حضرات کی قرآنی تعلیمات کا نہ صرف اعتراف کیا گیا بلکہ رضاخانیوں کی کی زبوں حالی کا اشارہ بھی ملتا ہے۔ چنانچہ ان حوالوں کو مدنظر رکھتے ہوئے بھی یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ ان دیوبندی تراجم کی مقبولیت واقعتا درست اور حقیقیت ہے اور ان تراجم کا تعلق ان غلط باتوں سے نہیں جو خواہ مخواہ مقبولیت پا جاتی ہیں۔ سو ان عبارات سے استدلال بے محل ہے۔ اگر رضاخانی اب بھی اس سے متفق نہیں کہ ہم اس کو اس کے گھر سے آئینہ دکھا دیتے ہیں۔ چنانچہ رضاخانیوں کے ہاں مشہور بات کی کچھ نہ اصل ضرور ہوتی ہے مولوی ابوکلیم صدیق فانی لکھتا ہے:

"آخر عام لوگوں میں شہرت ہوئی تو اسکی کوئی بنیاد ضرور ہے"۔

(انوار احناف بجواب انصاف ص 63) آگے لکھتا ہے مشہور محاورہ ہے:

"زبان خلق کو نقارہ خدا سمجھو"۔ (ص 64)

پس اگر ان تراجم کی مقبولیت بے اصل نہیں جیسا کہ رضاخانی باور کرانا چاہ رہا ہے۔

کنزالایمان کی عدم مقبولیت علامہ ساجد کی تائید

علامہ ساجد صاحب نے لکھا تھا کہ:

"رہی یہ بات کہ امت نے کنزالایمان کو ٹھکرا دیا یہ محض ایک الزام نہیں بلکہ اس کا اقرار خود ایک بریلوی نے یوں کیا۔ ساٹھ سال ہوتے ہیں کہ فاضل بریلوی نے ترجمہ قرآن کریم کا جیتا جاگتا اردو ترجمہ پیش کیا ضرورت تھی کہ اس کی زیادہ سے زیادہ اشاعت کی جاتی مگر نہ معلوم کیوں اتنی سست رفتاری سے چلا کہ بعد والے آگے بڑھ گئے تعمیر پاکستان کے بعد تو ایسے جواہر پارے برق رفتاری کے ساتھ آگے بڑھے ہیں مگر حقوق طباعت کی ہوس نے ہمارے بہت سے شہ پاروں کو دفن کر دیا ہے ممکن ہے کہ اس کے ساتھ بھی یہی کچھ ہوا ہو خدا خدا کر کے چند سال ہوئے کہ یہ پوری طرح منظر عام پر آیا ایک عزیز نے اس کا مطالعہ کیا تو

فرمایا ایک نیا ترجمہ شائع ہوا ہے مترجم کوئی مولوی احمد رضا خان صاحب ہیں“۔
(فاضل بریلوی علما حجاز کی نظر میں ص 21)

اس پہ رضا خانی یوں تبصرہ کرتا ہے کہ:”جہاں تک مسعود صاحب کی گفتگو ہے تو اسکا تعلق ماضی سے ہے اب صورت حال یکسر تبدیل ہو چکی ہے“۔

یعنی اسکا واضح مطلب یہ ہوا کہ ہمارے پیش کردہ حوالہ کے مطابق رضا خانی یہ مان چکا کہ ماضی میں کنزالایمان کو ٹھکرا کر مسترد کر دیا گیا. ہاں اب حالت تھوڑی بدلی او بقول رضا خانی مقبولیت ملی. واہ بھئی ایسے وکیل صفائی ایک دو اور رضا خانیوں کو مل گئے تو ماضی کیا حال کے متعلق بھی مان جائیں گے. باقی یہ جواب بھی جناب کی من مرضی کا بین ثبوت ہے. چنانچہ اب مجدد بریلوی کے کنزالایمان کی بات آئی تو اس کو ماضی و حال یاد آنے لگے جب سنی دیوبندی تراجم کی مقبولیت کی بات آئی تو مفتی تقی عثمانی صاحب کی عبارت کو مستدل بنانے کی کوشش کی وہاں ماضی و حال یاد کیوں نہ آیا؟ لہذا لینے کے باٹ اور دینے کے باٹ اور کی مثال یہاں بالکل صادق آتی ہے. اسی کو ارشد مسعود چشتی ”اکابر کی دلالی“ پہ محمول کرتا ہے (کشف القناع)۔

تراجم پہ اعتراضات کے منہ توڑ جوابات

(1). ووجدك ضالا فهدى

اور پایا تجھکو بھٹکتا پھر ا※ سجائی (شیخ الہند) اور رستے سے ناواقف دیکھا تو دیکھا تو سیدھا رستہ دکھایا (فتح المجید ص 1131) آپ کو بے خبر پایا سو رستہ بتا دیا (تفسیر ماجدی) اور اللہ تعالی نے آپ کو بے خبر پایا اور راستہ بتلایا (تفسیر انوار البیان ج9 ص 412)}

قارئین! اس آیت بالا میں لفظ ضال استعمال ہوا ہے، جس کے مشہور معنی تو گمراہی کے ہیں، مگر اس کے علاوہ بی لفظ دیگر معانی و مفاہیم بھی اپنے اندر سموئے ہوئے ہے۔ لیکن) دیوبندی مترجمین کے الفاظ اول الذکر معنی کی تائید کر رہے ہیں، جس سے معاذ اللہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گمرا※ ماننا لازم آتا ہے، چہ جائیکہ ان احباب نے گمراہ کے متبادل الفاظ کا استعمال کیا

ہے مگر اس سے وہی مفہوم اخذ ہو رہا ہے۔ (کنزالایمان اور مخالفین ص 16 جلد 2)

جواب: قارئین! رضاخانی نے علماء دیوبند کے جو تراجم نقل کیے ہیں ان میں سے کسی نے بھی معاذ اللہ ضال کا معنی گمراہ نہیں کیا۔ چنانچہ یہ بات اس رضاخانی کو بھی مسلم تھی اور اس صورت میں تراجم پہ اعتراضات بھی نہیں ہو سکتے تھے چنانچہ رضاخانی خود لکھ بیٹھا کہ:

"چہ جائیکہ ان احباب نے گمراہ کے متبادر الفاظ کا استعمال کیا ہے مگر اس سے وہی مفہوم اخذ ہو رہا ہے۔"

یوں رضاخانی نے فوراً پینترہ بدل لیا اور شاطرانہ چال چلتے ہوئے یہ بات کر دی کہ اگر چہ ان احباب نے ضال بمعنی گمراہ ترجمہ تو نہیں کیا لیکن جو بھی معنی کیا ان سے معنی وہی نکلتا ہے جو گمراہی لفظ کا بنتا ہے معاذ اللہ۔ دیکھیے یہ حال ہے اس خود ساختہ محقق کا اول تو جب ہمارے تراجم میں وہ بات ہی نہیں اور تراجم میں ضال بمعنی گمراہی ترجمہ کیا بھی نہیں گیا تو پھر خواہ مخواہ اعتراض کرنے کو کوئی مطلب نہیں۔ پھر جو اس کی الٹی عقل میں اگر یہ بات آئے کہ اگر چہ گمراہی لفظ سے ترجمہ نہیں کیا گیا لیکن جو الفاظ استعمال کئے گئے وہ معاذ اللہ اسی گمراہی کے متبادر ہیں تو ہم اس کی فہم و سمجھ کو جوتے کی نوک پہ رکھتے ہیں۔ نہ تو ہم اس کی عقل کے پابند ہیں نہ ان کی سمجھ کے مکلف۔ پھر حیرت ہے کہ خود اگلے صفحہ پہ لکھتا ہے کہ:

"ہم اپنی تنقید نقل کر چکے ہیں اس کو بنظر عمیق ملاحظہ کرنے کے باوجود ہم جناب کے اخذ کردہ نتیجہ کے ماخذ الفاظ کی تلاش سے قاصر ہیں۔ ہم نہیں جانتے کہ موصوف نے کن الفاظ سے اپنی مرضی کے مطابق ایک خیال ہمارے ذمہ لگایا ہے ہمارے ناظرین ہماری تنقید اور موصوف کے اخذ کردہ نتیجہ کو ملا کر دیکھیں فاضل تبصرہ نگار کی سخن فہمی، امانت و دیانت اور نقل کردہ بیان کی دیدہ زیب کاوش کو ملاحظہ کریں اور اس بات کا فیصلہ کریں کہ جس بحث کے آغاز میں ہی اپنے خصم کے موقف کو اپنے اختراعی خیال سے تعبیر کیا گیا ہو اور اس سخن فہمی کی بنیاد پہ جو تنقید کی گئی ہو آخر اس کا کیا جواب دیا جائے"۔ (مذکورہ کتاب ص 18)

لیجیے ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ جب گمراہی کا لفظ ہی موجود نہیں تو پھر اپنی اختراعی سوچ کو

اپنے خصم کے سر پہ ڈال دینے والوں کی امانت و دیانت اور سخن فہمی کی اعلی مثال ملاحظہ فرمائیں. نیز بھلا ایسی باتوں کا کیا جواب دیا جائے؟ اس رضا خانی کی الٹی سوچ میں جو مفاہیم عود کر آئے ہیں اور جو اس نے صفحات لکھ کر اپنی اختراعی و خود ساختہ معنی کو ہم پہ مسلط کرنے کی کوشش کی ہے اس پر اس سے دلچسپ تبصرہ نہیں کیا جا سکتا جو اس نے خود کر ڈالا. بقول شخصے

لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

نیز جب ہمارے تراجم میں ضال بمعنی گمراہی موجود ہی نہیں تو خواہ مخواہ اس میں اپنی سوچ وفہم والے معنی تلاش کرنا خود غلط و نادرست ہے. مفتی غلام فرید لکھتا ہے:

''یہ کہنا سراسر بہتان اور سفید جھوٹ ہے اعلی حضرت کی کسی کتاب سے یہ ثابت نہیں کیا جاسکتا کہ آپ نے فرمایا ہو کہ میرے سوا سب کافر و مرتد ہیں''۔

(النجدیت بجواب البریلویت ص 37)

لہذا جب احمد رضا کے مکفر المسلمین ہونے کی نفی درکار ہو تو رضا خانی یوں استدلال کرتے ہیں اسی اصول پہ ہم بھی کہتے ہیں کہ یہ رضا خانی اس مقام پہ ترجمہ میں ضال بمنی گمراہی دکھادے. (جو یہ خود بھی مان چکا کہ موجود نہیں. از راقم) یا ان مترجمین کی کسی دوسری کتاب سے دکھادے کہ نبی ﷺ گمراہ تھے معاذ اللہ. اگر نہ دکھا سکے تو یہ رضا خانی اپنے دعوی میں جھوٹا و بہتان لگانے والا ثابت ہوگا. نیز اس مقام پر رضا خانیوں کی دوغلی پالیسی بھی دیکھیں کہ احمد رضا خان کو بچانے کے لئے یہ اصول بنا لیا جاتا ہے اور دوسروں پر اعتراض کرتے وقت اسی اصول سے چشم پوشی اختیار کی جاتی ہے۔

رضا خانی کا دجل

اس کے بعد رضا خانی نے یہ باور کرانے کے لیے کہ گمراہ کے معنی سیدھے رستے سے ناواقف اور ہٹا ہوا ہے دو عبارات کو پیش کیا. چنانچہ پہلی عبارت پیش کی صدیق باندوی لکھتے ہیں:۔ ''اسی ضمن میں فرمایا کہ اسی طرح **ووجدك ضالا فهدى** میں بعض لوگ ضال کا

ترجمہ گمراہ سے کر دیتے ہیں ۔یعنی آپ کو گمراہ پایا سو ہدایت دے دی حالانکہ یہ ترجمہ غلط ہے ۔اور دو میں ضال کے معنی گمراہ (یعنی سیدھی راہ سے ہٹا ہوا) ہوتے ہیں (اظہار حقیقت ص 54) استاذ تدسیر نعیم دیوبندی صاحب لکھتے ہیں: ۔یہ معنی تو یہاں نہیں ہو سکتے کہ گمراہ تھے ۔کیونکہ بچپن سے لیکر قبل نبوت تک آپ کے جو حالات دنیا کے سامنے ہیں ۔ان میں کہیں بھی دہریت، شرک، بت پرستی کا شائبہ تک میں پایا جاتا۔ یا قوم کی جاہلانہ رسوم میں آپ شریک ہوئے ہوں ۔....... تفصیلی احکام اور اصول کا علم نہ تھا کہ پروگرام کو آگے بڑھاتے.(کمالین ج7ص 728) ان سب عبارات کا حاصل یہ ہے کہ کسی شخص کے گمراہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ سیدھے راستے سے ہٹا ہوا اور ناواقف ہو اس لئے مذکورہ بالا مترجمین کا انداز حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گمراہ ثابت کر رہا ہے لہذا یہ درست نہیں .(ص 17,16)

جواب: قارئین کرام آپ کو اس بات کا تو بخوبی علم ہو گیا کہ علماء دیوبند کے تراجم میں کہیں بھی ضال کا معنیٰ گمراہی نہیں کیا کیونکہ رضاخانی اس چیز کو ثابت کرنے سے قاصر اور عاجز رہا اس لیے اب اپنے خود ساختہ مطلب کو ثابت کرنے کے لیے بے موقع ومحل عبارتیں پیش کرنا شروع کر دیں.مولانا نعیم الدین صاحب کی عبارت میں تو دور دور تک رضاخانی کا خود ساختہ مفہوم نہیں کہ رستے سے ناواقف یا بے خبر کا معنی معاذ اللہ دین اسلام سے گمراہ ہے البتہ اظہار حقیقت کتاب کا جو حوالہ پیش کیا تو وہ حوالہ پیش کرتے وقت بھی فراڈ کیا.جو حوالہ پیش کیا اس کے اوپر شہ سرخی ہی یہ لگی ہے" حضرت مولانا سید صدیق احمد احمد صاحب ندوی رحمہ اللہ کا ملفوظ" چنانچہ یہ بات معلوم ہوئی کہ اس نے جو بات پیش کی اس کا تعلق ملفوظ ہے ہے .اور ملفوظ کے متعلق فیصل خان رضوی لکھتا ہے: ''ملفوظات صاحب ملفوظ کی تصنیف نہیں ہوا کرتی بلکہ کسی دوسرے کی کاوش کا نتیجہ ہوتی ہے جس میں ممکنہ طور پر اس بات کا احتمال ہوتا ہے کہ صاحب ملفوظ نے کچھ کہا اور مرتب نے کچھ سمجھا''۔

(ملفوظات اعلی حضرت پر اعتراضات کا علمی وتحقیقی جائزہ صفحہ 11)

بس یہ بات ثابت ہوئی کہ ملفوظ صاحب ملفوظ کی تصنیف نہیں ہوتا لہذا رضاخانی کا یہ کہنا کہ

"صدیق باندوی لکھتے ہیں" اپنے گھر ہی کے اصول اور کتاب سے جہالت کی واضح دلیل ہے. پھر بقول فیصل رضوی ملفوظات میں یہ احتمال ہوتا ہے کہ صاحب ملفوظ نے کچھ کہا ہو اور سمجھنے والے مے کچھ سمجھ لیا ہو. اب جب اس ملفوظ میں ہی احتمال ہے اور جب احتمال آجائے تو استدلال باطل ہو جاتا ہے۔(عبارات اکابر کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ صفحہ 393, فتاوی رضویہ جلد 29 صفحہ 398) سو جناب کا اس عبارت سے استدلال باطل ہے۔

سوم یہ ہمارے خلاف بھی نہیں کیونکہ اس میں ضال بمعنی گمراہ کرنے کو غلط کہا گیا ہے اور ہمارے تراجم میں ایسی کوئی بات نہیں ملتی۔

چہارم ملفوظات رضاخانی اصول سے عموما اور جناب کے نزدیک خصوصا پیش نہیں کیے جا سکتے. اسی طرح کمالین کا حوالہ بھی ہمارے خلاف نہیں بلکہ ہماری زبردست تائید کر رہا ہے چنانچہ جناب نے یہ الفاظ خود نقل کیے ہیں کہ" یہ معنی تو یہاں نہیں ہو سکتے کہ گمراہ تھے" لہذا اس کا گمراہی کے معنی و مفہوم کو مراد تو بقول مفتی صاحب بھی نہیں لیا جا سکتا. اس ضال کا معنی خود اسی کے پیش کردہ حوالہ میں موجود ہے کہ "تفصیلی احکام اور اصول کا علم نہ تھا کہ پروگرام کو آگے بڑھاتے" یہی ہمارا مدعا ہے. نیز ہمارے تراجم میں موجود الفاظ جو ضال کے ترجمہ میں لائے گئے ہیں ان کے متعلق غلام رسول سعیدی کی بھی سن لیجیے وہ لکھتا ہے:

"دوسرے معنی مثلا محبت میں وارفتہ، ناواقف, غافل, سہو کرنے والا، بھولنے والا راستہ گم کرنے والا، راستہ نہ جاننے والا کسی چیز میں گم ہونے والا اور غائب ہونے والا ان معانی کو مفسرین نے متعدد تاویلات کے ساتھ اختیار کیا اور ان معانی کے علاوہ کچھ اور معنی کو بھی محاورات عرب سے مستنبط کر کے اختیار کیا ہے"۔(تبیان القران جلد 12 ص 823)

لہذا جن الفاظ کو ہمارے علما نے اختیار کیا ہے وہ بھی مفسرین کرام کی جماعت کے ہاں مقبول ہیں. لہذا ان تراجم سے گمراہی کا معنی اخذ نہیں کیا جا سکتا۔ اور اگر اعتراض ہے تو ان مفسرین کے نام لیکر اعتراض کرو ان کے خلاف اسی طرح کتب لکھو جس طرح علمائے دیوبند کے خلاف لکھی حقیقت میں تمہیں اصل چڑ و بیزاری اسلاف سے ہے لیکن عوام کے خوف

سے ان کا نام لیتے ہوئے موت آتی ہے اور علمائے دیوبند چونکہ اسلاف کے سچے پیرو ہیں لہذا ان پر لایعنی اعتراضات کر کے دل کی بھڑاس نکالتے ہو۔

علامہ ساجد خان صاحب کی تنقید

علامہ ساجد خان صاحب نے کنز الایمان اور مخالفین صفحہ 170 سے یہ بات نقل کی تھی کہ آپ کے ترجمہ سے یہ مفہوم نکلتا ہے کے:

''حضور ﷺ سیدھے راستے سے ناواقف تھے بے خبر تھے تو لامحالہ یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر آپ بے خبر تھے تو غار حرا میں سجدہ ریز کیوں ہوتے تھے تھے جناب نے جتنے بھی حوالے پیش کیے ان میں سے کسی نے بھی شریعت سے مطلقا بے خبری کا ذکر نہیں بلکہ احکام شریعت سے بے خبر ہونے کا ذکر ہے جس سے رستے سے بھٹکنا لازم نہیں آتا''۔ (کنز الایمان اور مخالفین ص 170, 171) (جواب) اس جواب سے معلوم ہوا کہ موصوف کے نزدیک

1... حضور ﷺ کو مطلقا بے خبر یا لا علم کہنا گستاخی نہیں نہ اس پر ان کا کوئی اعتراض ہے۔ 2... حضور ﷺ کو احکام شریعت سے بے خبر مانا جائے اس پر انہیں کوئی اعتراض نہیں۔ 3... دیوبندی تراجم سے یہ مفہوم متبادر ہوتا ہے کہ آپ سے سیدھے راستے سے بھٹکے ہوئے ہیں (معاذ اللہ... از ناقل)''۔

(سنی علماء کے تراجم پر اعتراضات کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ ص 43)

اس پہ رضاخانی یوں گویا ہوا: ''اس جواب سے معلوم ہوا کہ موصوف کے نزدیک حضور ﷺ کو مطلقاً بے خبر یا لاعالم کہنا گستاخی نہیں نہ اس پر ان کو کوئی اعتراض ہے. (اعتراضات کا جائزہ ص 43) علامہ ساجد صاحب کی اس عبارت کو نقل کرنے کے بعد لے دے کی کہ ساجد صاحب نے اپنے خیال کو ہمارے ذمہ لگایا ہے اور اس ہماری عبارت کا وہ مطلب نہیں جو انہوں نے بیان کیا. پھر اس پر علامہ رحمت اللہ کیرانوی رحمہ اللہ کی عبارت نقل کی کہ جب پہلی بسم اللہ ہی غلط ہوں تو مابعد کا کیا حال ہوگا''۔ (مفہوم کنز الایمان اور مخالفین جلد 2 ص 18, 19)

جواب: یہاں بھی رضاخانی نے بڑے ہاتھ پاؤں مارے اور علامہ صاحب کی قائم کردہ

پہلی شق کے متعلق کلام کرتے ہوئے یہ باور کرانے کی کوشش کی کہ اس کی عبارت سے ایسا کوئی معنی و مفہوم برآمد نہیں ہوتا جو علامہ ساجد صاحب نے بنا کر پیش کیا. قارئین! ذرا دوغلی پالیسی تو دیکھیے کہ کہ تھوڑی دیر قبل اپنا خود ساختہ مفہوم سنی علما پر تھوپ رہا تھا اب اپنے متعلق اسی پر ہاتھ پاؤں مارنے شروع کر دیے. حالانکہ علامہ صاحب نے جو بات کی بالکل درست اور عبارت کے مفہوم سے واضح ہے. چنانچہ رضاخانی نے خود کنزالایمان اور مخالفین جلد 1 ص 170 سے نقل کیا ہے کہ ”ایسا ترجمہ کرنا جس سے مطلقا شریعت کے جاننے کی نفی ہو قابل اعتراض ہے“۔ (کنزالایمان اور مخالفین جلد 2 ص 18) اس عبارت سے صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ اس رضاخانی کے نزدیک اعتراض اس پہ ہے کہ ”مطلقا شریعت“ کے جاننے کی نفی کی گئی ہو. یعنی اس کے علاوہ کی نفی پہ اعتراض بھی نہیں کیونکہ یہ موصوف کی عبارت میں بمنزلہ قید اور کم ازکم دروس البلاغہ پڑھی ہوتی تو معلوم ہوتا کہ قید کلام میں ملحوظ ہوتا ہے ورنہ مطلق عبارت ذکر کرتے یا استثنا کی نفی پر بھی تنبیہ کرتے مگر ایسا کچھ نہیں تو اس کا سیدھا مطلب یہی نکلتا ہے کہ لاعلمی یا بے خبری کے الفاظ سے ترجمہ کرنا قابل اعتراض نہیں۔ اس میں کہیں بھی خود ساختہ مطلب نہیں نکالا گیا جو کچھ ہے آپ کی اپنی عبارت ہے یہ الگ بات ہے کہ علامہ صاحب کی مضبوط علمی گرفت نے آپ کو ایسا جکڑ دیا کہ اب نکلنے کیلئے ہاتھ پاوں مار رہے ہیں، لفاظی کا کرتب دکھا رہے ہیں مگر جان کہاں چھوٹنے والی۔

رضاخانی کی بدترین گستاخی

اس رضاخانی نے مقدمہ کتاب میں یہ تاثر دیا ہے کہ گویا کنزالایمان اور دیگر سنی تراجم کے درمیان جو اختلاف ہے اور اس حوالے سے اہل السنۃ والجماعۃ اور رضاخانی بدعتیوں کا اختلاف ہے وہ صرف راجح مرجوح کا ہے چنانچہ لکھتا ہے:

”مگر اس کا خاص تخصص یہ ہے کہ حضرت مترجم نے ایک تو ایک تو ترجمہ کرتے وقت راجح موقف کو ترجیح دی“۔ (کنزالایمان کا دفاع، حصہ دوم ص 4)

اب یہ رضاخانی خود کہتا ہے کہ معاذ اللہ اہل السنت کے تراجم میں نبی کریم ﷺ کو

معاذ اللہ نقل کفر کفر نباشد ''گمراہ'' ثابت کیا جبکہ کنزالایمان میں ایسا نہیں۔تو کیا اس رضا خانی کے نزدیک نبی کریم ﷺ کو ''گمراہ'' سمجھنے والے معاذ اللہ نقل کفر کفر نباشد صرف ''مرجوح'' قول اختیار کرنے والے ہیں؟ حالانکہ یہ اختلاف تو صریح کفر و ایمان کا اختلاف ہے۔لہذا نبی کریم ﷺ کی بدترین گستاخی والے نظریہ و ترجمہ کو محض ''مرجوح'' کہنا خود کفر و بدترین گمراہی و ضلالت ہے۔یہ اکابر دیوبند کی ایسی کرامت ہے جس کا اعلان بار بار علامہ ساجد صاحب کرتے ہیں کہ جب بھی ان بدبختوں نے اللہ کے ان سچے ولیوں کے خلاف قلم اٹھایا اپنا ہی منہ اس سے کالا کیا۔

رضاخانیوں کے ہاں احکام شریعت اور شریعت دراصل ایک ہی چیز کا نام ہے

محترم قارئین! قبل اس کے کہ ہم مزید تفصیلات میں جائیں یہ بتانا لازمی ہے کہ رضاخانیوں کے نزدیک شریعت اور احکام شریعت ایک ہی چیز ہے۔اس عنوان کی ضرورت اس لیے پیش آئی ہے کہ رضاخانی نے خود کو بچانے کے لیے ان دونوں کو الگ بنا کر پیش کیا ہے.اس سلسلہ میں علامہ ساجد خان صاحب نے یہ بات کی تھی کہ:

''وسری بات: بے خبر کے لفظ کو چھوڑ کر اب یہ تاویل کرنا کہ نہ تو بے خبر کے لفظ پر اعتراض ہے اور نہ احکام شریعت سے بے خبری پر اعتراض ہے بلکہ مطلق شریعت سے بے خبری پر اعتراض ہے یہ بھی نری گلو خلاصی ہے، ڈاکٹر مجید اللہ قادری لکھتے ہیں: ۔قارئین کرام! ہم میں اور نبی میں کیا فرق رہا، ہم یقینا شریعت سے بے خبر ہوتے ہیں اور جب اللہ تعالی ہدایت نصیب فرمادیتا ہے تو ہم شریعت کے مطابق اعمال کو ڈھالنے لگتے ہیں کیا نبی بھی (معاذ اللہ) ہماری طرح اللہ کا نافرمان اور اللہ سے بے خبر ہوتا ہے، یہ کون سا دین ہے کہ جس کا سربراہ بھی بے خبر... مولوی اشرف علی تھانوی کے مندرجہ بالا آیت کے ترجمے سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان کے دین و مذہب میں نبی کی کوئی خاص اہمیت نہیں ہے اور اتنا بڑا الزام لگانے سے بھی نہیں چونکتے کہ نبی ﷺ (معاذ اللہ) شریعت ہی سے بے خبر تھا اور یہ خیال نہ

کیا کہ نبی ایک لمحہ بھی اگر اللہ سے غافل ہو جائے تو وہ منصب نبوت کا اہل نہیں رہتا، (اردو تراجم کا تقابلی مطالعہ: 97) اس کتاب پر پروفیسر مسعود بریلوی، مولوی شریف الحق امجدی اور مولوی عبدالحکیم شرف قادری کی تائیدات ثبت ہیں، ڈاکٹر صاحب کا جملہ: ہم شریعت کے مطابق اعمال کو ڈھالنے لگتے ہیں کیا نبی بھی (معاذ اللہ) ہماری طرح اللہ کا نافرمان اور اللہ سے بے خبر ہوتا ہے صاف بتلا رہا ہے کہ اعمال یعنی احکام شریعت سے بے خبر پانے والے پر بھی یہ سب فتوے لاگو ہوں گے۔ **نتیجہ** معلوم ہوا کہ جو رسول اللہ ﷺ کو احکام شریعت سے بے خبر مانتا ہے وہ:

(1) نبی کو عام انسانوں کے برابر کرنے والا ہے، معاذ اللہ۔

(2) اس صورت میں نبی کا معاذ اللہ، اللہ کا نافرمان ہونا لازم آئے گا۔

(3) یہ دین اسلام نہیں ہوسکتا جس کا سربراہ بھی دین سے بے خبر ہو، معاذ اللہ۔

(4) ایسا کہنے والے کی نظروں میں نبی ﷺ کی کوئی خاص اہمیت نہیں۔

(5) یہ نبی پر بہت بڑا الزام لگانا ہے، معاذ اللہ۔

(6) اس صورت میں نبی معاذ اللہ نبوت کا اہل نہیں رہا۔

پس فریق مخالف نے نبی کریم ﷺ کو احکام شریعت سے بے خبر والاعلم مان کر ان تمام کفریات کا ارتکاب کیا ہے، معاذ اللہ۔ مولوی عبد الرزاق بھترالوی لکھتے ہیں: ۔''جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے عہد میں عبد ہونے کو جاننے کا ذکر کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی الوہیت سے باخبر ہونے کو بیان کرتے ہیں اور اپنی نبوت اور اپنے کمالات اور کئی شرعی احکام سے علم رکھنے کا برملا اعلان کرتے ہیں تو یقینا نبی محترم جمیع انبیائے کرام سے افضل ہونے کی وجہ سے عیسیٰ علیہ السلام سے زیادہ علم رکھتے ہیں''۔(س※ین الجنان ص 377) جب عیسیٰ علیہ السلام شرعی احکام کا علم بچپن ہی میں رکھتے ہیں تو فریق مخالف کا یہ کہنا کہ حضور ﷺ کو احکام شریعت کا علم نہ تھا یہ خود بریلوی اصولوں کے مطابق حضور ﷺ کو معاذ اللہ لاعلم ماننا حضور ﷺ علم کو گھٹانا ہے اور یہ گستاخی ہے!! مولوی حسن علی رضوی لکھتے ہیں: ۔''احکام عملیہ کا نام

شریعت ہے، (وصایا شریف پر اعتراضات:33) جب شریعت نام ہی احکام عملیہ کا ہے تو جب ہمارے فریق مخالف نے حضور علیہ السلام کو احکام عملیہ سے بے خبر ماننے کو درست قرار دے دیا تو گویا شریعت سے بے خبر مان لیا لہذا یہ سارے فتوے اپنی جگہ برقرار رہیں، بلکہ ان فتووں کی زد میں فریق مخالف کی صورت میں ایک اور شخصیت کا اضافہ ہوگیا۔

غرض احکام شریعت سے بے خبر کہو یا شریعت سے آپ کے مذہب میں فتوے بہر صورت دونوں پر ہیں یعنی مطلقا بے خبر ماننے ہی پر فتوے ہیں، کان یہاں سے پکڑو یا وہاں سے بات ایک ہی ہے، نیز جب شریعت احکام عملیہ کا نام ہے تو حضرت حکیم الامت کے ترجمہ میں شریعت کی بھی وضاحت ہوئی کہ مراد اس سے احکام شریعت ہیں لہذا اب دیانت کا تقاضہ ہے کہ اپنے ان اکابر پر لعنت بھیج کر ان کے فتووں سے اعلان برات کرو یا ان کے فتووں کو درست مان کر خود تجدید ایمان کرو"۔ (سنی تراجم....ص46,45)

اس تمام بحث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ احکام شریعت اور شریعت ایک ہی چیز ہی لہذا اگر مطلق شریعت سے بے خبری پہ فتوی ہو تو احکام شریعت سے بے خبری پہ بھی فتوی ہوگا۔

اس پہ رضاخانی نے بجائے علامہ صاحب کے مضبوط دلائل کو توڑنے کے یہ کہہ دیا کہ ڈاکٹر مجید کی کتاب میں گرفت مطلقا شریعت سے بے خبری پہ ہے علامہ صاحب کا اسے احکام شریعت پہ منطبق کرنا تجاہل ہے۔ان کی عبارت میں کئی احکام شرع کا جاننا تمام احکام شریعت جاننے کے مترادف نہیں۔پھر حسن علی رضوی کی بات پہ یہ کہا کہ ہم نے کب انکار کیا ہم تو کہتے ہیں آپ ﷺ شریعت سے واقف تھے تفصیل سے واقف نہ تھے۔پھر تھانوی کے ترجمہ میں ملطقا شریعت سے بے خبری کا ذکر ہے اور ضال بمعنی گمراہ کے موجود ہے لہذا یہ ترجمہ درست نہیں۔(ملخصا)

جواب: ہم حیران ہیں کیا یہ دلائل کا جواب ہے؟کس قدر دجل وفریب ہے۔اس رضاخانی کو شرم آنی چاہیے کیونکہ علامہ ساجد صاحب نے جو تنقید کی تھی وہ وہیں کی وہ موجود ہے کیونکہ ان کے پیش کردہ دلائل کے مطابق احکام عملیہ یعنی احکام شریعت ہی شریعت ہے اگر احکام

شریعت کی تفصیل کی نفی کی جائے تو رضاخانی کتب کی روشنی میں وہ دراصل شریعت سے لاعلمی ہی ہے اور اسی پہ رضاخانی کے مطابق تنقید ہے۔ مجید اللہ قادری کی عبارت میں صاف صریح صرف ''شریف'' کا لفظ موجود ہے اگر محض شریعت کے لفظ سے حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ پر اعتراض تو تم پر کیوں نہیں؟

پھر آخر اس بے خبری کا معیار کیا ہے؟ تم بار باریوں اپنی الٹی عقل کو معیار بنا رہے ہو کہ فلاں کے ترجمہ سے فلاں کی نفی ہورہی ہے اور اس سے یہ سمجھ آرہا ہے' بھائی جس طرح علامہ صاحب نے اپنا موقف دلائل سے پیش کیا ہے اس طرح اپنی بات پر دلیل پیش کرو۔

حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے ترجمہ پہ بھی وہی ہٹ دھرمی سے ہاتھ صاف کر دیے جب علامہ ساجد صاحب نے اس کی وضاحت کر دی تھی کہ ''حکیم الامت کے ترجمے میں شریعت کی بھی وضاحت ہوئی کہ مراد سے احکام شریعت ہے لہذا اب دیانت کا تقاضا ہے کہ ان پر لعنت بھیج کر ان کے فتووں سے اعلان برات کرو'' مگر رضاخانی نے بے شرمی سے پھر وہی کہہ دیا کہ یہاں مطلقا شریعت کی نفی کی جارہی ہے۔ دیکھیے کیسی چشم پوشی ہے کہ بجائے یہ کہ دلائل سے اس بات کا رد کیا جاتا پھر سے وہی بات دہرادی۔ پھر بے حیائی اور ڈھٹائی کا یہ عالم ہے کہ یہ کہا کہ تھانوی رحمہ اللہ کے ترجمہ میں ''ضال بمعنی گمراہ'' کے ہیں لہذا ترجمہ درست نہیں۔ جبکہ یہ اس کی شیطانی سوچ ہے کیونکہ تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ مین ایسی کوئہ صراحت نہیں یہ اس رضاخانی کی ابلیسی سوچ ہے جسکے ہم مکلف نہیں لہذا یہ تمام حوالہ جات اپنی جگہ قائم و دائم ہیں اور یہ بھی ثابت ہوا کہ احکام شریعت سے بے خبری کی تاویل کر کے بھی رضاخانی ہی پھندے میں پھنستے ہیں۔

رضاخانی لکھتا ہے کہ: ''ہمارے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم تدریجی ہے اور نزول قرآن کے ساتھ مکمل ہوا احکام شریعت کی تفصیل بھی احکام الہی کی تکمیل کے ساتھ عیاں ہوئی اس لیے نزول قرآن کی تکمیل سے قبل کہنا کہ آپ پہ احکام شریعت کا علم عیاں نہ تھا الگ معاملہ ہے مگر نزول قرآن کی تکمیل کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لاعلم و بے خبر کہنا یہ الگ مسئلہ ہے موصوف کا

اسے گڈ مڈ کرنا ان کا تجاہل عارفانہ ہے''۔

(کنزالایمان اور مخالفین جلد 2 ص 20,19)

جواب: بھلا اس ساری فضولیات کا ہمارے جواب سے کیا تعلق؟ علامہ صاحب نے جو حوالہ جات پیش کیئے اس میں کہیں بھی تکمیل قرآن، تدریجا تکمیل، کی قید نہیں۔ لہٰذا اس طرح کی لایعنی وفضول تاویلات کا کیا فائدہ جس کا نہ سر ہے نہ پیر؟

پھر علامہ ساجد صاحب اس مسئلہ پر تجاہل عارفانہ نہیں برت رہے بلکہ یہ رضا خانی منے کا اپنے گھر کی کتابوں سے جہالت کا ثبوت ہے چنانچہ ان کے گھر میں میں حضور علیہ السلام کو علم غیب شکم مادر میں ہی دیا جا چکا ہے بلکہ شروع سے ہی دیا جا چکا ہاں یہ الگ بات ہے کہ ان قرآنی احکام کو جاری نہ فرمایا ملاحظہ فرمائیں۔ احمد یار نعیمی لکھتا ہے:

''حقیقت یہ ہے کہ حضور ﷺ روز اول سے ہی قرآن کے عارف تھے مگر قرانی احکام نزول سے قبل جاری نہ فرمائے''۔ (جاء الحق) اسی طرح مولوی صالح لکھتا ہے:

''لوح محفوظ آپ کے روبرو لکھی گئی اور آپ کو شکم مادر میں ہی علم غیب تھا''۔

(علم غیب رسول صفحہ 34)

ان ہر دو حوالہ جات سے یہ بات بالکل واضح ہوئی کہ حضور ﷺ کے پیش نظر قرآنی تعلیمات اور قرآنی احکام روز اول سے ہی تھے مگر صرف انہیں جاری نہ کیا گیا۔ دوم لوح محفوظ جس میں ہر چیز کا بیان ہے وہ آپ ﷺ کے روبرو تھی اور آپ ﷺ شکم مادر میں ہی علم غیب رکھتے تھے تھے لہٰذا یہ کہنا کہ آپ ﷺ کا علم رضا خانیوں کے نزدیک تدریجی ہے اور قران کی نزول کی تکمیل کے ساتھ مکمل ہوا یہ نرا دھوکہ اور اپنے گھر کی کتابوں سے جہالت ہے۔ اب رضا خانی آگے جو بھی تاویل کرے گا کہ احکام شریعت کی تفصیل معلوم نہ تھی وہ ان حوالہ جات کی رو سے غلط تصور کی جائے گی کیونکہ جب آپ ﷺ کے پیش نظر قرآنی احکام روز اول سے ہی تھے تو اب لاعلمی کی نسبت کسی بھی وقت میں کی گئی ہو ہو وہ رضا خانی اصول سے گستاخی شمار ہوگی۔

بے خبر کے لفظ پہ ہی فتوی ہے

علامہ ساجد صاحب نے اس شق پر (کہ مطلقا لاعلم ہونے پہ کوئی اعتراض نہیں) آخری گھر سے حوالے دیے تھے کہ کہ ”لاعلم“ کے لفظ پر ہی رضا خانی فتاویٰ جات لگاتے ہیں اور اس پہ چند عبارات پیش کی تھیں چنانچہ انہوں مقیاس الحنفیت سے یہ عبارت پیش کی کہ ”اگر کسی نے بالفرض نبی علیہ الصلاۃ والسلام کو کچھ وقت کے لئے معاذ اللہ اس خبر سے بے علم سمجھا تو اس اعتقاد کی بنا پر اتنی دیر تک منکر نبوت رہے گا“۔(مقیاس الحنفیت ص 292)”لاعلمی کی تہمت لگانا گمراہی و بے دینی ہے“.(لاعلمی میں علم ص 24)3)”نبی کریم کو بھٹکا ہوا بھولا ہوا بے خبر ناواقف کہ کر گستاخانہ انداز اختیار کیا گیا“.(تسکین الجنان ص 374)4)انتہائی دریدہ دہنی اور گستاخانہ انداز میں بھٹکا ہوا بے خبر بھلا ہوا ناواقف جیسے الفاظ کی نسبت نبی کریم ﷺ کی طرف کی گئی“(فاضل بریلوی اور کنزالایمان صفحہ 100)

(سنی تراجم پر اعتراضات کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ ص 44,43)

ان حوالوں سے یہ ثابت ہوتا تھا کہ ”لاعلم“اور ”بے خبر“ کے لفظ پر ہی فتوی گستاخی وکفر کا ہے اس پر رضا خانی کا جواب دیکھیں کہتا ہے کہ:

”عمر اچھروی صاحب کی عبارت مکمل پیش نہیں کی پھر عبارت پیش کر کے یہ کہنے کی کوشش کی کہ یہ عبارت میں ”اس خبر“ سے مراد عطائی علم غیب ہے اسکو خیانت پہ محمول کیا پھر مختلف کتب سے (سفید و سیاہ پر ایک نظر،توحید کا خنجر،دست و گریبان جلد 3 ,حضرت امیر معاویہ اور تاریخی روایات سے پیش کیا کہ ایسا فعل ذاتی عناد،یہودیانہ فعل ہے وغیرہ ۔پھر فیض احمد اویسی کی عبارت کے متعلق بھی کہا کہ اسکا بھی عمر اچھروی کی عبارت جیسا ہی مفاد ہے .پھر تسکین الجنان کی عبارت کے متعلق باور کرایا کہ بے خبر کے لفظ پہ فتوی اس انداز کو گستاخانہ قرار دیا گیا ہے .پھر کہا کہ عبارت میں مطلقا شریعت سے بے خبر ہونے کی بات چل رہی ہے جو قابل اعتراض ہے .ہماری پیش کردہ چوتھی عبارت کے متعلق بھی یہی باور کرایا کہ مطلقا شریعت سے بے خبری پہ فتوی ہے“.

(ملخصا کنزالایمان اور مخالفین جلد 2 ص 20 تا 24)

جواب: ہمارے قارئین یہ بخوبی جان چکے ہیں کہ ہمارا مدمقابل رضا خانی اردو عبارت سمجھنے سے بھی قاصر ہے یہی وجہ ہے کہ علامہ ساجد صاحب نے جو استدلال کیا ہوتا ہے. یہ اسکو چھوڑ کر بات کو کسی دوسری طرف موڑ دیتا ہے چنانچہ اس عمر اچھروی صاحب کی عبارت کا صاف مطلب یہ تھا کہ نبوت کی علت و دلیل ''علم'' ہے. یہ نبوت اور علم لازم وملزوم ہے لہذا جس نے ایک لمحہ وآن کے لیے ایک رائی کے دانہ کے برابر بھی علم کیا تو اس نے انکار نبوت کا کیا ہے جو کہ کفر ہے. لہذا لاعلمی کا قول نبوت کا انکار ہے۔اس میں کہیں بھی علم غیب، تفصیلی احکام، تدریجی شریعت کی بات نہیں ہو رہی یہ اس کے خانہ داز پیوند ہے۔کسی دوسری عبارت کی روشنی میں بھی عبارت کی تشریح خود رضا خانیوں کے ہاں قابل مسموع نہیں ورنہ تراجم کا جھگڑا ہی نہ ہوتا آخر جن تراجم پر آپ کو لایعنی و بوگس اعتراضات ہیں کیا انہوں نے خود تفاسیر وحواشی اور فتاوی جات میں آپ کے شیطانی خیالات واعتراضات کا رد والزامات کی وضاحت نہیں کی؟

عطا محمد بندیالوی بھی لکھتا ہے: ''اگر کسی نبی کے متعلق یہ عقیدہ ہو کہ اس کو فلاں چیز کا علم نہیں تو یہ عقیدہ اس امر کو مستلزم ہے کہ اس نبی کی توحید مکمل نہیں۔ چہ جائیکہ افضل الانبیاء صلوۃ اللہ علیہ کے متعلق یہ عقیدہ ہو کہ ان کو فلاں چیز کا علم نہیں''۔

(ذکر عطاء فی حیات استاذ العلماء ص 91)

مطلب صاف واضح ہے کہ کسی نبی کو کسی چیز سے لاعلم کہنا نبی کے عقیدہ توحید کو ناقص ماننا ہے جو کفر ہے. پھر رضا خانی کا یہ کہنا کہ فتوی عطائی علم غیب کے بعد لاعلمی کا قول کرنے پر ہے تو یہ بات گزر چکی ہیں اور ہم رضا خانی گھر سے حوالے پیش کر آئے ہیں جس سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہے کہ روز اول سے ہی قران کریم کے جاننے والے تھے لہذا اس کے بعد لاعلمی چاہے تفصیلی احکام شریعت سے متعلق ہو انکار نبوت ہی ہے. لہذا تب بھی رضا خانی اپنے گھر کے فتوی سے کافر ہو جاتا ہے۔

علامہ ساجد صاحب نے فیض احمد اویسی کی واضح بات پیش کی تھی جس سے یہ ثابت ہوتا

تھا کہ لفظ ''لاعلمی'' اور ''بے خبری'' پر ہی فتوی ہے جس سے جناب رضاخانی نے چشم پوشی اختیار کی اور اس پر کوئی کلام نہیں کیا بس یہ کہہ دیا کہ اس کا بھی مفاد یہی ہے جو عمرا چھروی کی عبارت کا ہے۔ حالانکہ یہ بات خلاف واقع ہے اور اویسی کی عبارت میں ایسی کوئی قید یا الفاظ موجود نہیں جو رضاخانی کی اختراعی سوچ میں آئے ہیں۔ ہم اس پہ رضاخانی کو اسی کے الفاظ سے آئینہ دکھاتے ہیں۔ چنانچہ خود لکھتا ہے کہ:

''ہمارے معاندین ان حوالہ جات کے جواب میں اپنی بے بسی کا اظہار کرتے ہوئے یہ کہہ دیتے ہیں کہ اس سے مراد یہی ہے کہ بریلوی خود اہل سنت سے منسوب کرتے ہیں مگر یہ بات درست نہیں ۔ جو عبارات ہم نے پیش کی ان میں دوٹوک بغیر کسی لگی لپٹی کے ہمارا اہلسنت ہونا تسلیم کیا گیا ہے، معاندین کی یہ تاویل بوگس ہے ان عبارات میں اسکی کوئی صراحت موجود ہیں'' ۔(حاشیہ مذکورہ کتاب ص 12)

ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ جو عبارت ہم نے پیش کی تھی وہاں پر دوٹوک الفاظ مطلقا لاعلمی پر فتوی تھا جناب کے تاویلی الفاظ عبارت میں کہیں بھی موجود نہیں۔ لہذا رضاخانی جواب دینے میں بری طرح ناکام ونامراد رہا ہے۔ جواب کے نام پہ ہاتھ پاؤں مار تو رہا ہے مگر جواب کے نام پہ بس اپنوں کو تسلیاں دے رہا ہے کیونکہ جواب بن نہیں رہا ہے ۔

فتوی الفاظ پہ یا انداز پہ؟؟

بھتر الوی صاحب کی عبارت پر جو رضاخانی نے یہ کہا کہ وہاں انداز کو گستاخانہ کہا گیا ہے (یعنی مطلقا الفاظ پہ فتوی نہیں)۔ غور طلب بات یہ ہے کہ بھتر الوی فتوی تو موجود ہے بس بات یہ نزاعی بنادی کہ الفاظ پہ یا انداز پہ۔ چنانچہ بھتر الوی کے الفاظ یوں ہیں:

''نبی کریم کو بھٹکا ہوا، بھولا ہوا، بے خبر، ناواقف کہہ کر گستاخانہ انداز اختیار کیا گیا ہے'' ۔(تسکین الجنان ص 376)

یہاں اس انداز کی علت کیا ہے؟ اس گستاخانہ انداز کی وجہ کیا بنی اس کو بھتر الوی نقل کر رہا ہے جو اس جاہل کو سمجھ نہیں آرہا گستاخانہ انداز اس طرح بنانا کہ انہوں نے ''بے خبر، ناواقف،

لاعلم'' کے الفاظ استعمال کئے یہ الفاظ ہی اس کو گستاخانہ انداز بنا دیتا ہے۔

مگر اس جاہل کے نزدیک گستاخی کیلئے ''انداز'' علت ہے یعنی اس جاہل کے ہاں اگر کوئی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معاذ اللہ نقل کفر کفر نہ باشد یوں کہہ دے کہ:

۔۔۔بڑے ناواقف، بڑے بے خبر۔۔۔حضرت آپ تو بڑے لاعلم ہیں۔۔۔

تو اس جاہل کے نزدیک یہ عین عشق رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کیونکہ انداز گستاخانہ تھوڑی ہے یہ تو بڑے پیار سے کہہ رہا ہے۔کس قدر جاہل، ضدی، ہٹ دھرم ٹولہ ہے یہ وہ ٹولہ ہے جو آج تک یہ تاثر دیتا رہا کہ علمائے دیوبند اپنے اکابر کی عبارات کی لایعنی تاویلات کرتے ہیں اور اب جب اپنی کھوتی کو لگام ڈلی تو اس قسم کی حیا باختہ تحریفات کرتے ہوئے بھی ان کو شرم دامن گیر نہیں ہوتا۔

بریلویوں پر اقراری فتوے

علامہ ساجد صاحب مدظلہ نے لکھا تھا: ''اور لیجیے مفتی فیض احمد اویسی کا فتوی قبول کیجئے: مخالف نے ضال بمعنی گمراہ ثابت کرنے کے لئے لیے جو دلائل دیے ہیں وہ اس کی نبوت دشمنی کا واضح ثبوت ہے مثلا کہا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وحی آنے سے پہلے شریعت کی تفصیلات سے واقف نہ تھے''۔(کنز الایمان پر اعتراضات کے جواب ص72)''۔(سنی تراجم...ص47)

اس حوالے سے یہ معلوم ہوا کہ فتوی ان پہ بھی لگتا ہے جو احکام شریعت کی تفصیلات سے لاعلمی کا قول کرتے ہیں کیونکہ فیض احمد اویسی تو صاف کہہ رہا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شریعت کی تفصیلات سے لاعلم ماننا بھی رسول دشمنی ہے۔

چنانچہ یہ فتوی تقریبا تمام رضاخانی بشمول ہمارے خصم اس رضاخانی پہ بھی لگتا ہے.اس پہ رضاخانی نے اویسی کی عبارت نقل کی اور کہا کہ فتوی تفصیل نہ ملنے سے گمراہ کے معنی مراد لینے پہ ہے. چنانچہ لکھا: ''مخالفین کی اس عبارت سے ان کا اصلی چہرہ سامنے آگیا وہی ہیں کہ ضال بمعنی گمراہ، بے خبر ناواقف کے معنی کو ترجیح دی گئی ہے.حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبل از نبوت و بعد از نبوت بہت امور سے سے ناواقف تھے نزول وحی تک نہ صرف بے خبر بلکہ بے قرار رہتے

تھے یہی وجہ ہے کہ ان لوگوں کا عقیدہ ہے کہ حضور ﷺ کو نبوت چالیس سال بعد ملی یہ علم تک نہ تھا کہ آپ نبی بنیں گے جبرائیل علیہ السلام پہلی وحی لے کر آئے تب بھی بے خبر تھے.... اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ حضور ﷺ جملہ عالمین کے نبی ہیں آپ اس وقت بھی نبی تھے جب آدم پیدا بھی نہیں ہوئے تھے۔ ہاں اظہار نبوت چالیس سال کے بعد ہوا۔ اندریں آپ کو علم الہیہ سے نوازا گیا اجمالاً آپ کو جملہ علوم حاصل تھے مثلاً پیدا ہوتے ہیں سجدہ ریز ہوئے اور امتی کی صدا لگانا پھر بچپن کے کوائف پھر جوانی سے تا اظہار نبوت لیکن اجمال کے رنگ میں اجمالی علم میں تفصیل ہوتی ہے فرق صرف اتنا ہے کہ اجمالی علم ہر وقت ہے اور تفصیلی علم کے لئے وقت کا انتظار کرنا پڑتا ہے“۔ (سیدنا اعلیٰ حضرت ص 71-73)

یہ مکمل عبارت اپنے مفہوم پر واضح ہے کہ اویسی صاحب نے تفصیل نہ ملنے سے گمراہ کے معنی پر استدلال کرنے پر تنقید کی ہے ورنہ تفصیلی علم کا ملنا ان کے نزدیک بھی اعلان نبوت کے بعد ہی ہے جو ہمارے خلاف نہیں اور معترض کو مفید نہیں“۔

(کنزالایمان اور مخالفین ص 27 جلد 2)

جواب: علامہ ساجد صاحب نے جو فتوی نقل کیا تھا اس میں یہ واضح ہے کہ شریعت کی تفصیلات کی لاعلمی کا قول نبوت دشمنی کا ثبوت ہے۔ لہذا فتوی تقریباً ہر بریلوی پہ لگتا ہے۔ اب رضا خانی کا ان کی عبارت پیش کرنا کہ وہ تو خود تفصیلات کا علم مانتے لہذا فتوی تفصیلات کے انکار سے گمراہ معنی مراد لینے پہ فتوی ہے۔ تو یہ جناب کا خود اویسی کو پھنسانا ہے۔ اول تو ہمارا استدلال جس عبارت سے ہے وہ مکمل ہے سو اویسی اور بالخصوص یہ رضا خانی اس فتوے کی زد میں آ گیا۔ یہ کہنا کہ اویسی صاحب نے تو خود تفصیلات سے علم کا انکار کیا ہے ہے لہذا ان کا فتوی اس پہ کیسے ہو سکتا ہے؟ تو اس پہ رضا خانی اصول ملاحظہ ہوں۔ حسن علی رضوی لکھتا ہے:

” وقوع کذب کے قائل گنگوہی صاحب کے نام کا یہ شائع شدہ فتویٰ خود ان پر پڑا اوقوع کذب باری تعالیٰ کے قائل بھی وہ اور وقوع کذب کے قائل کو کافر کہنے والے بھی وہ۔ خود ہی اپنا فتوی اپنے کام آ گیا“۔ (محاسبہ دیوبندیت جلد 2 ص 487)

اسی طرح مصطفی رضا لکھتا ہے:

''معلوم ہوگیا کہ آپ کے پاس کچھ جواب نہیں سوا اس کے کہ آپ نے کفر پہ اور رجسٹری کر دی آپ نے خارج از اسلام ہونے کی قبولیت لکھ دی''۔

(فتاوی مفتی اعظم جلد6 ص331) مزید لکھتا ہے:

'' تھانوی صاحب صاحب اسی بستر بنانے میں خود اپنے او پر کس زور کا فتوی لگا رہے ہیں کہ اتنا تو حسام الحرمین نے بھی نہ فرمایا تھا''۔(ایضا ص332)۔''اپنا ڈبل کفر بسط البنان میں صاف صاف قبول کر چکے''۔(ایضا) اجلی انوار رضا میں ہے:''یہ وہی تھانوی صاحب ہیں جنہوں نے برسوں حسام الحرمین شریف کے سخت وار کھا کر آخر خود قبول دی کہ واقعی وہ کلام کفر ہے''۔(دیکھو ان کی بسط البنان ص3)''یہ وہی تھانوی صاحب ہیں جنہوں نے خدا کا دھرا سر پر بھی مان دی کہ بے شک اس کلام کا کہنے والا کافر ہے''۔(دیکھو اونکی بسط ص7)''مگر خود مسلمان ہیں گویا وہ اور کوئی تھانوی تھا جس نے حفظ الایمان میں وہ موٹا کفر بکا۔غرض عرب و عجم کے اشتہاری مرتد خود اپنی زبان وقلم کے اقراری مرتد ہٹے کٹے مسلمان کے مسلمان''۔

(اجلی انوار رضا ص3)

لہذا ان تمام اصولوں کو مدنظر رکھتے ہوئے اس نے اویسی کو خود پھنسا دیا ہم بھی کہتے ہیں کہ اسکا اپنا فتوی اس کے اپنے گلے میں فٹ ہوگیا۔اور رضا خانی بجائے جواب دی ے کے مزید پھنس گیا۔دوسروں کے لیے پھندا کھودنے والے اب اپنے اصولوں سے فتوی وصول کریں۔

الشفاء شریف کی عبارت کے جواب کا جائزہ

علامہ ساجد صاحب مدظلہ نے لکھا تھا کہ:''پھر ہم نے ایسے حوالے بھی پیش کئے جس میں مطلق شریعت سے بے خبری کی بات موجود تھی جس پر بقول فریق مخالف ہمارا اصل فتویٰ ہے اسے شیر مادر سمجھ کر ہضم کر گئے مثلا ضالا: عن شریعتك ای لا تعرفها فهداك الیها .(شفا جلد2 ص71 مکتبہ حقانیہ) یا مطلقا شریعت کے علم کی نفی کا ذکر ہے موصوف

نے اس پر کوئی فتوی نہیں لگایا.(سنی تراجم...ص 47)اس پہ رضاخانی نے یہ کہا کہ یہ عبارت قیل سے شروع ہے اور اس کو نقل نہ کیا اور پھر دیو بندی کتب کے حوالے دیے کہ قیل ضعف کی طرف دال ہے. اور اسی پہ چند صفحات سیاہ کر دیے.(دیکھیے کنزالایمان اور مخالفین جلد 2 ص 27 تا30)

جواب: محترم قارئین آپ حضرات نے ملاحظہ فرمایا کہ جس بات کو علامہ ساجد صاحب نے اٹھایا اس کا اب تک اس نے کوئی جواب نہیں دیا چنانچہ علامہ ساجد صاحب نے یہ بات کی تھی کہ شفا میں مطلقاً شریعت کی نفی کا قول موجود ہے جس پر رضاخانیوں نے فتوی نہیں لگایا. سو رضاخانی صاحب کی توجہ اس بات پر مرکوز کرانے کے بعد بھی رضاخانی نے اب تک اس عبارت پر فتوی نہیں لگایا جو اس بات کی واضح دلیل ہے کہ ان حضرات کے لینے کے پاٹ اور دینے کے پاٹ اور ہیں ۔ اور فتاوی جات صرف دیوبندیوں کے لیے ہیں .یہی ان حضرات کی دوغلی پالیسی اور منافقت ہے جن کا اظہار مقصود تھا اور قارئین پہ واضح بھی ہو چکا۔

اب آئیے یہ کہتا ہے کہ یہ ایک ضعیف قول ہے اور قیل سے لکھا گیا ہے لہذا دیوبندی اصول سے ضعف کی طرف اشارہ ہے. تو یہ بات بھی خلاف واقع ہے دو وجہ سے ۔

(ا) یہ کوئی فروعی مسئلہ نہیں جو قیل قال ، صحیح ،ضعیف کہہ کر جان چھڑا لی جائے گی یہ نبی کریم ﷺ کی ناموس کا مسئلہ ہے ۔جب یہ آپ کے نزدیک توہین وگستاخی ہے تو کیا محض ’’ضعیف‘‘ قول کہہ کر جان چھوٹ جائے گی ؟ اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ معاذ اللہ کل کو کوئی نبی کریم ﷺ کی توہین کرے ان کو گالیاں دے اور بعد میں کہے کہ ’’اجی میں نے تو ضعیف اقوال نقل کر دئے تھے جانے دیجئے‘‘ ملاحظہ فرمائیں کہ اپنے غلط فتووں کو بچانے کیلئے گستاخان رسول ﷺ کو گستاخیاں کرکے پھر جان چھڑانے کیلئے کیسے کیسے ہتھیار یہ ’’لنڈے کے عاشق‘‘ فراہم کر رہے ہیں ۔

ثانیا مان لیا کہ شفا میں قیل کا لفظ موجود ہے مگر اس کی شرح میں ملا علی قاری نے اسی قول کو بغیر قیل کے ذکر کیا ہے ملاحظہ کریں (شرح شفا جلد 1 ص 51 دار الکتاب بیروت)

ثالثاً قیل ہوتا بھی تو بھی یہ آپ کے ہاں ضعف پہ دال نہیں. چنانچہ خود رضا خانی لکھ چکا ہے کہ:

''عرض یہ ہے کہ قیل کے ساتھ قول ضعیف بیان کرنا آئمہ فقہاء کی اصطلاح ہے اس کا طبقہ مفسرین سے کچھ تعلق نہیں''.(کنزالایمان اور مخالفین جلد 1 ص 301)

اسی طرح مولوی احمد سعید کاظمی لکھتا ہے:

'' قیل اور قالو امطلقا تمریض کے لیے نہیں''۔(مقالات کاظمی جلد 3)

''لفظ قیل اور قالو اتمریض کے صیغے نہیں مگر اس وقت جب اختلافی مسئلہ بیان کرنا ہو اور تب مستعمل ہوں پھر آگے فتاوی قاضی خان کی مثال بھی دی.(دیکھیے مقالات کاظمی جلد 3)

اس حوالہ سے بھی ثابت ہوا کہ یہ فقہ میں ضعف پہ دلالت کرتا ہے. پھر یہی کاظمی گویا ہے کہ ہر فن کے علما کی اصطلاحات مختلف ہوتی ہیں.(مقالات کاظمی جلد 3) لہذا اس پہ رضا خانی اعتراض اپنے ان مسلمہ اصولوں سے انحراف کے باعث ان چار فتوی کا وبال لاد چکا ہے جسکا ماقبل ذکر ہو چکا ہے.

کیا قیل وقال کی گنجائش ہے؟

رضا خانی کا قیل سے ضعف ثابت کرنا تو ایک طرف رہا مگر فتوی اس نے ابھی بھی نہ لگایا. ایک طرف تو یہ پروپگنڈہ کیا جاتا ہے کہ ترجمہ ایسا کیا کہ عوام کے عقائد خراب ہو جائیں اور اس ترجمہ کو نشانہ بنا کر فتوے لگائے جاتے ہیں جبکہ اب ہم نے مطلقا شریعت سے بے خبری کے الفاظ دکھا دیے تو اس پہ بھی فتوی لگاتے کہ تفسیر ایسے کی کہ عوام کے عقائد بگڑنے کا خطرہ ہے اب عوام کو تو معلوم نہیں کہ قیل و قال کا چکر کیا ہے؟ اور قیل سے ضعف ثابت ہوتا ہے یا نہیں؟ لہذا ان کے عقائد اس قول کو دیکھ کر کیا نہیں بگڑیں گے کہ معاذ اللہ نبی اسلام ﷺ کو تو شریعت کا ہی علم نہ تھا معاذ اللہ. لہذا اب دورنگی چھوڑ کر یہاں پہ بھی فتوی لگاؤ.

دورنگی چھوڑ یک رنگ ہو جا

پھر تماشہ یہ ہے کہ نبی کو نبوت سے معاذ اللہ جاہل تم لوگوں نے کہا بلکہ نبی کے لیے جاہل

کے لفظ تک کو تم لوگوں نے پسند کیا مگر اس پہ دو گز لمبی زبان بھی حرکت میں نہیں آتی اور نہ شیطانی قلم جولانی دکھاتا ہے. چنانچہ عبدالمجید سعیدی اشرف سیالوی کو مخاطب کر کے لکھتا ہے:

''آپ نے اپنے نمائندہ یا شاگرد مولوی شعیب (آف دینہ جہلم) کے نام سے جو تحریر مجھے بھجوائی تھی اس میں اسی عبارت میں جاهل عن النبوه کے الفاظ ہیں جو ریکارڈ پر موجود ہیں''. (تنبیہات جلد 1 ص 100)

اسی متعلق دوسرا رضاخانی لکھتا ہے:

''تفسیر تاویلات اہل سنتہ میں اعلم الخلق عالم ما کان و ما یکون حضرت محمد ﷺ کے لئے لفظ ''جاهل'' کا استعمال اور مولانا کا بالخصوص اسکو کو پسند کرنا بھی ایک تشویشناک امر ہے''. (نبوت مصطفی ہر آن ہر لحظہ ص 74 جلد 1)

اسی طرح لکھتا ہے:

''پھر مولانا نے امام ابو منصور ماتریدی علیہ الرحمہ کی درج ذیل پسندیدہ توجیہ پیش کی ہے ووجدك ضالا عن النبوة ای جاهلا فهداك للنبوة اور آپ کو نبوت سے لاعلم پایا تو نبوت کی طرف ہدایت فرمائی ۔(ص 73) تفسیر کبیر سے سے ایک توجیہ پیش کی جس کا لب لباب بھی یہی ہے کہ آپ نبوت سے لاعلم تھے.(ص 74)

دیکھیے قارئین! سوال تو بنتا ہے کہ جب نبی علیہ السلام کے لیے جاهل کا لفظ پسند کرنا امام ابو منصور رحمہ اللہ کی توجیہ کو پسندیدہ توجیہ کہنا جس میں نبوت سے جاہل کے الفاظ کے موجود ہے. کیا ان سب عبارت سے نبی علیہ السلام کے لیے جاہل کے لفظ کو پسند نہیں کیا گیا؟ کیا ان عبارات سے کل کلاں کو ملحد یا اسلام پہ اعتراض کرنے والے اعتراض نہ کریں گے کہ پیغمبر اسلام تو معاذ اللہ ثم معاذ جاہل تھے بلکہ نبوت سے بھی جاہل تھے؟ نیز کیا عوام اس طرح کے اقوال سے گمراہ نہ ہو گی؟ اب ان عبارت کو بھی لپیٹو اور لگاؤ ان پہ بھی فتوے! بات تو اصل یہ تھی اور شفا کی عبارت پیش بھی اس وجہ سے کی گئی تھی. پھر دوسرے مقام سے صاحب شفا کی عبارت پیش کر کے یہ کہنا کہ ان کا تو اصل موقف یہ ہے. تو یہ بھی رضاخانی اصول دلیل نہیں بن

سکتا چنانچہ نصیر الدین سیالوی لکھتا ہے:

''اگر بالفرض اسماعیل کے کچھ مدحیہ کلمات ہوں بھی سہی تب بھی جب تک ان کفریہ الفاظ سے توبہ ثابت نہ ہو وہ مدحیہ کلمات ان گستاخانہ کلمات کلمات کی فرد جرم کو نہیں مٹا سکتے ہیں''۔(عبارات اکابر کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ ص130)

تو پس آپ کے ان گندے اصولوں وفتاوی کی بنیاد پر معاذ اللہ جب صاحب شفا بھی گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ٹھرے تو اب ان کی دوسری مدحیہ یا وضاحتی کلمات سے ان کی جان نہیں چھوٹتی کیا ہمارے اکابر نے وضاحت نہیں کی؟ کیا آپ نے انہیں مان لیا؟۔

تفسیر روح البیان اور قرطبی کے حوالوں پہ رضاخانی بے بسی

بریلویوں کی محبوب تفسیر روح البیان میں ہے۔ ووجدك ضآلا معنى الضلال فقدان الشرائع، (روح البیان:۱۰/ ۳۵۷)صاحب روح البیان نے ان کا معنی فقدان شرائع" سے کیا ہے یعنی صرف دین اسلام ہی نہیں ہر قسم کی شریعتوں سے ناواقف تھے یہاں رضاخانی کے اصول کے مطابق نہ صرف مطلقا شریعت کی نفی ہے بلکہ سابقہ شریعتوں کے علم کی بھی نفی ہے۔جس پر ہر حال میں گستاخی کا فتوی بنتا ہے۔لیکن گستاخی پروف بریلویوں کو اس میں بھی گستاخی نظر نہیں آتی کیونکہ گستاخی تب بنے گی جب دیوبندی کتب میں یہ الفاظ ہوں۔فیا للعجب

امام قرطبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:۔ضآلا لم تكن تدرى القرآن والشرائع (تفسیر قرطبی:96/ 20)نہ آپ قرآن جانتے نہ شریعتوں کا کوئی علم تھا۔ یہاں پر بھی مطلق شریعت کی نفی ہے اور بقول فریق مخالف اسی پر ان کو اعتراض ہے۔نیز بریلویوں کی موٹی عقل یا الٹی عقل کے مطابق میرا یہاں یہ اعتراض کرنا بھی بنتا ہے کہ بقول آپ لوگوں کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غار حرا میں شریعت ابرہیمی پر عمل کرتے تھے تو یہاں شرائع جمع کا صیغہ یہ مفسرین لے کر آئے یعنی ہر قسم کی شریعتوں سے ناواقف تھے تو پھر آنجناب کی زبان میں غار حرا کیا کرنے کیا جاتے؟ سجدہ کس کو کرتے؟؟ مولوی حسن علی رضوی لکھتے ہیں:

اعتقادیات کا نام دین ہے،(وصایا شریف پر اعتراضات: ۳۴) اور ہم نے اپنے مضمون (کتاب کے پہلے حصے) میں مولوی غلام رسول سعیدی صاحب کے حوالے سے حضرت ابومنصور ماتریدی رحمہ اللہ کا حوالہ پیش کیا کہ آپ ﷺ کو دین کا علم نہ تھا گویا حضور ﷺ کو بنیادی عقائد کا بھی علم نہ تھا تو اب آپ ہی کی زبانی میں موصوف کو تو نہ صرف اپنے بلکہ دیوبندیوں کے عقائد کا بھی علم ہو اور حضور کی جو ساری کائنات کے سردار ہیں ان کو اپنے عقائد کا بھی علم نہ ہو؟ معاذ اللہ''۔(سنی تراجم....ص 48,47)

اس پہ رضاخانی نے عادت سے مجبور ہو کر واویلا کیا کہ علامہ ساجد صاحب نے عبارت مکمل نقل نہ کی مکمل عبارت یوں ہے معنی الضلال فقدان الشرائع والخلو عن الاحکام التی لا یهتدی إلیها العقول بل طریقها السماع "(تفسیر روح البیان ج 10 ص 487) ایسے ہی قرطبی کی مکمل عبارت یوں ہے:۔"ضال سے مراد آپ ﷺ قرآن اور شرائع نہ جانتے تھے پس اللہ تعالیٰ نے آپ کو قرآن اور اسلام کے احکام کی طرف ہدایت دی (تفسیر قرطبی جلد 10 ص 395) لہٰذا موصوف کا یہ کہنا کہ ہم نے جواب نہ دیا تھا درست نہیں کیونکہ ہم نے اجمالا کہہ دیا تھا" جناب نے جتنے بھی حوالہ جات پیش کئے ہیں ان میں سے کسی میں بھی شریعت سے مطلقا بے خبری کا ذکر نہیں بلکہ احکام شریعت سے بے خبر ہونے کا ذکر ہے"(کنزالایمان اور مخالفین ص 171)''۔

(مذکورہ کتاب ص 30)

جواب: اصل میں ہمارا فریق کا پورا ٹبر جسے یہ لوگ ہسپتال سے تعبیر کرتے ہیں عربی اور علمی اصطلاح سے نرا جاہل ہے اور واٹس میں جو جہاں سے کچھ لے آتا ہے اسے یہ لوگ کتاب میں نقل کر دیتے ہیں اس جاہل کو اتنا بھی علم نہیں کہ روح البیان کی جو عبارت پیش کی وہ ہماری مزید تائید کرتی ہے کیونکہ اس میں تو ہے کہ ایک تو سرے سے آپ کو شریعت کا علم نہ تھا اور نہ ہی شریعت کے احکام کا یہاں عطف عطف الخاص بعد العام ہے۔روح الیان نے یہ کہیں نہیں لکھا کہ مطلق شریعت کا علم تو تھا لیکن شریعت کے احکام کا علم نہ تھا۔

پھر یہ کلیتہ دعوی کرنا کہ علامہ ساجد صاحب مدظلہ نے جتنے حوالے پیش کیے سب میں مطلقا بے خبری نہیں احکام شریعت سے بے خبری کا ذکر ہے پر لے درجہ کا جھوٹ ہے.

دوم یہ کہنا کہ عبارت مکمل نقل نہیں کی یہ بھی اپنے اصولوں سے انحراف ہے کیونکہ پوری کتاب میں سے عبارت وہی پیش کی جاتی ہے جومستدل ہو چنانچہ یہی رضاخانی اصول ہے.

سوم: جناب کے پیش کردہ جملے بھی ہمارے مخالف نہیں کیونکہ ما قبل میں یہ بات گزر چکی کہ شریعت اور احکام شریعت سے لاعلمی رضاخانی عبارات وکتب کی روشنی میں ایک ہی چیز ہے.لہذا مکمل عبارات بھی رضاخانیوں کے نزدیک قابل اعتراض ہیں سو ان عبارات پہ فتوی لگاؤ جیسے علما دیوبند کے تراجم پہ لگاتے ہو مگر یہاں بھی منافقت کا سہارا لیا جارہا ہے جو بے شرمی و بے حیائی کا واضح ثبوت ہے.

چہارم: یہ عبارات بھی تمہارے کے ہی خلاف ہیں کیونکہ تمہارے مولوی ہی نبی ﷺ کو شروع سے عارف قران مانتے ہیں جبکہ تمہاری پیش کی گئی قرطبی کی عبارت تمہارے اس نظریہ کے واضح خلاف ہے لہذا جناب کے کوئی جواب نہیں دیا بلکہ دھوکہ بازی سے کام لیا ہے۔پھر علامہ ساجد صاحب نے سوال اٹھایا تھا کہ سعیدی نے امام ابومنصور ماتریدی سے کے حوالے سے یہ لکھا تھا کہ آپ ﷺ کو دین کا علم نہیں تھا اور حسن علی رضوی کے بقول دین اعتقادیات کا نام ہے تو پتہ لگا کہ رضاخانی صاحب کو تو بنیادی عقائد کا بھی علم ہو اور نبی علیہ السلام ان سے بھی لاعلم۔یہ گستاخی نہیں؟اور کیا اس پہ فتوی نہیں؟مگر اس سوال کو شیر مادر سمجھ کر گول کر دیا اور جواب تک نہ دیا۔یہی حرکت مسعودی اصول سے شکست کی بین دلیل ہے۔نیز علامہ صاحب نے یہ بھی کہا تھا کہ مفسرین کے شرائع سے لاعلمی کا ذکر کیا تھا تو معلوم ہوتا تھا تمام شریعتوں سے لاعلم تھے تو پھر سجدہ ریز کیوں کر ہو سکتے تھے؟کیا اس پہ کوئی فتوی نہیں لگتا؟کیا ان عبارات سے عوام کے عقائد خراب نہیں ہوتے؟کیا رضاخانی ذہنیت سے اور الٹی عقل سے ان پہ اعتراض نہیں ہوتا؟۔

رضاخانی صاحب !ان سوالوں سے چشم پوشی اختیار کرتے ہوئے چالاکی سے گزر جانا

درست نہیں ۔لہذا یہاں بھی رضاخانی مبہوت ہوگیا اور علامہ صاحب کی اٹھائی گئی باتیں لاجواب ہی رہیں.

قیامت تک دو لاجواب سوالات

یہاں اب ہم رضاخانی سے دو سوالات بھی کرتے ہیں جو تاقیامت ان پر قرض رہیں گے۔

(۱) آپ بار بار "مطلق شریعت" اور "احکام شریعت" کی بات کررہے ہو۔تو یہ تقسیم ہمیں کہاں ملے گی کہ حضور ﷺ کو شروع ہی سے مطلق شریعت کا علم تو تھا لیکن احکام شریعت کا علم نہ تھا۔

(۲) کوئی ایک مفتی یہ قول پیش کرو کہ حضور ﷺ کو احکام شریعت سے لاعلم ماننا تو گستاخی نہیں لیکن مطلقا شریعت سے لاعلم ماننا گستاخی ہے۔

بھٹکے ہوئے کا معنیٰ کیا ہے؟

علامہ صاحب مدظلہ نے یہ سوال بھی اٹھا کر رضاخانیوں کی اختراعی سوچ کو آشکار کیا تھا کہ

"تیسری بات: یہ کہنا کہ راہ سے بھٹکا ہوا سے یہ مفہوم ہوتا ہے کہ حضور ﷺ سرے سے سیدھے راستے ہی سے ناواقف تھے، بے خبر تھے، معاذ اللہ۔ یہ بھی موصوف کا اپنا خود ساختہ مفہوم ہے، آیت کے ترجمہ میں کہیں یہ نہیں کہ حضور ﷺ سرے سے سیدھے رستے سے بھٹکے ہوئے تھے، اگر آپ کے بیمار ذہن میں کوئی الٹا مفہوم آرہا ہے تو اس کے ہم یا ہمارے مترجمین ذمہ دار نہیں.آپ ہی نے لکھا: یہ بات یاد رہے کہ اعتراضات سے کوئی بھی چیز محفوظ نہیں، (کنزالایمان اور مخالفین:۷) نہ معلوم ان تراجم سے آپ کے ذہن میں مفہوم کیوں نہیں آیا کہ: احکام شریعت کے رستوں سے ناواقف پایا تو اس کی طرف راہ دی. یہ مفہوم مراد لینے میں آخر کیا چیز مانع ہے ماسوائے عقل بریلوی کے؟" (سنی تراجم ....ص48)

یہاں پہ بھی رضاخانی کا شیطانی قلم کچھ نہ لکھ سکا آخر اپنی ابلیسی سوچ کا دفاع کیسے ممکن تھا؟ بات تو یہی ہے جب ان تراجم میں ویسی بات ہی نہیں جیسی ان حضرات کی غلیظ سوچ ہے اور پھر جو وضاحت یہ حضرات دیگر اقوال کی کرتے ہیں آخر وہ ہمارے تراجم میں کیوں مراد نہیں ہوسکتی؟ یہی منافقت واضح کر رہی ہے کہ بغض دیوبند میں یہ اس قدر راندھے ہو چکے ہیں کہ حقیقت سے نظریں چرانے کے سوا اب ان کے پاس کوئی چارہ نہیں۔

قصہ حضرت زینب رضی اللہ عنہ اور احمد رضا کے ترجمہ پر اٹھایا گیاسوال

علامہ صاحب نے اس مقام پر یہ کہا تھا کہ:

''اگر اسی قسم کی لچر باتوں کا نام اعتراض و جواب ہوتا ہے تو خان صاحب کا ترجمہ: اور تمہیں اپنی محبت میں خود رفتہ پایا" کا مفہوم کل کو کوئی ملحد بے دین یا مرزائی (ان کی قید اس لئے کی گئی کہ جس قسم کے شیطانی اعتراضات رضاخانیوں کو سوجھتے ہیں وہ صرف اسی قسم کے لوگوں کے ذہن میں آسکتے ہیں کسی مسلمان کے ذہن میں نہیں) کہ حضور ﷺ معاذ اللہ کسی کی محبت میں گرفتار تھے، استغفر اللہ۔ کیونکہ جلالین میں ہے کہ حضور ﷺ کی نظر حضرت زینب رضی اللہ عنہا پر پڑ گئی تھی، جس کی وجہ ان کی محبت آپ ﷺ کے دل میں گھر کر گئی (ثم وقع بصرہ علیھا بعد حین فوقع فی نفسه حبها، ص402) تو کیا جواب ہوگا آپ کے پاس؟ آخر آپ کے پاس کیا دلیل ہے کہ" اپنی محبت" سے مراد اللہ تعالیٰ کی ذات ہے؟ اگر آپ کہیں کہ خان صاحب کے عقائد یا تفسیری اقوال تو ہمارا جواب بھی یہی ہے کہ" رستہ" سے مراد احکام شریعت کا رستہ ہوگا تفاسیر اور ان حضرات کی کتب کی روشنی میں''۔

(سنی تراجم....48)

اس سوال کو نہ سمجھتے ہوئے مناظر بنتے ہوئے اس پہ رضاخانی نے کئی کتب کے حوالے الزامی طور پر دینے شروع کر دیے اور صفحات کے صفحات سیاہ کر دیے۔کہ یہ روایت موضوع ہے۔وغیرہ۔(کنزالایمان اور مخالفین جلد2 ص31 تا38)

جواب: جاہل انسان علامہ صاحب نے کب کہا کہ یہ میرا عقیدہ ہے یا یہ روایت درست ہے؟ سوال تو یہ ہے کہ اس پر کیا دلیل ہے کہ خان صاحب کے ترجمہ میں ''محبت'' سے مراد معاذ اللہ یہ والی محبت نہیں؟ اس پر آپ نے کوئی دلیل نہیں کسی روایت کے موضوع ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ خان صاحب نے اسے مستدل نہ بنایا ہو اکئی موضوع روایات کو خان صاحب نے مستدل بنایا ہے تفصیل کیلئے علامہ صاحب کی ''نواب احمد رخان بریلوی حیات خدمات وکارنامے'' ملاحظہ ہوں۔

ثانیاً اس حدیث کو جلالین والے نے موضوع نہیں کہا بلکہ اس کا موضوع ہونا آپ نے دوسری کتب سے ثابت کیا اور یوں صاحب جلالین کا دفاع کیا تو یہی بات تو علامہ صاحب نے کی کہ جب ان کی باتوں اور عبارتوں کی وضاحت دفاع دوسری کتب وعبارات کی روشنی میں ہوسکتا ہے تو آخر علمائے اہل سنت کے تراجم کے متعلق کونسی وحی الٰہی اتری ہے کہ ان کی وضاحت دوسری عبارات کی روشنی یا تفسیری اقوال کی روشنی میں نہیں ہوسکتی؟

غرض نہ تو علامہ ساجد صاحب کا ایسا کوئی موقف ہے اور نہ ہمارا۔ بات اور سوال صرف یہ تھا کہ جس طرح ہمارے بے غبار تراجم میں کوئی قابل اعتراض بات موجود نہیں مگر پھر بھی بھٹکا ہوا اور بے خبر سے تم اپنی گندی سوچ سے وہ مطلب لیتے ہو جو ان مترجمین کا ہے ہی نہیں تو اگر ایسی ہی گندی سوچ سے اگر کوئی ملحد احمد رضا کے ترجمہ میں ویسے ہی کیڑے نکالے اور اس کے ترجمہ سے یہ باطل استدلال کرے کہ آپ علیہ السلام معاذ اللہ بمطابق جلالین حضرت زینب کی محبت میں گرفتار ہو گئے تو تم کیا جواب دو گے؟ اعتراض تو اس پہ بھی ہوسکتا ہے ملحدین کی جانب سے۔ لامحالہ تم یہ کہو گے کہ احمد رضا کے اقوال اور تفاسیر کی طرف مراجعت کی جائے گی. تو ہمارے تراجم پہ اعتراض کے وقت یہ سوچ کیوں تم لوگوں کے ذہن میں نہیں آتی.؟ اب اس سوال کا جواب دیا ہی نہیں اور علامہ احب کی بات کو تحقیقی سمجھتے ہوئے اس پہ صفحات سیاہ کرنے شروع کر دیے. یہ تو اس رضا خانی کی عبارت فہمی کا حال ہے. پھر خود لکھتا ہے کہ:

''پہلے موصوف اپنے ذہن میں ایک اختراع سوچتے ہیں پھر اسے الفاظ کا جامہ پہنا کر ہمارے سر منڈھ دیتے ہیں اور پھر تردید فرما کر اپنے حواریوں سے داد وتحسین کے ڈونگرے وصول کرتے ہیں ۔ وکیل صفائی نے جو اصول اہل سنت سے منسوب کیا ہے وہ ہرگز نہ تو ہماری کسی کتاب میں ہے اور نہ ہی ہمارا موقف ہے''۔

(کنزالایمان اور مخالفین جلد دوم صفحہ 50)

جبکہ یہی حال خود اسکا ہے علامہ صاحب کی بات پر اسے ذہن میں اختراعی سوچ کے پیش نظر پہلے تو تحقیقی بنایا پھر اسے علامہ مدظلہ کے سر منڈھ کر بزعم خویش مناظر بن کر تردید شروع کر دی ۔ علامہ صاحب کی کتاب میں ویسا کوئی موقف نہ تھا جس کے تردید میں الزامی عبارات پیش کرنا شروع کر دیں ، لہذا یہ تو جناب کی ذہنی حالت ہے کہ جن باتوں کا الزام یہ علامہ کو دے رہا ہے وہ اس میں بدرجہ اولی پائی جارہی ہیں . چنانچہ ارشد مسعود اس حالت کے متعلق یوں لکھتا ہے :

''دیوبندی موصوف کا مطالعہ انتہائی ناقص اور قلیل ہے دیوبندی موصوف کو اپنے گھر کی کتب کا بھی کچھ علم نہیں ہے . بجائے اس کے موصوف اپنی جہالت پر افسوس کرے اور اپنے قلت مطالعہ کا تدارک کرے وہ اپنی جہالت کا الزام دوسروں کے سر دیتا ہے''۔

(کشف القناع جلد 1 ص 257)

ہم بھی کہتے ہیں کہ بجائے اس کے یہ اپنی کتاب کو پڑھے اپنے گریباں میں جھانکے یہ دوسروں کو مورود الزام ٹھہراتا ہے . پھر ارشد مسعود چشتی مزید لکھتا ہے کہ :

''دیوبندی موصوف کو قطعاً یہ زیب نہیں دیتا تھا کہ وہ ان حوالوں کے متعلق اعتراض کرے کیونکہ آنجناب خود اس جرم کے مرتکب ہیں ''۔ (کشف القناع جلد 1 صفحہ 233)

تو اختراعی سوچ کو ہم پہ مسلط کر کے اس کی بزعم خویش تردید کے جرم کا رضا خانی خود مرتکب ہے لہذا اسکو تو اعتراض ہی زیب نہ دیتا تھا (اگرچہ یہ اعتراض بھی درست نہیں . از راقم) . اور اپنے اس اصول کا خون کر کے ایک بار پھر اپنے ہم مسلک ابوعبداللہ کے فتوی کی

زد میں آگیا. پھر ہمارا سوال احمد رضا کے ترجمہ پہ تھا جس کے جواب میں ناسمجھی میں اس نے ہماری عبارات پیش کرنا شروع کر دیں جبکہ اختر رضا بریلوی کہتا ہے کہ:

''دوسروں کی فکر نہ کریں بلکہ اپنے فعل کے جواز کی دلیل دیں ہم سنیوں کا سہارا نہ لیں''۔(بدعت وھابیہ کا علمی محاسبہ صفحہ 149)

لہذا ہماری عبارات کا سہارا تم ویسے بھی نہیں لے سکتے تھے۔

تفسیر جلالین کے متعلق احمد رضا کی رائے

یہاں تو موصوف اس قول کو مردود کہہ رہے ہیں لیکن احمد رضا خان نے جلالین میں موجود اقوال کو اصح شمار کیا چنانچہ لکھتا ہے:

''جلالین کے اصح الاقوال کا جن کو التزام ہے۔''(فتاوی رضویہ جلد 26 ص 457)

اسی طرح انوار کنز الایمان میں بھی اس تفسیر کو معتبر شمار کیا گیا ہے. جبکہ فیض احمد اویسی لکھتا ہے:''اعلی حضرت کے خلاف جو تحقیق کرے وہ تحقیق کم ہے تخریب زیادہ ہے اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ ہمیں وما دیگرے نیست کا مرض چمٹ گیا ہے خود کو محقق بلکہ مجتہد سمجھتے ہیں جو سنی ہو کر اعلیٰ حضرت کی تحقیق پر اپنے نظریے کو ترجیح دیتا ہے وہ ہزاروں ٹھوکریں کھاتا ہوا گمراہی کی طرف چلا جاتا ہے''.(شرح حدائق بخشش جلد 1 صفحہ 266)

لہذا خان صاحب کے برخلاف جلالی کے قول کو مردود وتفسیری روایت کو موضوع سمجھ کر رضا خانی خود اویسی سے اپنی حالت بھی دیکھ لے۔

چند مجموعی جوابات کا جائزہ

رضا خانی لکھتا ہے اس کے بعد جو تفسیر عزیزی کا حوالہ پیش کیا تو یہ ترجمہ شاہ ولی صاحب کا ہے اور اس کا جواب ہم اپنی کتاب میں ہی نقل کر چکے تھے (کنز الایمان اور مخالفین پر 343,342) لہذا موصوف کا یہ کہنا کہ جواب نہیں دیا یہ بات درست نہیں۔ شاہ رفیع الدین اور شاہ عبد القادر کے ترجمہ کے حوالہ سے ہم دیوبندی حوالہ جات کی روشنی میں یہ بات واضح کر چکے تھے کہ ان تراجم میں تحریفات ہوئی ہیں، پھر ہم نے قاضی مظہر حسین صاحب کا حوالہ بھی پیش

کر دیا تھا جس سے شاہ صاحبان و مولانا نقی علی خان کے اس ترجمہ کی وضاحت ہو جاتی ہے اس کے علاوہ مزید گفتگو بھی اس مسئلہ پر ہم نے کر دی تھی (کنز الایمان اور مخالفین ص 342,341) باقی جہاں تک حشمت علی صاحب کا حوالہ ہے تو اس پر عرض ہے کہ فی الوقت کتاب مذکور دیکھنے کا موقع میسر نہیں دوم یہ ان کا تسامح ہے اور ایسے تراجم کی وضاحت ہم کر چکے تھے"۔(کنزالایمان اور مخالفین ص 339) (مذکورہ کتاب ص 38)

جواب: شاہ ولی اللہ صاحب مرحوم اور تفسیر عزیزی میں موجود ترجمہ پر رضاخانی نے یہ کہتے ہوئے توجہ کنزالایمان اور مخالفین جلد 1 ص 343,342 پر مرکوز کروائی کہ ہم نے وہاں جواب دے دیا ہے .مگر جب ہم ان مطلوبہ صفحات تک پہنچے تو وہاں جناب نے انس عطاری کی کتاب سے جواب نقل کر رکھا تھا جو کہ ان کے گھر کی کتاب ہے اور گھر کی کتاب فریق مخالف پر پیش کرنا مسعودی اصول سے کیسا ہے ملاحظہ فرمائیں ارشد مسعود لکھتا ہے کہ:

"مگر یہ دیوبندی موصوف اتنے جاہل اور بے عقل ہیں کہ دلیل کے طور پر اپنی کتابیں پیش کرتے ہیں .اگر انہیں اپنی کتابیں ہی پیش کرنا منظور تھا تو کتاب لکھنے کی کیا ضرورت؟"۔(کشف القناع جلد 1 ص 176)

رضاخانی کا خان صاحب کے ترجمہ پر فتویٰ

چنانچہ اس حوالہ سے روز روشن کی طرح ثابت ہو گیا کہ رضاخانی جاہل اور بے عقل ہے اور اس کو کتاب لکھنے کی بھی چنداں ضرورت نہ تھی .پھر جس کتاب کا حوالہ دیا وہ مفتی انس عطاری کی کتاب "حسام الحرمین اور مخالفین ہے" اس جواب کا حوالہ دے کر تو رضاخانی بری طرح پھنس چکا ہے چنانچہ رضاخانی کے کنزالایمان اور مخالفین جلد 1 ص 343 پہ نقل کرتے ہوئے لکھا:

"شاہ ولی اللہ نے معاذ اللہ حضور ﷺ کے لیے بھٹکا ہوا ترجمہ نہیں کیا....اردو لغت میں گم کردہ کا معنی بھٹکا ہوا نہیں بلکہ فیروز اللغات میں ہے "گم کردہ : کھویا ہوا" (فیروز اللغات ص 1106 اس اعتبار سے لغتہ اور شرعا شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کا ترجمہ بھی اعلیٰ حضرت کے ترجمہ کے موافق ہوا.(حسام الحرمین اور مخالفین ص 153) یہ وہ جواب ہے جس کی جانب

رضاخانی نے توجہ مرکوز کرائی۔اس جواب سے دو باتیں ثابت ہوئی ہیں کہ:

1) لغتہ اور شرعاً شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کا ترجمہ درست ہے۔

2) احمد رضا کے موافق ترجمہ ہے۔

اب عرض یہ ہے کہ پھر اسی ترجمہ پر فتوی ہے رضاخانی گھر سے۔ چنانچہ ملاحظہ ہو شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ اور دیگر مترجمیں کے ترجمہ کو ذکر کر کے مولوی وجاہت قادری لکھتا ہے کہ

''تمام مترجمین کرام نے ضالا کا ترجمہ بھٹکا ہوا، گم کردہ راہ وغیرہ کے معنی میں کیا جو صریحا غلط اور بے ادبی پر دال ہے''۔(انوار کنزالایمان ص 531)

اس عبارت سے چند باتیں ثابت ہوئیں:

1) بھٹکا ہوا 2) گم کردہ راہ اور اوپر مذکورہ تمام تراجم جن کو وغیرہ کے لفظ سے شامل کر لیا گیا ہے ان پہ بے ادبی اور صریح گستاخی کا فتوی ہے۔جسے انس عطاری بھی مان چکا ہے۔ چنانچہ عبارت آگے پیش ہوتی ہے۔یوں اس پہ رضاخانی نے جس کتاب سے جواب نقل کیا ہے اسی میں یوں جواب کے نام پہ خلاصی کی گئی انس عطاری کہتا ہے کہ:

''وجاہت رسول قادری صاحب نے فقط گم کردہ ترجمہ کو گستاخی نہیں کہا بلکہ بھٹکا ہوا گم کردہ راہ کہنے کو گستاخی کہا ہے''۔(حسام الحرمین اور مخالفین ص 153)

مگر یہ جواب محض گلو خلاصی ہے چنانچہ ہماری پیش کردہ عبارت میں واضح کومہ لگا ہوا سب دیکھ سکتے ہیں نیز وجاہت رسول قادری نے باقاعدہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا ترجمہ پیش کر کے پھر ان سب مترجمین کہہ کر ان سب پر فتوی لگایا ہے۔جس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ بھٹکا ہوا پہ الگ فتوی ہے۔2) گم کردہ پر الگ فتوی ہے۔اور دیگر الفاظ جن کو ''وغیرہ'' کا لفظ لگا کر شامل کیا ہے ان سب پہ الگ فتوی ہے۔لہذا گم کردہ راہ پہ بھی فتوی ہے۔

دوم یہ بات بھی صاف ہوگئی کہ اب تک رضاخانی یہ ماننے کو تیار نہیں تھا کہ فقط الفاظ پہ ہی فتوی ہے مگر یہاں سے معلوم ہوگیا کہ فتوی الفاظ پہ ہی ہے اور انس عطاری مان چکا کہ وجاہت رسول نے گستاخی قرار دیا ہے۔ نیز انس عطاری کی عبارت سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ

فتوی گم کردہ پر بھی ہے. چنانچہ اس کا یہ کہنا کہ:

”وجاہت رسول قادری صاحب نے فقط گم کردہ ترجمہ کو گستاخی نہیں کہا بلکہ....الخ“

یعنی گم کردہ ترجمہ کو بھی گستاخی کہا ہے اور” بھٹکا ہو گم کردہ راہ“ کو بھی گستاخی کہا ہے. یہ وہ جواب ہے جس پہ رضاخانی نے ہماری توجہ مرکوز کرائی تھی اس جواب نے تو رضاخانی کی بھی لٹیا ڈبو دی جسے فقط یہ راجح مرجوح اور فوقیت وغیر فوقیت کہہ کہہ کر ہلکان ہوئے جارہا تھا اسی ترجمہ کے متعلق انس رضا گستاخی کا فتوی مان کر اس کی قلعی بھی کھول دی۔ اس طرح یہ خود نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گستاخ ٹہر کر کافر ہوا کہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور خان صاحب بریلوی کے ترجمہ کو ایک کہا اور شاہ صاحب کے ترجمہ پر رضاخانیوں کے کفر کا فتوی ہے تو جب خان صاحب نے اس کے قریب ترجمہ کیا تو خود بھی کفر وجہنم کے قریب ہو گیا۔ ہمیں پورا یقین ہے کہ رضاخانی ہمیشہ کی طرح یہاں سر پکڑ کر بیٹھا ہوگا اور اپنے اکابر کو صلوتیں سنارہا ہوگا کہ خود تو دفع ہو گئے ہمیں ذلیل ورسوا کرنے کیلئے چھوڑ دیا تو اس میں پریشان ہونے کی بات نہیں بقول علامہ ساجد صاحب یہ وہ پھٹکار ہے جو ازل سے ہر اس رضاخانی کی تقدیر میں لکھ دی گئی ہے جو اکابر اہل السنۃ والجماعۃ کے خلاف قلم اٹھاتا ہے۔

تحریف ثابت کرنے کے اصول

پہلے تو حضرت شاہ رفیع الدین رحمۃ اللہ علیہ اور شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ میں تحریف کے قول کے متعلق حشمت علی کی سن لیجیے مولوی حشمت علی لکھتا ہے:

”یوں تو ہر بے دین کو اختیار ہے کہ جس مسلم بزرگ کی کتاب میں اپنی بے دینی کا رد وابطال دیکھے فوراً کہہ دے کہ اس کتاب کے ان بزرگ کی تصنیف ہونے میں کلام ہے“۔

(فتاوی حشمتیہ جلد 1 ص 221)

دیکھئے کیسی منظر کشی کرتے ہوئے حشمت علی نے رضاخانی کی بے دینی کا پردہ چاک کیا ہے۔ لہذا ہم یہی کہتے ہیں بجائے انکار کے جواب دیا جائے۔ پھر یہ تراجم متداول ہیں اور ان میں تحریف کے لیے احمد رضا کے بقول:

''تداول کے یہ معنی ہیں کہ کتاب جب سے اب تک علماء کے درس وتدریس یا نقل و تمسک میں ان کی مطمح نظر رہی ہے۔جس سے روشن ہو کہ اس کے مقامات ومقالات علماء کے زیرنظر آچکے اور وہ بحالت موجودہ اسے مصنف کا کلام مانا گئے''۔

([فتاوی رضویہ قدیم جلد 6 ص 309)

لیجئے تداول کے معنی کے بعد اب ملاحظہ ہو مولوی احمد رضا کا یہ قول کہ تحریف ثابت کرنے کا یہ طریقہ ہے کہ اصل مسودہ مصنف سے دکھایا جائے۔[دیکھئے انہار الانہار]

ہم بھی اس کے اعلی حضرت کے اصول کے سبب رضاخانی سے مطالبہ کرتے ہیں کہ تحریف کے مدعی اپنے گھر کے اصول کی روشنی میں اصل مسودہ مصنف سے دکھائیں ورنہ مولوی احمد رضا کے اصول پر تحریف نہ مانی جائے گی۔

نقی علی کا ترجمہ اور رضاخانی فتوی

مولوی نقی علی اس آیت کا ترجمہ کرتا ہے:

''اور پایا تجھے راہ بھولا پھر تجھے راہ بتائی''

اسی طرح شاہ رفیع الدین کا ترجمہ جو وجاہت رسول قادری نے نقل کیا وہ یہ ہے:

''اور پایا تجھکو راہ بھولا ہوا پس راہ دکھائی''

پس اگر کوئی تحریف ہوئی بھی تو آپ کے لوگ تحریف ماننے کو تیار نہیں۔ پھر اس پہ فتوی لگاتے ہوئے کہتا ہے شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر مترجمیں کے ترجمہ کو ذکر کر کے مولوی وجاہت قادری لکھتا ہے کہ''تمام مترجمین کرام نے ضالا کا ترجمہ بھٹکا ہوا، گم کردہ راہ وغیرہ کے معنی میں کیا جو صریحا غلط اور بے ادبی پر دال ہے''.(انوار کنزالایمان ص 531)

اس عبارت سے چند باتیں ثابت ہوئیں. 1) بھٹکا ہوا2) گم کردہ راہ اور اوپر مذکورہ تمام تراجم جن کو وغیرہ کے لفظ سے شامل کر لیا گیا ہے ان سب پہ بے ادبی اور صریح گستاخی ہے لہذا شاہ رفیع الدین اور نقی علی کا ترجمہ ایک جیسا ہی ہے لہذا اگر شاہ رفیع الدین صاحب کے ترجمہ پہ فتوی ہے وہی نقی علی پہ لگ گیا۔

منافقت ہی منافقت

قارئین کرام! ملاحظہ فرمائیں کہ حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ وحضرت شاہ رفیع الدین رحمۃ اللہ علیہ و شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ اور مولوی نقی علی وغیرہ نے جو ترجمہ کیا اس پر رضاخانی نے فورا وضاحتیں شروع کر دیں جبکہ بات جب علما دیوبند کی آئی تو ان کے تراجم میں کیڑے نکالے جانے لگے، بے ادبیاں اور گستاخیاں نظر آنے لگیں۔ یہی وہ منافقت ہے جسے ہم آشکارا کرنا چاہتے ہیں کہ جب تک بریلی کی عینک ان رضاخانیوں کی آنکھوں پہ لگی رہی گی ان کو اپنے پرائے میں فرق محسوس ہوگا۔ پھر مولوی حشمت علی نے اسی آیت کا ترجمہ یوں کیا تھا کہ:

''اور پایا تجھے راہ بھٹکا ہوا پس ہدایت فرمائی''۔

(15 تقریریں ص340 نوری کتب خانہ لاہور)

اس پہ رضاخانی نے یہ کہہ دیا کہ حشمت علی سے تسامح ہوگیا۔ارے منافقو! نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گستاخی کا معاملہ کیا فقط تسامح پر محمول ہوگا؟ یہ تماری ایمانی قوت کی دلیل ہے یا پرلے درجے کی بے ایمانی۔؟ کیا یہی عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے؟ کل کو کوئی گستاخ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گستاخیوں پر معاذاللہ کتاب لکھ کر کہہ دے کہ مجھ سے تسامع ہوگیا تو کیا قبول کرلو گے؟

رضاخانیوں شرم سے ڈوب مرو!!! یہاں تمہیں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت و ناموس کا خیال کیوں نہ رہا۔اگر یہی ترجمہ کوئی اور کر دے تو گستاخ تم کروتو تسامح پہ محمول کر کے اس شخص کی جان بخشی کردو گے؟

منافقت کی انتہا دیکھیں کہ علمائے اہل السنۃ کے تراجم پر دس گز زبانیں نکلی ہوئی ہیں ہر طرح کی وضاحت کرنے کے بعد بھی یہ زبان منہ میں نہیں جارہی لیکن اب جب اپنے بابے کی بات آئی تو زبان دانتوں میں پھنس گئی اجی تسامح ہوگیا تو یہ تسامح علمائے دیوبند سے کیوں نہیں ہوسکتا؟

سوال یہی تھا کہ یہ منافقت کیوں؟ ایک طرف تو یہ اصول کہ:

''جس کو بارگاہ رسول میں ذرا سا بھی گستاخ دیکھو تو وہ تمہارا کیسا ہی بزرگ معظم کیوں نہ ہو

اپنے اندر سے اسے دودھ سے مکھی کی طرح نکال کر پھینک دو"۔

(البریلویہ کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ صفحہ 99 از شرف قادری) اور:

"علما سوا کابر ہوں یا اصاغر کسی بھی رعایت کے مستحق نہیں"۔

(تحقیقات غلام مہر علی ص 8)

مگر معلوم ہوتا ہے کہ یہ اصول دیوبندیوں کو نصیحت کے لئے رکھے ہیں کیونکہ یہاں تو اپنوں کو قیل وقال سے بچانے کی مشق جاری ہے. پھر طرفہ تماشہ یہ کہ یہی رضاخانی الٹا ہم سے سوال کرتا ہے کہ:

" کیا گھر کے لیے انصاف کا پلڑا کوئی اور ہے اور ہم سنیوں کے لیے کوئی اور ہے"؟ (رد اعتراضات المخبث صفحہ 143)

ارے ہم سے سوال کرتے ہوئے تو تمہیں ڈوب کے مرجانا چاہیے جبکہ خود کی حالت دیدنی ہے. بہرحال ہمارے قارئین آج ملاحظہ فرما چکے کہ رضاخانی کس قدر عاشق رسول ہیں۔

تفسیر خازن کے حوالہ سے چشم پوشی

علامہ ساجد صاحب مدظلہ نے یہ حوالہ بھی پیش کیا تھا کہ:

"ایک مطلب یہ بیان کیا گیا **ووجدك بين أهل الضلال فعصمك من ذلك وهداك الى الايمان** (تفسیر خازن) اب آپ ہی کی الٹی سوچ کا مظاہرہ...جب حضور ﷺ کو ایمان ہی کا پتا نہ تھا تو غار حرا میں کیا کرنے جاتے؟ سجدے کس کو کرتے؟ ایک بریلوی مولوی کہتا ہے اعلیٰ حضرت....اپنی کتاب استمداد (صفحہ 150) پر وہابیہ کا عقیدہ بیان کیا ہے کہ وحی سے پہلے معاذ اللہ نقل کفر کفر نباشد سرکار علیہ السلام کو مومن بھی تسلیم نہیں کرتے. (تحقیقات ص 375)" (سنی تراجم......49)

جبکہ اسکا جواب رضاخانی نہ دے سکا، بلکہ ہاتھ تک نہ لگا یا اور حوالہ گول کر گیا۔اور مسعودی اصول سے شکست فاش کا ثبوت فراہم کر گیا۔

تفسیر کبیر کے حوالے پر جواب کا جائزہ

علامہ صاحب نے تفسیر کبیر سے عبارت پیش کی تھی الزاما کہ ضالا یعنی پایا آپ کو معاذ اللہ کافر پھر توحید کی طرف ہدایت دی استغفر اللہ۔

وجدك ضآلا يعني كافرا في قوم ضلال فهداك للتوحيد.(تفسیر کبیر جلد 31 ص 197) پھر علامہ صاحب نے وضاحت کی کہ اس مردود قول کو نقل کرنے کا مقصد صرف یہ ہے کہ آخر سارا نزلہ صرف علمائے دیوبند ہی پر کیوں؟''۔

(سنی تراجم ص50)

علامہ ساجد صاحب مدظلہ نے اس قول کو خود ہی مردود کہہ دیا تھا اور پیش فقط اس لیے کیا کہ تم لوگوں کو ہمارے بے غبار تراجم میں تو گستاخیاں نظر آتی ہیں جبکہ ہم نے جاہل اور کافر کے لفظ دکھا دیے .مگر فتوے صرف علما دیوبند پر ہی کیوں ہیں ؟ کیا امام رازی رحمۃ اللہ علیہ پر کوئی فتوے نہیں لگاؤ گے .اگر نہیں لگاؤ گے اور وضاحتیں دوں گے تو ہمارے تراجم میں وہ وضاحتیں کیوں نہیں چل سکتیں؟ اگر ہمارے تراجم سے لوگوں کے عقائد خراب ہو سکتے ہیں تو کیا اس قول کو دیکھ کر لوگوں کے عقائد خراب نہ ہوں گے رضاخانی گندی سوچ کے مطابق ؟اس پہ رضاخانی نے ہمارا سوال واستدلال سمجھے بنا وہی حرکت کی کہ الزامی عبارات پیش کرنا شروع کر دی .کہا یہ قول کلبی سے ہے اور پھر کلبی پر تنقید نقل کرنا شروع کر دی .صفحات کے صفحات سیاہ کیے .چنانچہ ملاحظہ فرمائیں.(کنزالایمان اور مخالفین جلد 2 ص 38 تا49)

جواب: اس نے جو استدلال سمجھے بنا رد کرنا شروع کر دیا.اور علامہ کا موقف سمجھ کر بزعم خویش رد کرنا شروع کر دیا پہلے تو اس حرکت پہ رضاخانی عبارت ملاحظہ ہو:

''دیوبندی مولویوں کی لیاقت کا یہ عالم ہے کہ علمائے اہلسنت کی دیوبندیوں کے رد میں کتب میں دیوبندیوں پر نقد کی عبارات میں علمی و تحقیقی نقد کو سمجھنے کی صلاحیت سے محروم ہیں اور ان کی اوقات علمی کا اندازہ لگانا کسی بھی سلیم العقل کے لئے مشکل نہیں''۔

(کنزالایمان اور مخالفین جلد 1 ص 12)

لہٰذا ہمیں جناب نے اپنی علمی اوقات بتادی۔خدا کے بندے جب علامہ صاحب نے خود اس قول کو مردود کہہ دیا تو کلبی پر جرح نقل کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ محض اپنی جاہل عوام پر صفحات سیاہ کرنے کا روب ڈالنے سے پہلے یہ تو سوچ لیا کروکہ تمہاری یہ کتاب صرف واٹس ایپی رضاخانی جاہل ٹولہ نہیں پڑھےگا بلکہ اہلحق کی نظر سے بھی گزر سکتی ہیں۔

ہمارا سوال یہ ہے کہ یہ قول کفریہ ہے یا نہیں؟ اگرہاں اور یقیناہاں تو کیا قرآن کی تفسیر میں نبی کریم ﷺ کی توہین وتذلیل والے اقوال جمع کرنا آپ کے اصول کے ہاں جائز ہے؟ اگر صحیح تراجم بھی شان رسالت ﷺ کے خلاف ہونے کی وجہ سے مردود ہیں تو امام رازی کی تفسیر معاذ اللہ اس قسم کی تفاسیر پر مردود کیوں نہیں؟

امام رازی نے کہیں بھی اس تفسیر کی تردید نہیں کی لیکن آپ نے ان کے دفاع میں راوی پر جرح شروع کردی تو سوال یہ ہے کہ اگر امام رازی کے دفاع میں کئی سو سال بعد آپ کی تحریر کارآمد ہوسکتی ہے تو آخر جو شیطانی اعتراضات علمائے دیوبند کے تراجم میں آپ کو سوجھ رہے ہیں ان کا رد خود ان اکابر نے کیا وہ آپ کو تسلیم کیوں نہیں؟

علامہ ساجد صاحب مدظلہ العالی کا اس قول کو پیش کرنے کا مقصد صرف یہی تھا کہ جب اس قول میں قیل وقال ہوسکتی ہے تو ہمارے تراجم میں کیوں نہیں؟۔ پھر جناب نے کلبی پر جو تنقید نقل کی ہے عوام تو ان ابحاث کو سمجھنے سے قاصر ہے ان کو کیا پتہ کہ کلبی کون ہے؟ وہ تو صرف اس کو جانتے ہیں کہ امام رازی بہت بڑا مفسر ہے اور اس کی تفسیر رازی مستند اہل سنت تفاسیر میں سے ہے وہ تو ان علمی جروح کو سمجھنے کی لیاقت نہیں رکھتی تو کیا یہ لوگ اس عبارت سے گمراہ ہوسکتے ہیں یا نہیں؟ یا ایسے تبصرے صرف دیوبندیوں کے لیے ہیں؟۔

سو رضاخانی اس بات کا رد نہ کرسکا اور کوئی جواب نہ دے سکا۔ان رضاخانیوں کی سب سے بڑی مصیبت یہ ہے کہ ہم مجنون کہتے ہیں وہ لیلی سمجھتے ہیں اور اس پر صفحات کے صفحات سیاہ کرنے کے بعد ڈھٹائی سے فخریہ کہتے ہیں کہ دیکھو ہم نے کیسا زبردست جواب دیا ہے۔

شرم۔۔شرم۔۔۔شرم

پھر کلبی کے متعلق احمد رضا کی رائے یہ ہے کہ روایات اس کی مناکیر میں شمار ہو سکتی ہیں مگر تفسیر میں معتبر ہے چنانچہ خان آف بریلی لکھتا ہے:

”کلبی کا نہایت شدید الضعف ہونا کس کو معلوم نہیں اس کے بعد صریح کذاب و وضاع ہی کا درجہ ہے۔۔۔۔ بایںہمہ عامہ کتب سیر و تفاسیر میں اس کی اور اس کی امثال کی روایات سے مالامال ہیں علمائے دین ان امور میں انہیں بلانکیر نقل کرتے رہے ہیں، میزان میں ہے۔۔ابن عدی نے کہا کہ کلبی سے سفیان، شعبہ اور ایک جماعت نے حدیث بیان کی ہے اور ان روایات کو پسند کیا جس کا تعلق تفسیر کے ساتھ ہے اور حدیث سے متعلقہ روایات ان کے نزدیک مناکیر ہیں“۔(فتاوی رضویہ جدید، ج5،ص525،526)

تو لیجئے آپ کے غلیظ اصولوں پر کلبی کی یہ تفسیر علمائے اہلسنت کے نزدیک استغفر اللہ نقل کفر کفر نہ باشد پسندیدہ ترین تفاسیر میں شمار ہوتی ہے۔

اصول مفروضوں پر قائم نہیں ہوتے

علامہ ساجد صاحب مدظلہ نے رضاخانی منافقت پہ یوں پکڑ کی تھی کہ:

”بریلویوں نے یہ اصول نکالا ہے کہ چونکہ دیوبندیوں کے عقائد گستاخانہ ہیں اس لئے یہ جو کہیں گے وہ گستاخی ہوگی ہمارے عقائد گستاخانہ نہیں لہذا ہم جو کہیں گے وہ درست ہوگا۔تو ہم اس کے جواب میں کہتے ہیں کہ (معاذ اللہ) دیوبندی گستاخ ہیں اس کی دلیل کیا ہے؟ اگر کہو کہ ہم نے یا اعلی حضرت نے دیوبندی عبارات پر اعتراضات کئے تو ہم جواب دیں گے:”یہ بات یاد رہے کہ اعتراضات سے کوئی چیز محفوظ نہیں“ (کنز الایمان اور مخالفین) پھر اعتراضات تو ہم بھی تمہاری عبارات و عقائد پر کرتے ہیں تمہاری گستاخیوں پر کتب شائع ہو چکی ہیں لہذا تم بھی گستاخ ہوئے بلکہ تمہاری گستاخیوں پر تو خود تمہارے معتبر علماء کتب شائع کر چکے ہیں تفصیل میری کتاب ”دفاع اہل السنۃ والجماعۃ ※ جلد دوم“ کے مقدمہ میں ملاحظہ ہو۔اگر تم جواب دو کہ ہم نے اپنی عبارتوں کے جواب دیے ہیں تو ہم جواب میں کہیں گے کہ ہم نے بھی

اپنی عبارتوں کے جواب دیے ہیں، اگر تم کہو کہ تمہارے جواب درست نہیں تو ہم کہیں گے کہ تمہارے جواب بھی درست نہیں ھلم جرا ....عرض یہ کہ دیوبندی معاذ اللہ گستاخ ہیں اس لئے ان کی صحیح بات بھی گستاخی ہوئی محض مفروضہ ہے اور اس کی زد میں خود بریلوی بھی ہیں‘‘۔(سنی تراجم ص51,50)

اس پہ رضا خانی یہ کہتا ہے کہ یہ علامہ صاحب کا ذہنی اختراع ہے ایسی بات ہماری کسی کتاب میں نہیں اور نہ ان کا مؤقف ہے .پھر علما دیوبند کے حوالے دینا شروع کر دیے کہ تفسیر قرآن کے سلسلے میں دوسری گمراہی یہ ہے کہ انسان اپنے ذہن میں پہلے ہی کچھ نظریات متعین کرلے اور پھر قرآن کو ان نظریات کا تابع بنانے کی کوشش کرے ۔(علوم القران ص94.ازتقی عثمانی)اصلاح ترجمہ وندیر یہ ڈپٹی نذیر احمد صاحب قرآن پاک کے ترجمہ میں اکثر مقامات پر غلطیاں کی ہے جن سے مسائل شرعیہ اور مسائل اسلامیہ دھوکہ ہوتا ہے .(فتنہ مودودیت ص 20)مولوی احمد رضا خان صاحب نے اپنے مبتدعانہ خیالات کے لیے ضعیف روایات اور صوفیانہ اشارات کو ماخذ بنایا ہے اور پھر اپنے خیالات کے مطابق قرآن کریم ڈھالنے کی بھدی کوشش کی ہے(بریلوی ترجمہ قران کا علمی تجزیہ)پھر کہا ان حوالوں سے معلوم ہوا ترجمہ قران میں اپنے نظریات گھسیڑے جاسکتے ہیں ہمارے اکابر نے اسی کو مدنظر رکھتے ہوئے دیوندی تراجم پہ تنقید کی ہے .لہذا تراجم کی اغلاط پر اگر کوئی سخت گفتگو ہے تو اس کی وجہ دیوبندی عقائد ہیں ۔پھر نیا اصول گھڑلیا کہ ترجمہ سے ہٹ کر اگر ایسے الفاظ استعمال کریں تو گرفت ہوگی ۔(ملخصا مذکورہ کتاب ص51,50)

جواب: رضا خانی یہاں بھی طوطا چشم واقع ہوا ہے چنانچہ اس کی اپنی کتاب میں پڑا اصول اسے نظر نہ آیا.اسی کا ہم زلف لکھتا ہے کہ:

’’حقیقت یہ ہے کہ بعض آیات کے لفظی تراجم کی وجہ سے کسی صحیح العقیدہ سنی پر فتوی نہیں لگایا گیا.بعض آیات کے لفظی تراجم کی بنا پر جو فتوی لگایا گیا ہے اس سے مراد وہابی دیوبندی مترجمین ہیں،ان کو گستاخ قرار دینے کی اصل وجہ ان کا کریمنل(مجرمانہ)ریکارڈ ہے(جس کو

پیش نظر رکھتے ہوئے ان پر فتوی لگایا گیا ہے) کیونکہ وہابیہ دیابنہ اللہ ورسول جل جلال ※ وصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گستاخ ہیں، اس لیے یقینا ان آیات کے لفظی تراجم سے بھی ان کا مقصد شان رسالت کا انکار کرنا ہی ہے"۔(کنزالایمان اور مخالفین جلد 1 ص 27، ترجمہ کنزالایمان پر دیوبندی اعتراضات کا محاسبہ ص 14)

یہی بات رضاخانی نے اب خود بھی کردی کہ دیوبندی تراجم پر تنقید ان کے عقائد کی وجہ سے ہے .لہذا یہ اصول تمہاری کتب میں بھی ہے اور تم لوگوں کا موقف بھی .اب اسی اصول پہ علامہ ساجد صاحب نے پکڑ کی تھی جسکو گول کرگیا.

نیز سوال یہ ہے کہ علامہ صاحب نے تو آپ حضرات کی گستاخیاں بھی دکھائی ہیں کہ آپ لوگوں کے اکابر کی گستاخیوں، کفریات پر خود آپ کے اکابر نے کفر کے فتوے لگائے ہیں تو اس اصول سے آپ کے تراجم بھی گستاخانہ اسے کیوں گول کر گئے؟

اس پہ دیوبندی کتب سے حوالے پیش کر کے جو نتیجہ نکالا کہ ان حوالوں سے ثابت ہوا کہ تراجم میں اپنے نظریات گھسیڑے جاسکتے ہیں .ان سب کتب کے حوالوں پر سر دست تو یہ عرض ہے کہ رضاخانی اصول سے یہ ہمارے اکابر ہی شمار نہیں ہوتے لہذا پیش نہیں ہو سکتے ۔

اس لئے اول تو ان کو ہمارے اکابر ثابت کریں اور اکابر بھی وہ جن سے جماعت کا تشخص قائم ہو ثانیا جب آپ اکابر ثابت کردیں اول درجے کو تو اس کے بعد یہ بھی ثابت کرنا ہوگا کہ جو کچھ انہوں نے لکھا وہ ان کا تفرد نہیں بلکہ مسلک کا اتفاقی موقف ہے کیونکہ آپ کے اصول پر ایسی باتیں تفرد پر بھی محمول ہوسکتی ہیں،

پھر ہمیں اس سے انکار نہیں کہ بعض اوقات مترجم ترجمہ کرتے وقت اپنے نظریات کو سامنے رکھتا ہے اور یہ صرف ترجمہ کیساتھ خاص نہیں بلکہ کسی بھی موضوع کے متعلق ایسا ہوسکتا جیسا کہ رضاخانی کتب اور دیگر اہل باطل کی کتب اس پر شاہد وعادل ہیں لیکن اس سے یہ کہاں ثابت ہوتا ہے کہ جو بھی کچھ لکھے گا یقینا اس کے پیچھے اس کا باطل نظریہ ہی ہوگا؟

الحمدللہ اہل السنۃ والجماعۃ علمائے دیوبند اہل الحق ہیں اور انہوں نے جو ترجمہ کئے وہ جمہور

مفسرین ومترجمین کے مطابق ہیں اوراس پر ہم رضا خانی کوچیلنج کرتے ہیں کہ چودہ سوسال کے کسی ایک مستند مفسر کا مستند قول پیش کردو کہ جو ترجمہ ومفہوم علمائے دیوبند نے کیا وہ معاذ اللہ گستاخانہ وکفریہ ہے ہم ماننے کو تیار ہیں۔رضا خانیوں نے اب تک ان پر جتنے بھی بے ہودہ اعتراضات کئے وہ سب ان کے فرسودہ سازشی دماغ کی کارستانی ہے۔

اس کے مقابل ہم نے رضاخانی تراجم کا گستاخانہ وکفریہ ہونا خود ان کے گھر سے ثابت کردیا جس کے جواب سے یہ آدمی بالکل قاصر ہے۔

آخری جواب یہ کہ ہماری کتب میں جو یہ بات لکھی گئی تو وہ مفہومی ومرادی ترجمہ کے متعلق ہے نہ کہ لفظی کے اور خود موصوف لکھتا ہے کہ:

''اور جہاں تک شاہ رفیع الدین کے ترجمے کی بات تو یہ ترجمہ لفظی ہے مرادی نہیں اس واسطے اعتراض کے زمرے میں نہیں آتا''۔

(کنزالایمان اورمخالفین صفحہ 193 جلد 1)

چنانچہ ہماری طرف سے یہی جواب وصول کریں کہ ہمارے تراجم لفظی ہیں لہذا ان عبارات کے زمرے میں نہیں آتے البتہ احمد رضا پر نقد وارد ہوگا کیونکہ اس نے مرادی و مفہومی اور تفسیری کیا ہے جس میں مترجم اپنی مراد ڈال دیتا ہے۔چنانچہ رضاخانی ابوریحان تصور حسین مدنی لکھتا ہے:

''جبکہ مفہومی ترجمہ کرنے والا اصل عبارت کے الفاظ کی مقدار کا پابند نہیں ہوتا اختصار کو ملحوظ رکھتے ہوئے (اختصار کے اسلوب پر) اپنے الفاظ میں اصل عبارت کا مفہوم (خلاصہ) بیان کرتا ہے جس سے اصل عبارت کا مطلب اور متکلم کی اصل مراد سمجھ میں آجائے''۔

(ترجمہ کیسے کریں حصہ دوم ص 28)

رہی بات یہ کہ ترجمہ سے ہٹ کر بھی ایسے الفاظ استعمال کیے جائیں تو گستاخی ہے تو یہ اصول کدھر سے نکالا گیا ہے.؟ پھر ان الفاظ اور شاہ صاحب کی عبارت کی وضاحت ہم اوپر کر چکے ہیں لہذا آپ جناب کا استدلال بھی مردود ہوا۔

اختراعی اصول اور رضاخانی بے چارگی

علامہ ساجد صاحب نے مذکورہ اصول پر یہ بات کی تھی کہ:

''ہم نے اس سلسلے میں بریلوی مناظر اسلام مولوی سعید اسد فیصل آبادی سے رابطہ کیا کہ یہاں کچھ بریلوی کہتے ہیں کہ چونکہ دیوبندی گستاخ ہیں اور ہم گستاخ نہیں سنی صحیح العقیدہ ہیں لہذا دیوبندی اگر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گستاخی کریں گے تو کافر ہمارے متعلق تاویل کی جائے گی تو مولوی سعید اسد نے اس کی تردید کی کہ یہ کوئی اصول نہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات کا مسئلہ ہے اس میں اپنا پرایا نہیں ۔اگر بریلوی صحیح العقیدہ ہیں تو دیوبندی بھی تو پہلے مسلمان تھے وہ کافر ہی گستاخیوں کی وجہ سے ہوئے ہیں اگر بریلوی بھی ایسا کوئی کام کرے تو فوراً توبہ کریں اگر توبہ نہیں کرے گا تو تکفیر کی جائے گی''۔(سنی تراجم ص 51)

اس پہ رضاخانی یہ کہتا ہے کہ:''یہ ہمارا اصول ہے ہی نہیں ہم سے منسوب کیا گیا ہے لہذا سعید اسد کا حوالہ ہمارے خلاف نہیں''۔(کنزالایمان اور مخالفین جلد2 ص 51)

جواب: قارئین کرام یہ شخص ایسا دھوکے باز ہے کہ علما اہل سنت کے تراجم میں اسے گستاخیاں نظر آنے لگتی ہیں جبکہ دوسری طرف ان کو اپنی کتب میں لکھے گئے اصول بھی نظر نہیں آتے ۔ہم یہ کہتے ہیں کہ جس ہسپتال کے جناب کمپاؤنڈر ہیں اسی ہسپتال کے کسی ڈاکٹر سے مظفر شاہ کی سفارش پر اپنی آنکھوں اور کمزور حافظہ کا علاج کروائیں ۔کیونکہ اصول ہم دکھا چکے ہیں اور علامہ صاحب بھی اپنی کتاب میں اس کی وضاحت کر چکے ہیں لیکن

آنکھیں اگر بند ہو تو دن بھی رات ہے

نہ مانتی ہو بات تو بہانے ہزار ہیں

اشرف سیالوی کے نزدیک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی نبوت کا بھی علم نہ تھا

علامہ ساجد صاحب مدظلہ نے فیض احمد اویسی کے حوالے سے یہ بات کی تھی کہ علمائے

دیوبند کے تراجم پر اعتراض کرتے ہوئے مفتی فیض احمد اویسی صاحب اس کی وجہ لکھتے ہیں کہ:

''دیوبندیوں نے یہ گستاخانہ تراجم معاذ اللہ کیوں کیے؟ ان لوگوں کا عقیدہ ہے کہ حضور ﷺ کو نبوت چالیس سال بعد ملی اس سے قبل آپ کو یہ علم تک نہ تھا کہ آپ نبی بنیں گے''(کنزالایمان پر اعتراضات کے جوابات ص 72) یہی عقیدہ بریلوی اشرف العلماء مولوی اشرف سیالوی صاحب کا تھا اس کی کتاب پر کئی بریلوی مولویوں کی تقاریظ ہیں اس کی تائید میں کئی بریلوی مولویوں نے لکھا تو جن عقائد پر تم علمائے دیوبند کو مطعون کر رہے ہو اس کے دفاع اور ثبوت میں پوری پوری کتابیں تمہارے گھر میں لکھی جا چکی ہیں تو تم تو رجسٹر شدہ گستاخ ٹھہرے۔ ہے کوئی جواب؟''۔(سنی تراجم...ص 51)

اس پہ رضا خانی کہتا ہے کہ اشرف سیالوی کا یہ عقیدہ نہیں پھر فتاوی اشرف العلما کتاب سے دکھایا ک '''' آپ ﷺ کو پتہ ہے کہ میں نبی بننے والا ہوں''۔

جواب: علامہ ساجد صاحب مدظلہ کی گرفت الحمدللہ ایسی جاندار ہے کہ اس رضا خانی کو گھر کے نقد بھول گئے۔ چنانچہ پروفیسر محمد عرفان قادری لکھتا ہے:

'' اسی طرح مولانا نے یہ توجیہ بھی پیش کی ہے کہ آقا علیہ السلام اپنی نبوت سے لاعلم تھے اور آپ ﷺ کو امید بھی نہ تھی اور نہ ہی آپ علیہ السلام کے دل میں یہ خیال گزرا کہ آپ علیہ السلام کو نبی بنایا جائے گا''۔(نبوت مصطفی ہر آن ہر لحظہ جلد 1 صفحہ 81)

اسی طرح دوسرا رضا خانی لکھتا ہے:

''علامہ سلوی کی بات بالکل اسی طرح ہے جس طرح مودودی نے ایک سائل کو کہا تھا رسول پاک اربعین سے پہلے نہ کتاب کا علم رکھتے تھے اور نہ ایمان کا علم رکھتے تھے اور ثبوت میں یہ آیت کریمہ پیش کی ما کنت تدری ما الکتاب ولا الایمان ساتھ ہی کہا جب رسول کریم کو ایمان کا علم نہ تھا تو ایمان کیسے ہو سکتا ہے؟ ساتھ ہی کہہ دیا کہ قبل الاربعین تمام لوگ آپ سے کتاب اور ایمان کی نفی کرتے ہیں علامہ سلوی بھی نبوت کی نفی کر رہے

ہیں''۔(تجلیات علمی جلد2ص74)

مزید بھی حوالے دئے جاسکتے ہیں فی الوقت اسی پر اکتفا کیا جاتا ہے اس حوالہ سے بھی یہ بات ثابت ہوئی کہ جس مودودی نے کہا کہ آپ علیہ السلام ایمان کا علم نہ رکھتے تھے تو ایمان کیسے ہوسکتا ہے؟ معاذ اللہ اسی طرح اشرف سیالوی اور اس کے ہم نوا رضا خانیوں نے نبوت کی نفی کی جس سے معاذ اللہ استغفر اللہ حضور ﷺ کو ایمان سے بھی تہی دست ہونا ثابت ہوتا ہے۔

یہ ہے وہ غلاظت جو تم نے اپنی کتب میں چھپائی ہوئی ہے تمہاری مثال اس چھلنی کی طرح ہے جو لوٹے کو طعنہ دے کہ تجھ میں سوراخ ہے۔قارئین کرام ہم یہ کفریات کبھی اس کتاب کی زینت نہ بناتے مگر ہمیں ان ضدیوں و ہٹ دھرمیوں کے رویوں نے مجبور کیا ہے۔اس باب میں رضا خانیوں کے اصولوں وفتاوی پر ان کے عقائد اتنے گندے غلیظ ہیں کہ ابو جہل کو بھی نبی کریم ﷺ کے بارے میں یہ مغلظات نہ سوجتی ہوں گے جو ان بدبختوں نے اپنی کتب میں لکھی ہیں یہ نبی کریم ﷺ کے بدترین دشمن ہیں اور اپنے اسی غلیظ عقائد پر پردہ ڈالنے کیلئے علمائے دیوبند پر طرح طرح کے الزامات لگاتے ہیں لیکن اب وہ وقت نہیں رہا اب روافض کی طرح ان کا گند کھول کر سامنے آگیا ہے اور جتنی غلاظت یہ قلم سے انڈیلیں گے ہم اتنی ہی غلاظت ان کے گھر سے نکال کر عوام کے سامنے لائیں گے۔

خلاسہ کلام اب جناب کا پیش کردہ حوالہ درست مانیں یا بیسیوں رضا خانی مولویوں کے اقوال کو جن میں سے دو رضا خانی مولویوں کو ہم نے پیش کردیا اس بات کو فیصلہ رضا خانی پر چھوڑتے ہیں لیکن ہمیں معلوم ہے کہ وہ یہاں بھی شیطان اخرس بن جائے گا۔الحمدللہ علامہ ساجد صاحب مدظلہ کا کیا گیا اعتراض جوں کا توں قائم ہے۔اور سیالوی اور اس کے موئید دوہرے گستاخ ہیں اور جناب رضا خانی گستاخی کا داغ دھونے میں بری طرح ناکام رہے۔

حضور ﷺ کی طرف معاذ اللہ جاھلا کی نسبت

علامہ ساجد صاحب نے ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کا حوالہ پیش کیا تھا جس میں مطلقا حضور علیہ السلام کی طرف جاھلا کی نسبت کی گئی تھی.پھر علامہ صاحب مدظلہ نے یہ کہا تھا کہ:

''ہمارے متعلق تو آپ تسلیم کر چکے ہیں کہ ہم فتوی لگاتے ہوئے یا ترجمہ کا معنیٰ کرتے ہوئے مترجم یا قائل کی نیت عقیدے کا لحاظ کرتے ہیں. مسئلہ تو آپ کا ہے کہ قائل کا نظریہ اور عقیدہ کچھ بھی ہو اس پر فتوی لگے گا. نیز آپ یہ تسلیم کر چکے ہیں کہ عرف میں اگر گستاخی ہو گی تو ہم فتوی لگائیں گے. تو جواب دیں کہ کیا عرف میں نبی کریم ﷺ کی طرف جاھل کی نسبت گستاخی ہے یا عین مدح''؟ (سنی تراجم....ص52)

اس پہ رضا خانی نے قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارات پیش کیں کہ واجتن بشیء ذلك وهجر من العبارة ما يقبح كلفظة الجهل والكذب والمعصية. (شرح شفا جلد 2 ص 466,465) ولا يقول يجهل لقبح اللفظ و بشاعتنه. (شرح شفاونسیم الریاض) پھر کہا کہ علامہ صاحب کی پیش کردہ عبارت کے متصل موجود ہے کہ ومن قوله عليه الصلاته والسلام ولن يكذب ابراهيم الاثلاث كذبات ومفهومه انه كذب (شرح شفا جلد 2 ص466) اس عبارت میں ملا علی قاری نے حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام کی طرف کذب کی نسبت کی ہے اور مہر محمد میانوالی لکھتے ہیں: ''جھوٹ واقعی براعیب ہے انبیا علیھم السلام معصوم ہوتے ہیں جھوٹ اور تقیہ کا الزام انبیاء ومعصومین پر مانا اور لگایا جائے تو دین کا کوئی مسئلہ صحیح ثابت نہیں ہوسکتا''۔

(ایمانی دستاویز ص 335) یوں باور کرانا چاہا کہ دیوبندی حضرات کے مطابق اس عبارت پہ نقد ہے. پھر کہا کہ ملا علی قاری نے شفا کی اس عبارت کی تاویل کی ہے کہ ظاہر مراد نہیں ای ترك ....ظاهره (شرح شفا جلد 2 ص466) اور ملا علی قاری نے لا يقول يجهل يقبح اللفظ وبشاعته کی بھی تائید کی ہے. پھر چند عبارات مولانا عبدالحق خان بشیر، مولانا عبدالقدوس قارن صاحب اور مولانا سرفراز خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کتب سے پیش کی جن کا مفاد یہ تھا کہ مجمل کے بجائے مفصل عبارات حجت ہوتی ہیں اور ملا علی قاری نے مفصل عبارت میں جہل کی نسبت کی تردید کی ہے''۔

(کنز الایمان اور مخالفین جلد 2 ص52, 53, 54)

جواب: محترم قارئین! ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت پیش کرنے کا اصل مقصد یہ تھا کہ یہ لوگ بے خبر، ناواقف، گم کردہ راہ اور بھٹکا ہوا جیسے الفاظ پہ فتوے لگاتے شرم محسوس نہیں کرتے وہ ذرا اس کا بھی فیصلہ کریں کہ ملا علی قاری جنہوں نے مطلقا نبی علیہ السلام کی طرف جاہل ہونے کی نسبت کی تو ان پہ کیا فتوی ہے؟ مگر ہمیشہ کی طرح ان کی زباں گنگ رہ گئی، قلم ٹوٹ گئے، منافقت کی پتنگ ہواوں میں باتیں کرنے لگی، ملا علی قاری رضاخانی دلائل سے معاذ اللہ کافر۔ رضاخانی نے شفا سے جو حوالے نقل کیے وہاں یہ بات صاف موجود ہے کہ جہل اور کذب اور معصیت کے الفاظ قبیح ہیں اور جہل کا لفظ نہ نبی علیہ السلام کے لیے نہ بولا جائے گا کیونکہ یہ قبح اور شنیع ہے۔ چنانچہ یہ تو تم نے قاضی عیاض کی عبارات پیش کر کے خود ملا علی قاری کو کفر کے گھاٹ اتار دیا معاذ اللہ۔ چنانچہ جب یہ الفاظ ملا علی قاری نے نبی سے منسوب کیے تو قبح کی نسبت نبی علیہ السلام کی طرف کے معاذ اللہ گستاخی کا ارتکاب کرتے کافر ہوئے۔ یوں رضاخانی کے پیش کردہ دلائل سے ملا علی قاری کی پوزیشن اس نے واضح کر دی۔ اب غیرت کرو اور فتوی لگاو اگر تاویل کرتے ہوئے تو علمائے دیوبند جن کی عبارات میں دور دور تک معاذ اللہ جاہل کی نسبت نہیں اس میں تاویل کیوں نہیں؟

قارئین کرام! غور فرمائیں کہ علما دیوبند کے تراجم پر چودہ سو سال میں کسی ایک فقیہ کا مستند فتوی نہیں دکھایا جاسکتا کہ اس پر گستاخی و کفر کا فتوی ہو اب تک جو خامہ فرسائی کی گئی سب رضاخانی ذہن کا گند ہے لیکن دوسری طرف ملا علی قاری نے جو شنیع و قبیح لفظ کی نسبت کی اس کی شناعت و قباحت پر خود رضاخانی نے قاضی عیاض سے عبارت پیش کر دی اب رضاخانی بتائے کیا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف شنیع و قبیح الفاظ کی نسبت توہین و کفر ہے یا نہیں؟ یہاں زبانوں پر تالا آخر کیوں؟

علمائے دیوبند نے معاذ اللہ کہیں بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جاہل نہیں کہا بقول رضاخانی صرف مطلقا شریعت سے ناواقف کہا تو اگر ناواقف کہنا کفر و گستاخی ہے تو مطلقا معاذ اللہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جاہل کہنا کتنا بڑا کفر و زندقہ ہوگا؟ تو اب جو جو جواب رضاخانی ملا علی قاری کو بچانے کیلئے

دے گا وہی ہمارے کیلئے بھی پسند کرلے کہ اپنے جواب سے پسندیدہ جواب کیا جاسکتا ہے؟

پھر یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ اس نے ملا علی قاری کو بچانے کے لیے یہ کہا کہ اس کا ظاہر کو ترک کردیا جائے گا۔اس پر عرض یہ ہے کہ جو لفظ قبیح و شنیع ہو اس کے تو ظاہر کو ترک کر دیا جائے گا اور اس کے معنی دوسرے مراد لیے جائیں گے اور تاویل کی جائے گی مگر جن الفاظ (علمائے دیوبند کے تراجم) پہ فتوی بھی سلف سے منقول نہ ہوں نہ وہ معاذ اللہ شنیع و قبیح الفاظ و تراجم ہوں نہ ہو تو علما دیوبند کے تراجم میں جو تمہیں سمجھ آرہا ہے تو وہ ظاہر ہے تو یہاں اس ظاہر کو چھوڑ کر تاویل کی طرف کیوں نہ گئے؟ یہی تو وہ منافقت ہے جس کی نشاندہی ہم بار بار کر رہے ہیں۔جبکہ ہم نے ما قبل حوالے نقل بھی کیے تھے کہ گستاخی کوئی رضاخانیوں کا بڑا بھی کرے وہ دودھ سے مکھی کی طرح نکال باہر کر دیا جائے۔لیکن مظاہرہ اس سے بالکل الٹ دیکھنے کو ملا ہے۔

دوم: جب تم نے خود یہ مان لیا کہ اس کا ظاہر گستاخانہ ہے اور بحوالہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ شنیع اور قبیح ہے اسی لیے اس کے ظاہر کو چھوڑا جائے گا حالانکہ رضاخانی اصول ملاحظہ ہو کہ:

”کفر کا حکم لاگو کرنے کا دارومدار ظاہر پر ہوتا ہے ارادہ و نیت پر نہیں“۔

(علمی محاسبہ ص6)

مولوی احمد رضا لکھتا ہے کہ:

”شریعت بے شک ظاہر پر حکم فرماتی ہے“(فتاوی رضویہ جلد6)

نیز یہ بھی اصول ہے کہ عرف میں جو چیزیں صراحت کا درجہ رکھتی ہیں ان میں نیت کے ہونے یا نہ ہونے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔(دعوت فکر ص5 منشا تابش)مزید احمد سعید کاظمی لکھتا ہے کہ:

”بعض لوگ کلمات توہین کے معنی میں قسم قسم کی تاویلیں کرتے ہیں لیکن یہ نہیں سمجھتے کہ اگر کسی تاویل سے معنی مستقیم بھی ہو جائے اور اس کے باوجود عرف عام محاورات اہل زبان میں اس کلمہ سے توہین کے معنی مفہوم ہوتے ہوں تو سب تاویلات بے کار ہوں گی۔۔

(الحق المبین ص 18)

تو چونکہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کی پیش کردہ عبارت کا ظاہر گستاخانہ ہے جیسا کہ جناب کو مسلم تو اس ظاہر پر ہی رضاخانی اصولوں پر فتوی عائد ہوتا ہے۔ پھر یہ کہ جاہل کا معنی عرف وظاہر میں بھی گستاخانہ ہے اور رضاخانی اصولوں پر اس میں کسی قسم کی تاویل کی بھی کوئی گنجائش نہیں یوں ملا علی قاری رضاخانی اصولوں سے کافر ثابت ہوئے معاذ اللہ، اور منافقت دیکھیں کہ اس صریح کفر کا تو تم دفاع کرو گے مگر جو صاف تراجم ہیں ان پر گستاخیوں کے فتوے لگاؤ گے۔

حضرت ابراہیم کی طرف کذب کی نسبت کی وضاحت

پھر رضاخانی نے جو یہ کہا کہ: ”ملا علی قاری نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف کذب کی نسبت کی ہے“ یہ بھی اس جاہل کی پرلے درجے کی جہالت ہے۔ ہمیں تو شروع سے ہی یقین کامل تھا کہ اس جاہل کو چند معاونین جو کچھ کتاب میں شامل کرنے کو دیتے ہیں وہ آنکھیں بند کر کے شامل کتاب کر لیتا ہے۔ یہاں بھی اس کی جہالت کا عالم یہ ہے کہ صاف عبارت میں حضور علیہ السلام کے الفاظ ہیں اور یہ حدیث کو ملا علی قاری کی بات بنا کر امتی کا قول بنائے جا رہا ہے۔ نبی علیہ السلام کی اس حدیث کی علما نے یہ وضاحت کی ہے کہ یہ حقیقی کذب نہیں بلکہ ”توریہ“ ہے اور مولانا مہر محمد میانوالی رحمۃ اللہ علیہ کا حوالہ دیتے وقت بھی اس نے شرمناک خیانت کی وہ تو کہتے ہیں کہ یہ کذب کذب نہیں بلکہ خلاف واقع بات ہے چنانچہ اسی صفحہ پر یہ بات موجود ہے لیکن یہ شخص اس وضاحت کو بھی کھا پی گیا اور ڈکار تک نہ لیا۔ پھر مولانا سرفراز خان صفدر رحمۃ اللہ علیہ مولانا عبد الحق خان بشیر اور مولانا عبد القدوس قارن صاحب کے حوالے دے کر یہ ثابت کرنا کہ مجمل کے بجائے مفصل عبارت سے موقف ثابت ہوگا تو یہ بھی رضاخانی اصول سے مکاری دجل اور بے حیائی ہے۔ چنانچہ نہ تو یہ رضاخانی اصول سے ہمارے اکابر ہیں نہ صف اول کے علما۔ چنانچہ مولانا سرفراز صاحب رحمۃ اللہ علیہ تو مسعودی اصول سے اکابر نہیں تو جب والد ہی آپ کے نزدیک اکابر نہیں تو ان کے بیٹے تو بدرجہ اولی اکابر نہیں لہذا رضاخانی اصول سے ان کے حوالے پیش نہیں کیے جا سکتے نہ ان کا جواب ہمارے ذمہ

ہے۔اس لئے براہ کرم ہمارے صف اول کے علما کے حوالے پیش کرو اور حوالہ بھی وہ جو ان کا تفرد نہ ہو بلکہ اجماعی موقف ہو۔ یہ تمام اصول شروع میں مذکور ہو چکے ہیں۔

رضاخانی تابوت میں آخری کیل

یہ کہنا کہ مجمل عبارت موقف نہیں اور اس سے پہلوتھی کرنا بھی رضاخانی اصول سے غلط ہے۔ چنانچہ رضاخانی اصول ہے کہ:

''صدرالافاضل کا حوالہ مجمل ہے پھر کیا ہوا بات تو تب تھی ک آپ کہتے کہ یہ حوالہ غلط ہے اور اسے ثابت کرتے''۔(توضیح البیان ص 63)

لو جی اب تو بالکل ہی راستہ بند ہو گیا کہ مجمل ہوا بھی تو کیا مجمل عبارت سے اس وقت صرف نظر کیا جائے گا جب اسے پہلے غلط ثابت کریں۔اگر آپ کہیں کہ ہم نے ملا علی قاری کی عبارت کو غلط کہا اور تفصیلی عبارت کو ان کا موقف قرار دیا تو ہم جواب میں کہیں گے صرف غلط نہیں کفر کا فتوی لگاو یہاں اولی غیر اولی کا مسئلہ نہیں کوئی فروعی بحث نہیں اصولی نبی کریم ﷺ کی ناموس کا مسئلہ ہے۔ثانیا ہم بھی کہتے ہیں کہ بالفرض آپ کو علمائے دیوبند کے تراجم میں وہی گند نظر آرہا ہے جو آپ کے دماغ میں ہے تو علمائے دیوبند کے ان تراجم سے صرف نظر کریں اور تفصیلی عبارات و تفسیری حواشی میں انہوں نے جو کچھ لکھا تو ان کے عقائد کیلئے اس کو حجت مانیں۔

مولوی احمد رضاخانی کی منافقت

مولوی احمد رضا کے نزدیک ملا علی قاری نے جاہل کی نسبت آپ ﷺ کی طرف کی تو اس پہ حاشیہ لکھتا ہے:

''اللہ تعالی ملا علی قاری پر رحم فرمائے جس سے منع فرمایا اسی میں پڑے۔ان کے لیے مناسب یہ تھا کہ یوں کہتے یعنی''تم کو پایا کہ اب تک تمہارے پاس ایمان کی تفاصیل کا علم نہ آیا تو تم کو راہ دی اور تم کو عطا کیا'' کیا آپ نے نہ دیکھا کہ آپ کے رب نے کس طرح فرمایا ما کنت تدری یہ نہ فرمایا کہ تم جاھل تھے۔تو پاکی ہے اس ذات کی جس نے محمد رسول اللہ

ﷺ کی شان بڑھائی"۔(المعتمد المستند ص218)

قارئین کرام! اللہ کو حاضر و ناظر جواب دے کر بتائیں کہ اگر معاذ اللہ یہی جاہل کا لفظ کوئی دیوبندی نبی کیلئے بول دیتا تو یہ لوگ آسمان سر پر اٹھا لیتے مگر ملا علی قاری کیلئے تو فتوی چھوڑیں الٹا اللہ کی رحمتیں بھیج رہے ہیں۔

اسی کے متعلق محمد عرفان قادری لکھتا ہے کہ:

"کتب عقائد میں اس بات کی تصریح موجود ہے کہ حضور ﷺ کے اقوال و افعال کے لئے برے الفاظ سے اجتناب کرنا چاہیے قبیح عبارت جیسے لفظ جہل، کذب، معصیت سے پرہیز کرنا چاہیے. چنانچہ علامہ علی قاری علیہ الرحمہ کا تعاقب کرتے ہوئے امام اہلسنت مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمہ ارشاد فرماتے ہیں. اللہ تعالی ملا علی قاری پر رحم فرمائے.....الخ"۔(نبوت مصطفی ہر آن ہر لحظہ، صفحہ 75,74)

اس عبارت سے یہ بات صاف ثابت ہوئی ایسے صریح لفظ کی نسبت جو شنیع و قبیح ہے بجائے فتوے لگانے کے اللہ سے ان کی معافی کی دعا کی جارہی ہے. مگر علما دیوبند کے صاف تراجم میں گستاخیاں نظر آرہی ہیں، ان پر فتوے لگائے جارہے ہیں، ان کے خلاف کتب پر کتب سیاہ کی جارہی ہیں۔ نیز اس عبارت کا تعاقب کر کے عرفان شاہ نے رضاخانی کا یہ عذر لنگ بھی ختم کر دیا کہ ملا علی قاری نے مفصل عبارت میں ان الفاظ کی تردید کی ہے۔

آخری بات قارئین اس بات کو ملحوظ رکھیے کہ یہ لفظ جاہل رضاخانیوں کے نزدیک مجمل ہے لہذا گستاخی نہیں اگر ایسا ہے تو ہم کہتے ہیں کہ:

"مولوی احمد رضا تو پرلے درجے کا" جاہل" تھا"

بعد میں اسکو مجمل پہ محمول کر دیں تو کیا رضاخانی اس کو برداشت کریں گے؟ مگر یہاں رضاخانیوں کی غیرت دیکھیے کہ ملا علی قاری کا پھر بھی دفاع کر رہا ہے۔

نوٹ: ہماری یہ ساری گفتگو الزامی نوعیت کی ہے۔

رضاخانی کی بدترین بے بسی

علامہ ساجد صاحب نے ذومعنی الفاظ کے استعمال پر یہ بات کی تھی کہ:

''ذومعنی لفظ پر ہم نے ضیاء القرآن، تفسیر نعیمی، تفسیر حسنات، خزائن العرفان کا حوالہ جات پیش کئے تھے کہ جس میں ترک ادب کا وہم بھی ہو یا ایسے الفاظ ہوں جو ایک پہلو سے گستاخی ایک سے صحیح ہوں تو ایسا ذومعنی لفظ بولنا بھی حضور ﷺ کی بارگاہ میں جائز نہیں۔ موصوف اس کے جواب میں زرقانی کا حوالہ پیش کرتے ہیں کہ عرف میں اگر گستاخی پر محمول ہوسکتا ہے تو گستاخی ہے ورنہ نہیں۔

اس پر پہلی گزارش تو یہ ہے کہ ہم حوالہ آپ کے اکابر کا پیش کررہے ہیں اور اس کی توجیہ زرقانی سے دی جارہی ہے۔ آپ اپنے ان اکابر کا حوالہ پیش کریں کہ انہوں نے کہا ہو کہ حضور ﷺ کی شان میں ایسے الفاظ استعمال کرنا جائز ہے جو لغوی اعتبار سے گستاخی بنتا ہو۔ گستاخی تب ہوگی جب عرف سے گستاخی بنے۔ حیرت ہے ہمارے اکابر کے متعلق تو خود ان کے شاگردوں اور ماننے والوں کی توجیہات بھی قابل قبول نہیں اور اپنی گردن پھنسی تو زرقانی یاد آگیا۔ پھر عرف میں کس نے محض ''بے خبر'' یا راہ بھٹکا ہوا'' کے الفاظ کو گستاخی کہا ہے؟ پھر بندے نے جو محاسبہ دیوبندیت کا حوالہ دیا اس نے تو عرف کی بھی بیخ کنی کردی کیونکہ ''راعنا'' کا لفظ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے عرف میں گستاخی شمار نہیں ہوتا تھا تبھی تو وہ حضور ﷺ کیلئے اس لفظ کو استعمال کرتے۔ موصوف نے اس حوالے سے جتنی خامہ فرسائی کی وہ سب جہالت پر مبنی ہیں اس لئے کہ ہماری یہ گفتگو تمہارے اصول کی بنیاد پر تھی۔ ہمارا اس سے متفق ہونا ضروری نہ تھا۔ علمائے دیوبند کی عبارات کو گستاخانہ ثابت کرنے کیلئے عرف، لغت، ذومعنی، یاد آجاتا ہے تو اپنی باری میں آئیں بائیں شائیں کیوں؟ پھر موصوف یہ بھی لکھتے ہیں کہ کسی سنی عالم نے اگر کوئی ایسا ترجمہ کیا ہو تو اسے مجازی معنی پر محمول کریں گے تو مجازی معنی پر محمول تبھی کریں گے جب عرف میں معنی درست نہ ہو۔ اب ایک جگہ عرف پر گستاخی کا کہہ رہے ہو اور دوسری جگہ عرف میں اسی گستاخی کی تاویل کا کہہ رہے ہو۔ یعنی کوئی

قاعدہ واصول نہیں بس بریلوی اکابر بچ جائیں اس کیلئے جس قسم کی منافقت وتضاد بیانی کرنا پڑے جائز ہے ۔ایک بریلوی صاحب لکھتے ہیں:''توحید کے علمبرداروں کے ترجمہ قرآن سے نہ تو خداوند قدوس کی تقدیس محفوظ رہی اور نہ ہی رحمت کائنات علیہ الصلوۃ والسلام کی عظمت اگر کوئی نومسلم ایسے مترجمین قرآن کے ترجمہ کو پڑھے گا تو وہ کیا محسوس کرے گا کہ یہ اسلام کیسا دین ہے کہ جس میں''خدا بھی مکر کرتا ہے''نعوذ باللہ''دغا بھی دیتا ہے''''داؤ بھی کرتا ہے''، ''بھول بھی جاتا ہے''سب فریب اس کے ہاتھ میں ہے تو تصور فرمائیے خدا کے بارے میں اس کا کیا نظریہ ہوگا جو حقانیت اسلام سے متاثر ہوکر اپنے مذہب کو تو چھوڑ چکا کیا خدا کے بارے میں یہ جان کر کہ مسلمانوں کا خدا مکر کرتا ہے بھول بھی جاتا ہے دو دبھی کرتا ہے وہ اسلام میں رہے گا؟''(معارف رضا کنزالایمان نمبر،ص ۱۹۲) بریلوی شیخ الحدیث والتفسیر فیض احمد صاحب لکھتے ہیں:''اگر کوئی سطحی طور ان کا سادہ ترجمہ دیکھے گا تو لازما گمراہی کا شکار ہوگا اگر غیر مسلم پڑھے گا تو یا اس کی گمراہی میں اضافہ ہوگا ورنہ کم از کم اسلام کے محاسن کو قبائح کو تصور میں لائے گا اور سمجھے گا جب ان کا اقرآن اللہ تعالی اور ابنیا کی بے ادبی وگستاخی سکھاتا ہے تو ایسے اسلام کو دور سے سلام''۔(کنزالایمان پر اعتراضات کے جوابات،ص ۲۶) سورہ فتح کی آیت پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:''ترجمہ پڑھنے والوں کی گمراہی کا کون ذمہ دار ہے؟''۔(کنزالایمان پر اعتراضات کے جوابات،ص ۳۲) ایک اور مقام پر لکھتے ہیں: ''ناظرین ان پر بلا امتیاز مسلک و مذہب غور فرمائیں آیت اول میں ان مترجمین نے اپنے ترجموں میں ایسے الفاظ استعمال کئے کہ حضور سرور کائنات ﷺ کو معاذ اللہ خطا کار اور قصوروار بناڈالا ذرا غور کیجئے ان غیر محتاط تراجم کے مطالعہ سے ایک عام مسلمان یا ایک غیر مسلم کیا تاثر لے سکتا ہے یہی کہ معاذ اللہ خود حضور ﷺ کا دامن بھی خطاؤں اور گناہوں اور قصوروں سے پاک نہ تھا کیا یہ تراجم دشمنان اسلام کے ہاتھ میں اسلام اور اہل اسلام کے خلاف ایک مضبوط ہتھیار تھما دینے کے موجب نہیں ہوں گے؟''۔(کنزالایمان پر اعتراضات کے جوابات،ص ۷۴،۷۵) لیجئے آپ کے بڑوں نے علمائے دیوبند کے تراجم پر یہ فتوے

لگائیں ہی اسی بنیاد پر کہ معاذ اللہ عرف میں ان کا معنیٰ گستاخانہ ہیں اور عوام کے بھٹکنے کا اس سے اندیشہ ہے۔پس اب وہ ترجمہ کوئی بریلوی بھی کرے گا تو خود آپ کی تحریر کی روشنی میں عرف کی وجہ سے گستاخی کی وجہ سے گستاخ ٹھہرے گا''۔(سنی تراجم)

اس پر رضاخانی نے ایک تاویل نکال لی کہ ایک ہے نفس ترجمہ کے درست یا غلط ہونے کا مسئلہ اور دوسرا ہے اس ترجمہ پر حکم. پھر کہا کہ ساجد صاحب نے ترجمہ کے حکم پر ساری بحث کی ہے. جبکہ نفس ترجمہ کسی بھی شخص کا ہو دیوبندی یا بریلوی اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا اگر کسی ترجمہ پر اشتباہ ہو تو وہ درست نہیں .البتہ تکفیر نہ کی جائیگی. محض ترجمہ پر تکفیر کا مدار نہیں تنقید دیوبندی عقائد کی بنا پر ہے .(کنزالایمان... جلد 2 ص 55,54) پھر رضاخانی نے ذو معنی الفاظ کی بحث میں یہ کہا کہ ذو معنی الفاظ کے سلسلہ میں ہم نے یہ حوالہ جات پیش کیا تھا کہ عرف میں خود رفتہ کے الفاظ گستاخی نہیں جبکہ بے خبر ,بھٹکنا سے حضور علیہ السلام کی کیفیت تعبیر کرنا مناسب نہیں اس لیے مجدد بریلوی کا ترجمہ بہترین ہے پھر مہر محمد میانوالی صاحب کا حوالہ پیش کیا کہ مشترک اور ذوالوجوہ لفظ کے معنیٰ قرینہ کے لحاظ سے متعین ہوتے ہیں (تحفۃ الاخیار ص 18) پھر باور کرایا کہ سیاق وسباق سے معنیٰ اچھا نکل رہا ہے.(کنزالایمان... جلد 2 ص 59,58)

جواب: قارئین دیکھیے کیسے یہ علامہ ساجد صاحب مدظلہ کی ساری بحث کو گول کر گیا اور ایک نئی چیز سامنے لے آیا.وہ یہ کہ:''ایک ہے نفس مسئلہ کا صحیح یا غلط ہونا لہٰذا اگر اس میں اشتباہ ہو تو ترجمہ کسی کا بھی کا ہو غلط تصور کیا جائے گا.البتہ تکفیر وتنقید صرف دیوبندیوں کی ہوگی کہ ان کے عقائد ایسے ہیں''۔.جبکہ اس بات کا رد بھی علامہ ساجد صاحب کی اسی بحث میں موجود ہے. چنانچہ ہم اس جاہل شخص کو سمجھائے دیتے ہیں:

''یہ خود لکھتا ہے کہ الفاظ کے گستاخی ہونے کا دارومدار لغوی معنی پر نہیں بلکہ عرف پر ہے''۔(کنزالایمان اور مخالفین جلد 1 ص 172)

تو فتوی اس بنا پر نہیں لگے گا کہ دیوبندی کے عقائد ہیں بلکہ فتوی خود آپ کے اصول

پر ''عرف'' کی بنیاد پر لگے گا چاہے دیوبندی ہو یا بریلوی ہو۔ پھر یہ عجیب شیطان کی آنت اور تماشہ ہے کہ ایک چیز فی نفسہ درست ہو مگر اس پر حکم کفر کا لگ سکتا ہے خدا کے بندے جب ایک چیز فی نفسہ درست ہے تو اس پر کفر کا فتوی کیسے لگے گا؟

خلاصہ کلام جب لغوی معنی پہ فیصلہ ہوتا ہی نہیں کہ کوئی لفظ گستاخی ہے یا نہیں تو یہ ایک طرف کریں .اب اگر کسی معنی میں اشتباہ پیدا ہوا تو لازمی بات ہے کہ وہ عرف کی سبب ہوا .پس اگر عرف میں گستاخی ہے تو یہ گستاخی تصور ہوگی لہذا فتوی بھی لگے گا.اب چاہے وہ دیوبندی کا ترجمہ ہو یا بریلوی کا.لہذا ترجمہ کو صرف نادرست کہنے سے کام نہ بنا بلکہ اگر رضا خانی ملا نے بھی ترجمہ کیا اور اس سے اشتباہ پیدا ہوا تو عرف کے سبب اور عرف میں گستاخی کے سبب وہ رضا حانی بھی گستاخ ہوگا قطع نظر اس کے کہ اس کے عقائد درست ہوں یا غلط. چنانچہ ہم حوالے ما قبل پیش کر آئے ہیں کہ عرف میں اگر توہین کے معنی نکلتے ہیں تو تاویلات بے کار ہیں .(دیکھیے الحق المبین اور دیگر) لہذا اسی نقطہ کو علامہ مدظلہ نے اٹھایا تھا.العرض یہ تاویل بھی بے کار گئی .اپنوں کو بچانے کی کوشش میں ہلکان ہوئے جا رہا ہے مگر سوجھ کچھ نہیں رہا .چنانچہ علامہ صاحب کی گرفت یہاں پر بھی ایسی لاجواب اور مضبوط ہے کہ نکلنے کے سب حربے ناکام ہیں. پھر یہ رضا خانی دیگر دلائل جو علامہ ساجد صاح.مدظلہ نے پیش کیے اس پر کچھ کلام نہ کر کے مسعوی اصول سے شکست فاش کا مرتکب بھی ہوگیا۔

پھر یہ کہنا کہ باور کرانا کہ مہر محمد میانوالی صاحب کے اصول سے احمد رضا کا ترجمہ سیاق و سباق کے مطابق اور بہترین ہے تو پہلی بات تو یہ کہ مہر محمد صاحب آپ کے اصولوں پر ہمارے اکابر نہیں.جوالہ صف اول کے اکابر سے پیش کرو جیسا کہ تمہارا اصول ہے۔

دوم اس کے بعد اگر اس قول سے استدلال کرنا ہو تو ثابت کرو کہ یہ تفرد نہیں اور جمہور کے مطابق بات ہے۔

سوم ہم نے تمہارے اصول پیش کیے تھے کہ اگر ایک لفظ کے دو مختلف معنی ہوں ایک اچھا اور دوسرا برا تب بھی وہ لفظ استعمال نہ کیا جائے گا.تو بالفرض مہر میانوالی صاحب کے

اصول پر" خود رفتہ" کا اچھا معنی بھی نکلتا ہو تو بھی یہ درست نہیں۔کیوں کہ اس خود رفتہ کے دیگر معنی برے ہیں۔ پھر زیادہ سے زیادہ یہ ہمارا اصول ہوا تمہارا اصول تو یہی ہے کہ ایسے الفاظ جن کے دوسرے معنی برے بھی ہوں تب بھی قابل استعمال نہیں تو تمہارے اصول سے "خود رفتہ" ترجمہ بھی گستاخی ہے وکفر ہے لہذا یہ تو مانو کہ ہمارے ہاں یہ کفر ہے۔۔ چنانچہ مولوی حسن علی رضوی میلسی لکھتا ہے کہ:

''جن الفاظ کا ایک معنی صحیح اور ایک معنی غلط اور بے ادبی وگستاخی پر مبنی ہو،ایسا ذو معنی لفظ بھی سخت ممنوع ہے للکفرین میں واضح اشارہ ہے ۔انبیا علیہم السلام کی شان ارفع میں ادنی بے ادبی بھی کفر قطعی ہے''۔(محاسب ※ دیوبندیت:ج۲ص ۳۷۵)

لہذا اس پہ جناب رضاخانی اب تک بے بس ہے۔اور ان شاء اللہ رہے گا۔کیونکہ اسی خود رفتہ کا ایک معنی بے خبر بھی ہے (دیکھیے فیروز اللغات) پھر ہمارے تراجم کے تو جناب کے نزدیک فقط نامناسب ہیں مگر احمد رضاخان کا ترجمہ سخت ممنوع ہے اور شائبہ بے ادبی کے سبب رضاخانی اصولوں سے کفر ہے۔اس نقطہ کا اب تک ہمیں جواب نہ مل سکا۔

فوقیت کس کے ترجمہ کو؟

علامہ ساجد صاحب نے جلالین کے حوالے سے حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ کو راجح ثابت کیا تھا۔پھر یہ بھی کہا تھا کہ علما دیوبند کا ترجمہ ہی جمہور کے مطابق ہے۔پھر یہ بھی گرفت کی تھی کہ احمد رضاخان کا ترجمہ جس قول پر ہے اس کو قرطبی میں ''قیل'' سے نقل کیا گیا ہے جو ضعف پہ دال ہے۔نیز علامہ ماوردی رحمۃ اللہ علیہ نے انیس اقوال میں سے جناب کے فوقیت والے ترجمہ کو آخر میں ذکر کیا ہے اور اس تفسیری قول کو پسند فرمایا ہے کہ" جس طرح بیابان میں تنہا درخت ہے اسی طرح آپ علیہ السلام مکہ میں تنہا تھے''۔

(سنی تراجم...ملخصاص 55,54)

اس پر جواب دیتے ہوئے رضاخانی نے علامہ عثمانی کی تفسیر عثمانی کا حوالہ دیا کہ "....عشق الہی کی آگ سینہ مبارک میں تیزی سے بھڑک رہی تھی......اس جوش طلب اور

فرط محبت میں آپ بے قرار.....ضالا کا معنی کرتے وقت سورہ یوسف.....الخ" پھر مولانا کیرانوی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت پیش کی جو قریب قریب وہی مفہوم رکھتی ہے. پھر کہا مفسر عثمانی نے قرآن کی تفسیر قرآن سے کی. پھر ایک حوالہ سے ثابت کیا کہ موزوں ترین طریقہ یہ ہے کہ تفسیر قرآن بالقرآن ہو. نیز قرطبی میں موجود قول جو قیل سے تھا کے متعلق یہ کہا کہ اس کے ضعف کی کوئی وجہ بیان نہیں کی اور پھر دیوبندی کتب کے حوالے دینے شروع کر دیے کہ قیل کا ضعف کیلئے ہونا ضروری نہیں، پھر علامہ ماوردی کے اس تفسیری قول کو آخر میں لکھنے والی بات پہ یہ کہا کہ اگر پہلے لکھنے سے تحسین ثابت ہوتی ہے تو" کافرا" والی تفسیر، تفسیر کبیر میں سب سے اول درج ہے جو کہ ساجد کے نزدیک بھی مردود ہے. پس یہ اصول خود ساجد کو مسلم نہیں.

(ملخصا کنزالایمان...جلد 2 ص 55 تا 58)

جواب: قارئین ہمارا مدمقابل مسلسل اپنے ہی اصولوں سے انحراف کر رہا ہے. اسکو حوالے وہ پیش کرنے تھے جو صف اول کے علما ہوں اور وہ بھی ایسا قول کہ جو تفرد نہ ہو بلکہ جمہور کے موافق ہو. چنانچہ یہ رضاخانی ان کا بھی اگر کوئی حوالہ پیش کرتا تو یہ ثابت کرتا کہ یہ جمہور کے موافق ہے۔

دوم: اس کا مولانا شبیر احمد عثمانی کی تفسیر پیش کرنا بھی جناب کے گھر کے اصولوں سے انحراف ہے. پھر علامہ عثمانی رحمۃ اللہ علیہ نے کہیں بھی رضاخانیوں والا موقف نہیں اپنایا. چنانچہ نہ تو انہوں نے علما دیوبند کے تراجم پر گستاخی و بے ادبی کے فتوے لگائے اور نہ ہی ان تراجم کی تغلیط وتردید کرتے ہوئے انہیں نادرست کہا اور نہ ہی یہ کہا کہ احمد رضا کا ترجمہ یا جو تفسیر میں کر رہا ہوں وہ فوقیت والا ہے. پھر رضاخانی کا قرطبی کے ضعیف قول کے متعلق یہ کہنا کہ قیل کا فن تفسیر میں سے ضعف پہ دلالت کرنا بلا دلیل ہے ۔تو اس سلسلہ میں گھر کا اصول ضرور بریلی کی عینک اتار کر دیکھ لے:

''تمام مجہول کے صیغے اصلیت کے لحاظ سے ضعف پر دلالت کرتے ہیں''۔

(العطایا الاحمدیہ، ص 7)

اب چونکہ قیل بھی مجہول کا صیغہ ہے لہذا ضعف پر دلالت کرتا ہے۔اور یہ مطلق کہا گیا ہے فن فقہ کی قید بھی موجود نہیں۔پھر اس رضا خانی کو شرم سے ڈوب کر مر جانا چاہیے کیونکہ علامہ مدظلہ نے اسی ''سنی تراجم'' میں تمہارے گھر سے حوالے پیش کر دیئے تھے کہ قیل فقہ کے علاوہ بھی تضعیف کے لیے دیگر جگہوں پہ مستعمل ہے لیکن یہ اسے نہ جانے کیوں نظر نہ آئے؟۔چنانچہ علامہ صاحب نے یہ حوالے پیش کیے تھے:

''ہم یہاں اتنی بات عرض کریں گے کہ فاضل بریلوی حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

''حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد لاعدوی سے مرض جذام مستثنیٰ ہے یعنی اس مرض کے سوا کوئی شے کسی دوسری شے کی طرف تجاوز نہیں کرتی چنانچہ اشعۃ اللمعات میں شیخ محقق علامہ کرمانی شافعی مصنف الکوکب الدراری شرح شرح صحیح بخاری کی طرف اس کو منسوب کیا ہے۔اقول (میں کہتا ہوں) اس نے یہ نہیں کہا ہے بلکہ اس کو نقل کیا ہے لیکن وہ اس پر راضی نہیں ہوا بلکہ اس نے تو صیغہ تمریض یعنی صیغہ ضعف سے اسے ذکر کیا اور لفظ ''قیل'' سے اس کی حکایت کی ہے۔۔الخ''۔

(فتاوی رضویہ، ج24،ص457)

دوسری جگہ فاضل صاحب لکھتے ہیں:

''اشعۃ اللمعات کو جو نسخہ میرے پاس ہے میرے خیال میں اس میں بغوی کی عبارت میں تبدیلی ہوگئی ہے کیونکہ شیخ نے بغوی کے کلام کا جو ہو بہو ترجمہ نقل کیا ہے اس کے باوجود بغوی نے بھی یہ نہیں کہا بلکہ اس نے کلمہ تمریض کے ساتھ اسے نقل کیا ہے (الفاظ فاضل بریلوی کے یوں ہے: انما نقلہ بقیل ممرضا)

(فتاوی رضویہ، ج26،ص258)

آپ تو اسے فقط فقہا کی کتب تک محدود کر رہے ہیں مگر فاضل بریلوی تو اس سے آگے پہنچے ہوئے ہیں لہذا اس کے ثبوت کے بعد بھی ڈھیٹ اور بے شرموں کی طرح قیل کو فن فقہ تک محدود سمجھ کر فن تفسیر کے لیے اس کے ضعف پر مستعمل ہونے پر ثبوت مانگنا اسکی

پرلے درجے کی بے شرمی وطوطا چشمی ہے۔ پھر علامہ ماوردی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ رازی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے جو رضاخانی نے تبصرہ کیا وہ بھی نہایت لچر ہے چنانچہ علامہ ساجد صاحب نقشبندی حفظہ اللہ نے کہیں بھی یہ دعویٰ نہیں کیا کہ یہ قاعدہ کلیہ ہے۔ بلکہ انہوں نے علامہ ماوردی رحمۃ اللہ علیہ کے اسلوب پر عمومی ذکر کیا کہ عموما محبوب چیز کو اول ذکر کیا جاتا ہے۔علامہ صاحب مدظلہ کی اس بات کو تفسیر کبیر پر منطبق کرنا قیاس مع الفارق ہے۔اس کا سبب یہ ہے کہ امام رازی نے تفسیر کبیر میں کافر ا والے قول کو اگر اول نقل کیا ہے تو اس کے آگے تردید بھی موجود ہے۔ جسکا تذکرہ کرنا جناب نے مناسب نہ سمجھا لہذا یہاں یہ اصول نہ چلے گا۔

قارئین ان تمام ابحاث سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہوئی کہ احمد رضا خان کا ترجمہ ضعیف تفسیری اقوال پر مبنی ہے۔ لہذا یہ کسی صورت دیگر تراجم پہ فوقیت نہیں رکھتا بلکہ محاسبہ دیوبندیت کے مطابق سخت ممنوع اور نا قابل قبول ہے۔ مگر یہ شخص اعلی درجے کی ڈھٹائی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اسے دیگر تراجم پر فائق بنا رہا ہے۔ ایں خیال است محال است جنوں۔ سو یہاں بھی یہ رضاخانی انتہائی بے بس اور لاچار نظر آیا اور اپنے مجدد کے ترجمہ کی فوقیت ثابت نہ کرسکا۔ البتہ علما دیوبند کے تراجم وہی ہیں جو جمہور مفسرین کے مطابق ہیں لہذا فائق بھی وہی تراجم ہیں۔

مطالعہ بریلویت سے ترجمہ مجدد بریلوی کی فوقیت کے ثبوت کی ناکام کوشش

علامہ ساجد صاحب نے رضاخانی کی ''مطالعہ بریلویت'' سے مجدد بریلوی کے ترجمہ کی فوقیت ثابت کرنے پر یوں پکڑ کی تھی کہ:

''مطالعہ بریلویت کا حوالہ نقل کرنے میں بھی بریلی کی اعلی حضرتی کا ثبوت دیا مکمل عبارت اس طرح ہے: ''اب رہا خود رفتہ تو بھٹکے ہوئے کے مقابلے میں یہ لفظ نرم ضرور ہے مگر فرہنگ آصفیہ میں خود رفتہ کے یہ معنی لکھے ہیں آپے سے باہر، مدہوشی و بے خبری اس اعتبار سے خود رفتہ میں بھی خاصی حد تک وہی معنی موجود ہیں جسے بقول مصنف مولانا احمد رضا خان

منصب نبوت کے شایان شان نہیں سمجھتے"۔(مطالعہ بریلویت، ج 7،ص 323) حضرت ڈاکٹر صاحب خان صاحب کے ترجمہ کو فوقیت نہیں بلکہ اس پر رد کررہے ہیں۔نرم کے معنی سے ہرگز فوقیت ثابت نہیں ہوتی ایک آدمی کسی کو کہے کہ آپ فلاں کے مقابلے میں نرم ہیں جیسے موم جہاں جس طرف چاہا موڑ دیا؟اب بتائیے یہ مدح ہے؟حضرت ڈاکٹر صاحب نے جو بات کی وہ تاکید الذم بمایشبہ المدح کی قبیل سے ہے(کسی عالم سے اس کا مطلب پوچھ لینا) اور آپ کی زبان میں:"جس کو بخاری صاحب نے طنزا کارخیر سے تعبیر کیا"۔(کنزالایمان اور مخالفین،ص 50) تو یہاں بھی نرم طنزا کہا کہ ایسے نرم کا کیا فائدہ جس کا وہی معنی بنتا ہو جس پر اعتراض ہے"۔(سنی تراجم....ص 55)

اس پہ رضاخانی نے لاچاری و بےبسی سے یوں ثبوت دیا کہ ہم نے مطالعہ بریلویت سے یہ الفاظ نقل کئے تھے کہ اعلی حضرت کا ترجم نرم ہے موصوف کہتے ہیں کہ ایسا طنزا کہا گیا ہے۔جناب آپ کی نقل کردہ عبارت ہی آپ کی اس تاویل کا ازالہ کرتی ہے۔کیونکہ اس جگہ ترجمہ کو نرم تسلیم کر کے مزید اعتراض کیا گیا۔ہے جس کا جواب ہم نے اسی جگہ عرض کر دیا تھا۔(کنزالایمان...جلد 2 ص 58)

جواب: قارئین ملاحظہ فرمائیں کیا یہ جواب ہے؟ عرض یہ ہے کہ آپ کے کہنے سے تو یہ ثابت نہ ہو گا کہ نرم تسلیم کرلیا گیا تھا.یہ کوئی جواب نہیں کوئی معقول بات کرو. یہاں بھی رضاخانی لاجواب رہا۔

حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ فائق ہے

علامہ صاحب نے مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ کی فوقیت ثابت یوں کی تھی کہ:

"غرض خان صاحب کے اس ترجمہ کی دیگر تراجم پر فوقیت بالکل بھی موصوف ثابت نہ کرسکے۔تفسیر جلالین جس کے بارے میں خان صاحب و دیگر کا فتوی ہے کہ صرف راجح قول کو لیتے ہیں اس میں اس آیت کی تفسیر میں ہے:وَوَجَدَكَ ضَالًّا عَمَّا أَنْتَ عَلَيْهِ مِنَ الشَّرِيعَة فَهَدَى أَيْ هَدَاكَ إِلَيْهَا اور یہی ترجمہ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی

صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا تو معلوم ہوا کہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ دیگر تراجم پر فوقیت رکھتا ہے"۔(سنی تراجم.ص55)

بجائے اس کے کہ یہ اس کا جواب دیتا ایک نئی بحث کو درمیان میں لے آیا.کہتا ہے کہ اس کی شرح میں دیوبندی مولوی تفصیلی احکام واصول کے علم نہ ہونے کی بات کی ہے. پھر کہا کہ پھر موصوف نے تھانوی صاحب کے ترجمہ کی بنیاد جلالین کے قول کو قرار دیا، اگر صاحب جلالین کا یہ قول قبول وحجت ہے تو ہم امید کرتے ہیں موصوف ان کے دیگر مواقف سے بھی متفق نظر آئیں گے .جلالین میں تو یہ بھی ہے کہ حضور کو منافقین کا علم تھا فیطلعه علی غیبیه کما اطلع النبی صلی الله علیه وسلم علی حال المنافقین " (تفسیر جلالین زیر تحت سورہ آل عمران آیت نمبر 179)اس کا ترجمہ دیوبندی مفتی صاحب یوں کرتے ہیں: اور اپنے غیب پر مطلع کر دیتا ہے۔جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو منافقین کے حال سے باخبر کر دیا۔(کمالین جل 1 ص 481)اور سرفراز کے مطابق اس قول سے علم ماکان ویکون تسلیم کرنا لازم آتا ہے چنانچہ لکھتے ہیں ظاہر ہے کہ مدینہ طیبہ کے جن منافقین کا ذکر یہاں کیا گیا ہے ان کے دوسرے ظاہری اور باطنی احوال سب ہی علم غیب اور جمیع ما کان ومایکون سے ہیں۔(ازالۃ الریب ص 304)پھر جلالین سے واقعہ غرانیق پیش کیا. (کنزالایمان.....جلد2ص60,59)

جواب: پہلی بات تو یہ کہ آپ نے مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ کی فوقیت کی نفی ثابت ہی نہ کی.بس یہ کہہ دیا کہ دیوبندی مولوی نے اس کی شرح یوں کی ہے.بے شک ہمارے نزدیک یہی شرح ہے مگر بات یہاں ترجمہ کی ہو رہی ہے جس کا غیر فائق ہونا جناب نہ بیان کرسکے.پھر یہ کہنا کہ اگر جلالین کے ایک قول کو لیا ہے تو دیگر اقوال کو بھی لیں اور پھر بعد میں علم غیب اور واقعہ غرانیق کی بحث درمیان میں داخل کر دینا رضاخانی اصول سے یہ دونوں چیزیں نادرست ہیں. چنانچہ ارشد مسعود چشتی فقیر محمد جہلمی سے شاہ شہید رحمہ پر تنقید نقل سے اتفاق کرتے ہوئے نقل کرتا ہے کہ:

''یہاں تک کہ یزید پر لعنت کرنے سے بھی پرہیز کرتے ہیں (راقم الحروف یزید کے متعلق ان کی بات سے متفق نہیں ہے)''۔(کشف القناع جلد 1 ص150)

توجب یزید کے مسئلہ میں فقیر محمد جہلمی سے اتفاق نہ رکھنے کے بعد بھی اسکے ان کے دیگر مواقف سے اتفاق رکھا جاسکتا ہے تو پھر یہاں کیوں نہیں؟ نیز غلام رسول سعیدی سے رضاخانی بھی اتفاق رکھتا ہے اور اشرف سیالوی سے بھی مختلف مسائل میں اتفاق رکھتا ہے مگر مسئلہ نبوت پر اس کے عقیدہ سے اختلاف رکھتا ہے نہ ذنب کے ترجمہ پر سعیدی کی احمد رضا کے ترجمہ کی تغلیط پر متفق.اب ہمارا ابھی مطالبہ ہے جب دیگر جگہوں پر ان لوگوں کو مان رہے ہوتو پھر یہ بھی مان لوکہ ذنب کا ترجمہ مخدوش ,حدیث کے خلاف اور مرجوح ہے.نیز مسئلہ نبوت پر بھی سیالوی کے ہم عقیدہ ہوجاؤ.الغرض جناب کی بات کا بطلان اسی کے گھر سے ہوگیا.اب اصل بحث کو چھوڑ کر علم غیب اور واقعہ غرانیق پر غیر متعلق حوالے پیش کرنے پر بھی اس رضاخانی کو گھر کا آئینہ دکھاتے چلیں چنانچہ ارشد مسعود اثر ابن عباس پر مشتمل بحث والی کتاب کے متعلق لکھتا ہے:

''اپنے 96 صفحات پر مشتمل رسالہ کی ضخامت پوری کرنے کے لیے آپ نے پہلا مضمون شامل کرنے اور غیر متعلقہ بحثیں مسئلہ مسئلہ ذنب ,علم غیب اور حاضر ناظر چھیڑنے سے بھی گریز نہ کیا''۔(دافع الذالتہ الوسواس ص8)

اس حوالہ سے ثابت ہوا کہ مسئلہ تراجم کا ہے اور علم غیب کو اور واقعہ غرانیق کو لانا غیر متعلقہ اور موضوع سے انحراف ہے.اسی انحراف کے متعلق لکھتا ہے کہ:

''موضوع سے فرار اختیار کرنا اصول مناظرہ کی رو سے شکست قرار پاتی ہے''۔

(کشف القناع جلد 1 ص219)

لہذا یہاں بھی رضاخانی شکست فاش کا شکار رہوا.پھر ان ابحاث کا جواب دینا ہم پر لازم بھی نہیں.چنانچہ خود ہی رضاخانی لکھتا ہے:

''نفس گفتگو سے پرہیز کرتے ہوئے جناب نے غیر متعلقہ گفتگو سے ہی اوراق سیاہ کیے''۔

(کنزالایمان....جلد2ص60)

رضاخانی چور مکھی ہی مکھی مار

رضاخانی نے ازالتہ الریب کی عبارت نقل کی:

''ظاہر ہے کہ مدینہ طیبہ کے جن.......جمیع ما کان و ما یکون سے ہے''

جبکہ ازالتہ الریب کی اس عبارت میں یہ ایک لفظ اڑا گیا۔اصل عبارت میں یہ ہے:

''ظاہر ہے کہ مدینہ طیبہ........جمیع ما کان و ما یکون میں سے ہے''

اس حرکت پہ ارشد مسعود لکھتا ہے:

''دیوبندی موصوف نے اپنی پرانی عادت کے پیش نظر یہ حوالہ بھی کسی سے چرایا ہے جس کے باعث تفہیمات الہیہ'' کی پہلی نقل کردہ عبارت میں موصوف نے'' وان ترقی وان الرب ''لکھا ہے جبکہ اصل میں'' وان ترقی، والرب'' کے الفاظ ہیں۔یونہی موصوف نے لکھا کہ'' بالوجوب وبالصفات اللازمة '' جبکہ اصل میں عبارت یوں ہے کہ'' بالوجوب أو بالصفات اللازمة ''.......یہ امور اس بات کی طرف مشیر ہیں کہ موصوف نے اصل سے یہ حوالے نقل نہیں کئے بلکہ کسی سے سرقہ کر کے انہیں اپنی کتاب کی زینت بنایا ہے''۔(کشف القناع جلد2ص17)

اسی طرح لکھتا ہے کہ

''موصوف نے سرقہ شدہ مضامین اور فضول بکواس سے کتاب کی ضخامت کو بڑھانے کی کوشش کی ہے کتاب کے مطالعہ سے دیوبندی موصوف کی علمی بے مائیگی اور قلت مطالعہ کی جھلک واضح نظر آتی ہے حوالوں میں کتر و بیونت موجود ہے اور بمطابق اصل بھی نہیں جس کا مطلب ہے موصوف نے مکھی پہ مکھی ماری ہے''۔

(کشف القناع جلد1ص32,31)

لہذا رضاخانی چور اور مکھی پہ مکھی مار ثابت ہوا۔

مغفرت ذنب

رضاخانی نے لکھا:

''آیت مذکور میں ذنب کا لفظ اپنے حقیقی معنی میں استعمال نہیں ہوا اور ترجمہ کرتے وقت اس کے حقیقی مراد کو سامنے رکھا جائے گا۔لیکن اگر کوئی لفظی ترجمہ کر بھی دے تو اس پر گستاخی کا فتوی نہیں ۔(کنزالایمان اور مخالفین،ص ۱۷۷)''۔

اس پر علامہ ساجد نے جواب دیا

''ہم نے (۱) النجوم شہابیہ سے ۵۴ بریلوی علماء (۲) فیصلہ کیجئے (۳) مناظرہ گستاخ کون (۴) محاسن کنزالایمان ۔کے حوالے پیش کئے کہ نبی کریم ﷺ کی طرف ذنب کی حقیقت نسبت یعنی ''گناہ'' کرنا گستاخی ہے۔(۵) اسی طرح غلام مہر علی نے عصمۃ النبی میں اس کی نسبت نبی کریم ﷺ کی طرف کرنے پر پوری کتاب لکھی کہ یہ گستاخی ہے ۔(۶) محاسن کنزلایمان (۷) فاضل بریلوی اور کنزالایمان (۸ الذنبک (۹) غوث اعظم اور اعلی حضرت (۱۰) مواخذہ التبیان (۱۱) مواخذہ معرکۃ الذنب نے بھی ذنب یا گناہ کی نسبت نبی کریم ﷺ کی طرف کرنے کو گستاخی کہا۔مزے کی بات ان میں سے اکثر کتابیں اپنے بریلوی مولویوں کے خلاف لکھی گئی ہیں۔اسی طرح صاجزادہ ابوالخیر لکھتے ہیں:''اس فرقے کا عقیدہ اور نظریہ یہ ہے کہ آیۃ مبارکہ لیغفرلک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر میں جو ذنب کی نسبت اللہ تعالی نے حضور کی طرف دی ہے اس کا ترجمہ اور تشریح کرتے وقت خواہ ذنب کے کوئی سے بھی معنی لئے جائیں اس کی کوئی سی بھی تاویل کی جائے بہر حال لفظ ذنب یا اس کا ترجمہ گناہ یا خطاء وغیرہ سے کر کے اس کی نسبت حضور کی طرف قائم رکھنا یہ غلط ہے بلکہ سنگین بے ادبی گستاخی جہالت اور گمراہی ہے''۔(مغفرت ذنب،ص ۳) یہ عقیدہ کہ ذنب کی نسبت حضور ﷺ کی طرف کرنا یا گناہ وخطاء کی نسبت حضور ﷺ کی طرف کرنا گستاخی و بے ادبی ہے یہ تمام بریلوی عوام وخواص کا عقیدہ ہے۔مفتی محمد رمضان لکھتا ہے:''ذنب،ذنب ہی رہے گا ذنب ہر حال میں ذنب ہے گناہ ہے۔جس سے اللہ کا ہر نبی و رسول پاک ہے''۔(معارف رضا کنزالایمان

نمبر،ص ۱۵۹) یہ سارے مولوی تو کہہ رہے ہیں کہ ذنب کا لفظی ترجمہ یعنی گناہ کرنا نبی کریم ﷺ کیلئے گستاخی وکفر ہے لیکن موصوف کہتے ہیں کہ یہ نہ تو گستاخی ہے نہ کفر۔لہذا ان تمام علماء کے فتووں سے خود کافر وگستاخ ہوئے۔عرف میں گناہ سے مراد موصوف کے نزدیک کوئی چیز گستاخی تب ہی شمار ہوگی جب عرف میں گستاخی ہو۔لغوی یا حقیقی مراد خواہ کچھ بھی ہو تو سنئے عبد المجید سعیدی لکھتا ہے:”گناہ کے الفاظ کو بار بار علی الاطلاق بول کر اسے رسول اللہ ﷺ کی ذات والاصفات سے نسبت دی جو بہت بڑا جرم ہے کیونکہ عرف میں لفظ”گناہ“ کو جب علی الاطلاق بولا جائے تو تبادراً اس سے کبیرہ یا صغیرہ ہی مراد ہوتا ہے۔۔۔پس اس لفظ کے سنتے ہی ذہن فوراً ان دو قسموں (کبیرہ اور صغیرہ) میں سے کسی ایک کی طرف منتقل ہو جاتا ہے اور عوام اس سے یہی سمجھتے ہیں کہ اس سے مقول لہ کی طرف کبیرہ یا صغیرہ کی نسبت کی جارہی ہے جو عوام کیلئے یقینا پریشانی اور گمراہی کا باعث ہے“۔(کنزالایمان پر اعتراضات کا آپریشن ص۵۹۔۶۰)اور پھر آگے لکھتے ہیں:”صاجزادہ موصوف نے یہ اقدام کرکے ان واضح قرآنی ارشادات کی صریح خلاف ورزی کی ہے جن میں اللہ تعالی نے اپنے محبوب کا ہر حوالے سے ادب کرنے کا امر فرمایا ہے“۔(کنزالایمان پر اعتراضات کا آپریشن،ص ۶۱) پس معلوم ہوا کہ ذنب کا لفظی ترجمہ یعنی گناہ کرنا نبی کریم ﷺ کیلئے یہ آپ ﷺ کے ادب کے خلاف ہے اور گستاخی ہے اور عوام کو گمراہی میں ڈالنا ہے۔مگر آج کے یہ رضاخانی ٹٹ پونجیئے ہمارے مضبوط علمی گرفت سے حواس باختہ ہو کر کہتے ہیں کہ اس پہ گستاخی کا فتوی نہیں۔کیوں؟ کیونکہ اب اپنے لوگوں کی گردن پھنس گئی ہے اب منافقت کے تمام ریکارڈ توڑنے ہیں۔یاد رہے کہ عبدالمجید سعیدی نے یہاں یہ نہیں کہا کہ چونکہ صاجزادہ ابوالخیر سنی عالم ہے لہذا گناہ کی تاویل کی جائے گی بلکہ واضح فتوی دیا کہ قرآن کی ان آیات کی خلاف ورزی کی جس میں نبی کریم ﷺ کے ادب کا ذکر ہے،گویا نبی کریم ﷺ کی بے ادبی کی۔اب میرا بریلوی مفتیان سے سوال ہے کہ تم ذرا جواب دو کہ ایک سنی عالم اگر نبی کریم ﷺ کی بے ادبی وگستاخی کردے تو اس پر کیا فتوی ہے؟ایک اور مولوی لکھتا ہے:”یہاں بھی ان مترجمین نے خطاوں کو حضور

ﷺ کی ذات سے منسوب کر دیا ان غیر محتاط مترجمین کے تراجم سے یہ تاثر پیدا ہوتا ہے کہ معاذ اللہ حضور ﷺ سے پہلے بھی گناہ سرزد ہوتے رہے ہیں اور بعد میں بھی''۔(فیضان اعلی حضرت،ص ۴۰۲) گویا ان تراجم سے تاثر ہی یہ پھیل رہا ہے کہ حضور ﷺ سے گناہ سرزد ہوتے تھے۔لہذا ان کا ترجمہ کرنے والا کوئی بھی ہو جب عرف میں وہ گستاخی شمار ہوگا تو گستاخی کا فتوی لگے گا اور موصوف یہ تسلیم کر چکے ہیں کہ انبیا علیہم السلام سے گناہ کبیرہ کا صدور گستاخی ہے(یہ تاویل نہیں چلے گی کہ میں نے فتوے نہیں لگائے آپ نے یہ مضمون میرے مضمون کے جواب میں لکھا ہے اور میں نے جو فتوے پیش کئے آپ کی یہ گفتگو اسی کی توجیہ میں ہے) دوسری تاویل''ہم پہلے واضح کر آئے ہیں کہ ترجمہ میں حقیقی اور مجازی معنی کی وضاحت عقیدہ کرتا ہے۔۔۔۔۔جب کسی اہل سنت عالم نے انبیاء کی طرف ذنب کی نسبت کی ہے تو اس سے مراد مجازی معنی ہوگا یعنی صورۃ ذنب،خلاف اولی وغیرہ لیکن اگر یہ کام دیوبندی کریں تو حقیقی معنی مراد لیا جائے گا کیونکہ حضرات انبیاء سے گناہ کا صدور مانتے ہیں۔(کنزالایمان اور مخالفین،ص ۱۷۷)اور پھر آگے ذنب کا حقیقی معنی لکھتے ہیں:''یہاں نانوتوی صاحب انبیاء سے دروغ صریح یعنی جھوٹ کا صدور مان رہے ہیں جو گناہ کبیرہ ہے۔اس لئے جب دیوبندی حضرات ترجمہ میں گناہ کا لفظ لکھیں گے تو اس سے مراد معنی حقیقی ہوگا''۔(کنزالایمان اور مخالفین،ص ۱۷۸) پہلا جواب تو یہ ہے کہ آپ کے مولوی ابوالخیر زبیر،غلام رسول سعیدی نے اس کی نسبت نبی اکرم ﷺ کی طرف کی۔اور آپ کی طرف سے معرکۃ الذنب،لذنبک ،مواخذہ التبیان جیسی کتب لکھی گئیں۔بریلوی مولوی لکھتا ہے:''جن(غلام رسول سعیدی) کے رد میں جوابات رضویہ از عالم ربانی محقق لاثانی علامہ غلام مہر علی اور کتاب معرکہ ذنب از علامہ غلام مہر علی منصہ عام پر پیش ہوئی''۔(معارف رضا کا کنزالایمان نمبر،ص ۱۶۰) لہذا یہ کہنا کہ یہ ان کا ذاتی نظریہ ہے مردود ہے۔ان کے نظریہ کو آپ کے مولویوں کی تائید حاصل ہے۔پھر اگر اس طرح ذاتی نظریہ کہہ کر کسی بھی بات سے جان چھڑائی جا سکتی ہے تو میں کہوں گے کہ آپ نے جو اپنی اس کتاب میں لکھا ہے وہ سب آپ کا یا آپ کے چند مولویوں کا ذاتی نظریہ ہے

پہلے اپنے جمہور علماء سے اس کتاب کی تائید لکھوا کر لاو تا کہ کل کو ہم اسی طرح کا کوئی حوالہ پیش کریں تو یہ کہہ کر کوئی رد نہ کر دے کہ یہ ان کا ذاتی نظریہ ہے ۔اس کے بعد ہم آپ کی کتاب کا جواب دیں گے ۔حضور ﷺ کا ادب اس میں ذاتی یا جمہور کے خلاف کا کیا معنیٰ ؟ کل کو کوئی کہہ دے کہ میں معاذ اللہ حضور ﷺ کو نہیں مانتا تو آپ یہ کہیں گے کہ یہ ان کا ذاتی نظریہ جمہور سے ہٹ کر ہے؟ آنجناب کی کتاب پر تقریظ لکھنے والا کاشف اقبال عبد الماجد دریا آبادی کے متعلق لکھتا ہے کہ انہوں نے مرزے کی تکفیر نہیں کی ۔اب یہ پورے مسلک دیوبند سے الگ رائے ہے آپ کے اصول کے مطابق اسے ان کے ذاتی تفرد اور مخالفت جمہور پر محمول ہونا چاہئے تھا مگر اس ایک قول کی بنیاد پر پوری دیوبندیت اور قادیانیت کا معاذ اللہ گٹھ جوڑ ثابت کرنے بیٹھ گئے ۔ یہاں یہ اصول یاد نہیں آیا؟ آپ نے اپنی کتاب کے ص ۱۴ پر خضر حیات مماتی کی کتاب کے حوالہ دیا اور اس سے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ ثابت ہوا کہ دیوبندی ایک فتنہ ہے ۔(ملخصا کنز الایمان ،ص ۱۵) جب ایک مماتی ،پنجپیری ،معتزلی جسے بالاتفاق علمائے دیوبند نے اہل السنۃ سے خارج قرار دیا کہ بات پر پورا مسلک دیوبند فتنہ معاذ اللہ ثابت ہوسکتا ہے تو غلام مہر علی کی بات سے تمہارے مولوی گستاخ کیوں ثابت نہیں ہوسکتے ؟ اگر کہو کہ مماتی کو دیوبندیوں نے دیوبندی تسلیم کیا تو یہ بھی دجل وفریب ہے ۔لیکن سر دست اس کے جواب میں عرض ہے کہ مماتیوں کو تو دیوبندیوں نے بالفرض دیوبندی بھی تسلیم کیا ہو تو اس کی بات پر پورا مسلک معاذ اللہ فتنہ بن جائے تو غلام مہر علی جس کو تمہارے لوگوں نے اپنا اکابر اور مناظر اسلام لکھا اس کے فتوے پر گستاخی کیوں نہیں بنے گی ؟ اس کے بعد اب دو باتیں ہیں یا تو آپ لوگ علی الاطلاق ذنب کی نسبت کو نبی کریم ﷺ کی طرف کرنے کو گستاخی کہتے ہو جیسا کہ ہم نے ماقبل میں بیان کیا لہذا یہ تاویل کہ عقیدہ بدلنے سے حکم بدل جائے گا نری گلو خلاصی ہے ۔یا پھر آپ کے یہ مولوی بھی نبی کریم ﷺ سے گناہ کبیرہ کا صدور مانتے ہیں تبھی تو آپ کے لوگوں نے ان پر فتوے لگائے تو پھر واویلا صرف ہم پر کیوں؟ پھر تمہارا مولوی لکھتا ہے کہ :’’ذنب گناہ جرم اور بدعملی کو کہا جاتا ہے ۔۔ہر نبی ورسول ﷺ ذنب، اثم ،جرم ،اور معاصی سے

پاک اور مبرا اور معصوم ہوتا ہے ۔۔مذکورہ حوالہ جات سے آپ نے دیکھ لیا ذنب اور عصمت ایک دوسرے کی ضد ہے ذنب والا معصوم نہیں اور معصوم ذنب والا نہیں مذنب نہیں ''۔(معارف رضا کنزالایمان نمبر،ص ۱۵۸) پس جب آپ کے نزدیک ذنب کا لفظ ہی عصمت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف ہے تو یقینا جنہوں نے ذنب کی نسبت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف کی وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معصوم نہیں مانتے اب جو اعتراض آپ حجۃ الاسلام حضرت مولانا قاسم نانوتوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے کر کے علمائے دیوبند کو اس ترجمہ کی وجہ سے مورد الزام وگستاخ ٹھرا رہے تھے وہی آپ کے گھر سے نکل آیا۔ یہاں یہ تاویل بھی نہیں چل سکتی کہ دیوبندیوں کو سامنے رکھ کر کہا جا رہا ہے کیونکہ یہ ساری گفتگو غلام رسول سعیدی کے رد میں کی جا رہی ہے ۔رہا تصفیۃ العقاید کی عبارات تو اس کا منہ توڑ جواب ہم دفاع اہل السنۃ جلد اول میں دے چکے ہیں ۔حجۃ الاسلام حضرت مولانا نانوتوی کی جو عبارت پیش کی اس میں بھی بدترین دجل کیا۔اور وہ رضاخانی ہی کیا جو دجل وفریب سے کام نہ لے۔مکمل عبارت اس طرح ہے:

''پھر دروغ صریح بھی کئی طرح پر ہوتا ہے جن میں سے ہر ایک کا حکم یکساں نہیں ہر قسم سے نبی کو معصوم ہونا ضروری نہیں اگرچہ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب ہی سے محفوظ رہے ہوں ''(تصفیۃ العقاید،ص ۲۹) مغفرت ذنب والی آیت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کے بارے میں ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں مولانا رحمۃ اللہ علیہ نے وضاحت کر دی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دروغ سے معصوم ہیں ۔جس کو فریق مخالف نے گناہ کبیرہ لکھا۔لہذا ہم بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دروغ صریح (بالفاظ فریق مخالف گناہ کبیرہ) کا صدور نہیں مانتے ۔تو ہمارے متعلق بھی اس آیت کے وہی معنی کئے جائیں گے جو بریلوی علماء کے متعلق فریق مخالف کرنے کی کوشش کر رہا ہے ۔ پھر اس کا ایک الزامی جواب یہ بھی دیا جا سکتا ہے کہ صاحبزادہ ابوالخیر کا حوالہ جو ہم نے مسلک اعلی حضرت میں پیش کیا اسے موصوف نے ان کی ذاتی رائے پر محمول کیا۔اسی طرح غلام مہر علی کی رائے کو ان کی ذاتی رائے قرار دیا۔تو ہم بھی کہہ سکتے ہیں کہ بالفرض حضرت

نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت سے وہی مفہوم نکلتا ہو جو موصوف نے نکالا تب بھی یہ ان کی ذاتی رائے ہوگی تو اس پر پوری جماعت کو کیسے آپ ہی کے اصول کے مطابق مطعون کیا جاسکتا ہے؟

الکوکبۃ الشھابیہ اس کے متعلق موصوف کہتے ہیں کہ وہاں دیوبندی تراجم پر رد ہے ۔تو ہمارا یہ دعوی کب ہے کہ بریلوی تراجم پر رد ہے؟ ہمارا مدعی تو یہ تھا کہ آپ کے نزدیک ذنب وگناہ کی نسبت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف کرنا ہی گستاخی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ،کفر ومخالف عصمت نبی ہے ۔لہذا جو حوالہ جات ہم نے ذکر کئے وہ سب اس کی زد میں آئیں گے ۔یہ خود ساختہ اصول بھی نہیں چلے گا کہ دیوبندی کریں گے تو گستاخی ہوگی بریلوی کریں گے تو گستاخی نہیں ہوگی ۔اس لئے کہ آپ ہی کے مسلک کے لوگوں نے اپنے ہی ہم مسلک لوگوں کے خلاف ،جوابات رضویہ ،معرکہ الذنب ،لذنبک وغیرہ جیسی کتب لکھ کر اس تاویل کا بھرکس نکال دیا ہے ۔کہ خواہ گناہ و ذنب کی نسبت کرنے والا کوئی بھی ہو وہ گستاخ ہی ہوگا ۔احمد سعید کاظمی لکھتا ہے: ’’ہمارا مسلک مسئلۂ تکفیر میں ہمارا مسلک ہمیشہ سے یہی رہا ہے کہ جو شخص بھی کلمۂ کفر بول کر اپنے قول یا فعل سے التزامِ کفر کر لے گا تو ہم اس کی تکفیر میں تامل نہیں کریں گے ۔خواہ وہ دیوبندی ہو یا بریلوی ،لیگی ہو یا کانگریسی ،نیچری ہو یا ندوی ۔اس بارے میں اپنے پرائے کا امتیاز کرنا اہل حق کا شیوہ نہیں‘‘ ۔(الحق المبین ،ص ۳۶ ،۳۷) لیجئے جناب آپ کے تمام کئے کرائے پر سعید کاظمی نے پانی پھیر دیا ۔گستاخی کوئی بھی کرے اپنا یا پرایا دیوبندی یا بریلوی اپنے پرائے کی کوئی تمیز نہیں یہی آپ کا مسلک ہے ۔مگر آج منافقت کی انتہاء کرتے ہوئے یہ اصول گھڑتے ہوئے انہیں ذرا شرم نہیں آتی کہ اگر دیوبندی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق میں کچھ کہیں گے تو وہ معاذ اللہ گالی بن جائے گا اور ہم اگر بولیں گے تو وہی گالی عین اسلام بن جائے گی؟ ۔آج تک عوام کی آنکھوں میں یہی دھول جھونکتے رہے کہ ہمارا دیوبندیوں سے اختلاف نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ناموس پر ہے ہم اس کو برداشت نہیں کرسکتے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین ہمارا باپ بھی کرے تو ہم معاف نہیں کریں گے ۔اور علمائے دیوبند یہی کہتے رہے کہ ان کا دیوبندیوں

سے اختلاف صرف تعصب اور ضدو ہٹ دھرمی کی بنیاد پر ہے جس کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ ان کا اپنا کوئی بڑا کتنا ہی بڑا کفر کرلے ان کے منہ سے ایک لفظ نہیں نکلتا۔آج ہماری مضبوط علمی گرفت سے ان کی یہ منافقت کھل کر سامنے آگئی کہ ہاں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گستاخی کوئی بریلوی کرے تو ہم اس کو گستاخ نہیں کہیں گے لیکن دیوبندی اگر صحیح بات بھی کردے تو ہم نے نہیں چھوڑنا۔اشرف سیالوی کے خلاف چھ سات کتب آچکی ہیں کہ گستاخ ہے ،غلام رسول سعیدی کو گستاخ کہا گیا،ابوالخیر زبیر کو گستاخ کہا گیا،شاہ تراب الحق قادری کو گستاخ کہا گیا حسن علی رضوی کو گستاخ کہا گیا نعیم الدین مرادآبادی پر کفر کے فتوے لگے،احمد رضاخان اور اس کی اولاد پر ان کی زندگی ہی میں کفر کے فتوے لگے اس تمام کی تفصیل میں اپنی کتاب دفاع اہل السنۃ والجماعہ جلد دوم کے مقدمہ میں دے چکا ہوں تو اگر معاذ اللہ دیوبندی گستاخ ہیں اس لئے ان کی صحیح بات بھی گستاخی پر محمول ہوگی تو تمہاری گستاخیوں پر بھی تو کتب لکھی جاچکی ہیں پھر تمہارا ذنب گستاخی پر محمول کیوں نہیں ہوگا؟ یہ کہنا کہ دیوبندی چونکہ انبیاء سے گناہ کبیرہ کا صدور مانتے ہیں اس لئے ان کا ذنب وگناہ حقیقی مراد ہی پر محمول ہوگا اس لئے گستاخ ہیں ۔تو عبد المجید سعیدی کے حوالے سے ہم نقل کر چکے ہیں کہ ’’ذنب وگناہ‘‘ سے عرف میں عوام گناہ کبیرہ ہی مراد لیتی ہے ۔اور موصوف یہ تسلیم کر چکے ہیں کہ عرف کی بنا پر گستاخی بنے گی لہذا جس جس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف ذنب یا گناہ کی نسبت کی وہ سب باعتبار بریلوی اصول حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے گناہ کا صدور مانتے ہیں لہذا عصمت انبیاء کے منکر ہوکر بریلویوں بھی گناہ کا حقیقی مرادی معنی ہی تسلیم کرتے ہیں ۔پھر بریلویوں نے ساتھ یہ بھی تو لکھا کہ اگر یہ تراجم دشمنان اسلام کے ہاتھ لگ جائیں تو وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کیسا تصور کریں گے؟ تو دشمنان اسلام کے ہاتھ کیا صرف دیوبندی ترجمہ لگے گا؟ عیسائی اور یہودیوں کو کیا علم کہ گناہ کا معنی مجازی کیا ہوتا ہے اور حقیقی؟ دیوبندیوں کے کیا عقائد ہیں اور بریلویوں کے؟ ۔لہذا یہ سب ان رضاخانیوں کی خود ساختہ تاویلات ہیں ۔بریلوی حضرات نے جہاں جہاں ان تراجم پر اعتراض کیا اس میں کہیں اس تقسیم کو ملحوظ نہیں رکھا جو آج یہ مجیب صاحب کررہے ہیں ۔پھر خود الکوکبۃ الشہابیہ میں اس

تاویل کارد ان الفاظ کے ساتھ ہیں: ''ایک شبہ کاازالہ دیوبندیوں کی طرف سے یہ فتوی پڑھ کر سنیوں کو بہکانے کیلئے کہا جائے گا کہ ان ترجموں کا رد کیا اور غلطیاں بتائیں اور ان پر احکام شرعیہ بیان کئے مگر جناب شاہ رفیع الدین صاحب دہلوی اور شاہ عبدالقادر صاحب دہلوی کے ترجموں کی غلطیاں کیوں بیان نہ کیں اور نہ ان پر فتوی لگایا۔ جواب۔ اس کا یہ ہے کہ شاہ صاحبان کی طرف جو ترجمے منسوب ہیں ان میں یہ الفاظ یا ان سے قریب قریب ہیں۔ لیکن ان دونوں صاحبان اور شاہ عبد العزیز صاحب و شاہ ولی اللہ صاحب کی جملہ تصانیف ان وہابیوں دیوبندیوں کے ہاتھوں اور ان کے ذریعے سے پہنچی ہیں جن میں ان وہابیوں دیوبندیوں نے اپنے کفریات کی موافقت و تائید کی عبارتیں بڑھائیں اور عقیدوں کے خلاف عبارتوں کو گھٹایا اس تصرف کے بعد شاہ صاحبان اربعہ کی کتابیں ہم سنیوں تک پہنچیں تو اس الحاق کے بعد شاہ صاحب پر فتوی تو نہیں ہوسکتا''۔ (الکوکبۃ الشہابیہ، ص ۲۷، ۲۳) ملاحظہ فرمائیں بریلوی مولوی نے یہ نہیں کہا کہ شاہ صاحبان پر فتوی اس لئے نہیں لگا رہے ہیں کہ ان کا ذنب یا مکر سے مراد کچھ اور ہے اور دیوبندیوں کا کچھ اور بلکہ چونکہ یہ کتب ہم تک دیوبندیوں کے واسطے سے پہنچی ہیں اس لئے اس میں تصرف ہوا ہے۔ معلوم ہوا کہ اگر شاہ صاحبان کی غیر تصرف شدہ کتب میں اس قسم کی باتیں بقول بریلویہ ہوتی تو ان پر بھی فتوی لگتا اس قسم کی کوئی تفریق نہ کی جاتی جو موصوف کو آج سوجھ رہی ہے۔ مولوی غلام نصیر الدین سیالوی لکھتا ہے: ''ان تصریحات سے واضح ہوا گیا کہ صریح الدلت الفاظ جو بے ادبی و گستاخی پر دلالت کریں ان کا عمدا اور بلا جبر و اکراہ بارگاہ نبوی میں استعمال باوجود یہ معلوم ہونے کے کہ یہ الفاظ توہین وتحقیر پر دال ہیں کفر ہے۔ ان میں توجیہ و تاویل کا کوئی جواز نہیں اور اس میں مراد متکلم نہ ہونے والا عذر قابل قبول نہیں ہے۔ نیز الفاظ میں معانی وضعیہ کا اعتبار نہیں ہوگا بلکہ عرف عام میں ان کا جو مطلب و مفہوم ہوگا اسی پر حکم صادر ہوگا''۔ (عبارات اکابر کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ ،حصہ اول ،ص ۲۵) لیجئے سیالوی صاحب کہتے ہیں نہ لغوی معانی کا اعتبار، نہ قائل کی مراد و عقیدہ کا اعتبار جیسا کہ یہ رضاخانی کہہ رہا ہے بلکہ عرف کو دیکھا جائے گا۔ اگر عرف میں معنی بے

ادبی والا ہے تو اس پر گستاخی کا فتوی لگے گا۔اور ہم نے ما قبل میں نا قابل تردید دلائل پیش کر دئے کہ عرف میں ذنب کی نسبت نبی کریم ﷺ کی طرف کرنا گستاخی ہے ۔لہذا غیرت کرو اور اپنے ان علما کو رجسٹرڈ شدہ جہنمی تسلیم کرو۔ ہمارے پیش کردہ تفسیری حوالہ جات کے جواب میں موصوف کہتے ہیں: ''لہذا ان کی پیش کردہ عبارات ہمارے خلاف نہیں ساجد صاحب کو چاہئے تھا کہ کوئی ایسی عبارت پیش کرتے جس میں لفظ گناہ کی نسبت حقیقی معنی میں موجود ہوتی مگر جناب ایسا ایک حوالہ بھی پیش نہیں کر سکے''۔(کنزالایمان اور مخالفین،ص ۱۸۱) پھر وہی پرانا ڈھکوسلا ہم واضح کر چکے ہیں کہ بریلوی مذہب میں گناہ و ذنب کا لفظ ہی عصمت انبیاء کے مخالف ہے ۔اور اسی بنیاد پر بریلویوں کا فتوی ہے ۔لہذا ہمارے پیش کردہ حوالہ جات بریلوی فتاوی جات کی زد میں ہے جس کا کوئی جواب موصوف کے پاس نہیں ۔ہم بھی تمہیں چیلنج کرتے ہیں کہ جن دیوبندی اکابر کے تراجم پر تم نے گستاخی کے فتوے لگائے ثبوت دو کہ وہ ذنب کو اس کے حقیقی معنی میں مراد لیتے ہیں ۔نہیں تو۔شرم شرم شرم۔پھر بریلویوں نے خطاء کا ترجمہ کرنے پر بھی گستاخی کے فتوے لگائے تھے ۔ہم نے اس بناء پر خان صاحب بریلوی کا ترجمہ سورۃ الشعرا بطور الزام پیش کیا تھا جس کی صاف وضاحت وہاں موجود ہے ۔اس کے جواب میں اسے مستقل اعتراض بنا کر اس کا جواب دینا دجل وفریب کے سوا کچھ نہیں ۔اس رضاخانی ہی کی کتاب میں ہے: ''دیوبندی مولویوں کی لیاقت کا یہ عالم ہے کہ علمائے اہلسنت دیوبندیوں کے رد میں کتب میں دیوبندیوں پر نقد کی عبارات میں الزامی اور تحقیقی نقد کو سمجھنے کی صلاحیت سے بھی محروم ہیں تو پھر ان کی اوقات علمی کا اندازہ لگانا کسی بھی سلیم العقل کیلئے مشکل نہیں''۔(کنزالایمان اور مخالفین،ص ۱۲) لہذا ایک الزامی حوالہ پر یہ عنوان قائم کرنا: ''اعلی حضرت کے ترجمہ پہ اعتراض کا جواب''۔(کنزلایمان اور مخالفین،ص ۱۸۱) اس رضاخانی کی علمی لیاقت کا پتہ دیتی ہے ۔بہرحال خان صاحب یہاں خطاء سے جو بھی مراد لیتے ہوں ہمیں اس سے غرض نہیں ۔جب خطاء کی نسبت نبی کریم ﷺ کی طرف کرنا ہی گستاخی ہے تمہارے مذہب میں تو خان صاحب پر گستاخی کا فتوی لگا۔اگر خزائن العرفان وغیرہ کے حاشیوں سے

ترجمے کی وضاحت کرنی ہے تو پھر ہم پرفتوے لگاتے ہوئے ہمارے حاشیہ کیوں چیک نہ کئے؟ مولانا قاضی مظہرحسین صاحب کی کتاب علمی محاسبہ کے جتنے بھی حوالے پیش کئے وہ سب مودودی کے خلاف ہے۔اور یہ اصول تو موصوف تسلیم کرہی چکے ہیں کہ عقیدہ بدل جانے سے حکم بدل جاتا ہے۔لہٰذا مودودی صاحب چونکہ عصمت انبیاء کے قائل نہ تھے لہٰذا وہ جب گناہ کی نسبت انبیاء کی طرف کریں گے تو اس سے آنجناب کی اصطلاح میں معنیٰ حقیقی ہی مراد ہوگا، لیکن جب علمائے دیوبند جو عصمت انبیاء کے قائل ہیں گناہ کی نسبت انبیاء کی طرف کریں گے تو اس سے آنجناب کی اصطلاح میں معنیٰ مجازی مراد ہوگا۔لہٰذا علمی محاسبہ کے حوالہ جات ہمارے خلاف نہیں۔فیض احمد اویسی نے رضاخانی تاویل کا بھرکس نکال دیا فیض احمد اویسی علمائے دیوبند اور دیگر کے تراجم پر اعتراض اور انہیں گستاخانہ ذکر کرکے لکھتے ہیں: ’’مانا کہ مترجمین کا یہی عقیدہ ہے کہ نبی پاک ﷺ گناہ وخطاء وقصور سے معصوم ہیں قبل از نبوت بھی صغایر سے بھی کبائر سے بھی۔لیکن ترجمہ کو عام آدمی پڑھے گا اور صرف ترجمہ سے تو لازما یہی سمجھے گا کہ (معاذ اللہ) نبی علیہ السلام ہماری طرح عام بشر ہیں جیسے ہم سے گناہ وخطاء وقصور سرزد ہوتا ہے تو توبہ وغیرہ سے معاف ہوجاتا ہے یونہی نبی علیہ السلام کا حال ہے صرف فرق یہی ہے کہ نبی ہیں انہیں بلا توبہ معاف کیا جارہا ہے اور ہم امتی ہیں ہمارے گناہ وخطاء وقصور توبہ سے معاف ہوتے ہیں وغیرہ وغیرہ ان تراجم میں نبی پاک ﷺ کی عصمت پر حملہ ہوا‘‘۔

(کنزلایمان پر اعتراضات کے جوابات،ص ۷۵)

لوجی آپ کے شیخ الحدیث والتفسیر نے تمام تاویلات کا بھرکس نکال دیا۔آپ کا یہ کہنا کہ بریلوی چونکہ انبیاء علیہم السلام کی عصمت کے قائل ہیں وہ انبیاء سے گناہ کبیرہ کا صدور نہیں مانتے اس لئے وہ اگر گناہ کا ترجمہ کریں تو ٹھیک اور دیوبندی چونکہ انبیاء علیہم السلام سے گناہ کبیرہ کا صدور مانتے ہیں اس لئے وہ اگر گناہ کا ترجمہ کریں گے تو گستاخ۔تو اول تو اس نے یہ کہہ دیا کہ اگر حضور ﷺ کی عصمت کا قائل ہو (جیسا کہ موصوف کہہ رہے ہیں کہ ہم قائل ہیں لہٰذا ہماری گستاخی نہیں بنے گی) تب بھی ایسا ترجمہ کرنے والا حضور ﷺ کی عصمت کا منکر اور کافر

ہے ۔اور ثانیا بریلوی معترض کے اس اعتراض کا جواب بھی ہوگیا کہ دیوبندی معاذ اللہ حضور ﷺ سے گناہ کبیرہ کا صدور مانتے ہیں فیض احمد اویسی نے واضح کر دیا کہ دیوبندی حضور ﷺ کی عصمت کے قایل ہیں ۔آپ سے گناہ تو دور خطا وقصور کا صدور بھی نہیں مانتے ۔اسے کہتے ہیں کیا خوب کہ اپنا پردہ کھولے جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے ۔نیز رضاخانی کیبنٹ لکھتی ہے:’’قارئین کرام !ایک صاحب فرماتے ہیں کہ اعلی حضرت نے اپنے گناہ اور گستاخیوں پر پردہ ڈالنے کیلئے دیوبندی حضرات کی تکفیر کی جبکہ دوسرے صاحب کہتے ہیں کہ انگریز کے ایماء پر تکفیر کی۔ یہ متضاد باتیں اس بات کا ثبوت ہیں کہ یہ صرف الزام تراشی ہے اور کچھ نہیں‘‘ ۔(کنزالایمان اور مخالفین ،ص ۲۰۱)اب موصوف کہتے ہیں کہ علمائے دیوبند معاذ اللہ عصمت انبیاء کے قائل نہیں اور اویسی صاحب کہتے ہیں کہ قائل ہیں ۔تو آپ ہی کی زبانی یہ متضاد باتیں اس بات کا ثبوت ہیں کہ آپ کی یہ ساری خامہ فرسائی صرف اور صرف الزام تراشی ہے اور کچھ نہیں ۔جاء الحق کا جواب اس کے جواب میں موصوف کہتے ہیں کہ اس میں امکان کی بات ہے وقوع کی نہیں ۔’’حضرت والا کو پتہ ہونا چاہیئے کہ’’امکان وقوع کو لازم نہیں‘‘ ۔(فتاوی رشیدیہ،ص ۲۰)‘‘ ۔(کنزالایمان اور مخالفین ،ص ۱۸۷)

علامہ صاحب کی اس زبردست پکڑ پر رضاخانی نام نہاد جواب کا خلاصہ

ذنب کا ترجمہ گناہ کرنے کے حوالے سے قاضی مظہر حسین کے حوالے دیئے کہ” ترجمہ کرتے وقت احتیاط سے کام نہیں لیا چنانچہ انہوں نے لفظ ذنب کا ترجمہ گناہ کر دیا ہے” مترجمین نے ذنب کا ترجمہ گناہ کیا ہے حالانکہ امام الانبیاء والمرسلین کی طرف گناہ کی نسبت نہیں ہوسکتی.(کنزالایمان ....جلد2 ص 61) پھر ان کی توثیق ثابت کرنے کے لیے (مشاجرات صحابہ اور راہ اعتدال صفحہ-15 از عبد الجبار سلفی) اور حقیقی دستاویز از ابو الحسنین ہزاروی کے حوالے دیے(کنزالایمان جلد 2 صفحہ 66) پھر کہاں ذنب کا ترجمہ گناہ کرنا درست نہیں جو کوئی بھی کرے بریلوی ہوں یا دیوبندی. پھر اس میں عبدالرزاق بھترالوی

کی عبارت نقل کی. پھر کہا ترجمہ کی بنا پر تکفیر ممکن نہیں. ڈاکٹر زبیر حیدر آبادی کے متعلق کہا کہ اس نے ذنب سے خلاف اولیٰ مراد لیا ہے پھر عبدالمجید خان سعیدی سے متعلق احمد البیان کے حوالے نقل کئے. جن کا مفاد یہ تھا کہ اس آیت کی تفسیر میں علماء کا اختلاف ہے لہٰذا تکفیر ممکن نہیں اور زبیر صاحب کے بھی متعلق یہ دکھایا کہ انہوں نے ذنب کی نسبت کر کے خلاف اولیٰ مراد لیا ہے لہٰذا تکفیر نہیں ہوگی. پھر گردیزی صاحب کے حوالے نقل کیا ہے کہ ذنب کا انتساب آپ ﷺ کی طرف کرنے پر بھی تفسیر موجود ہے نیز ہم سعیدی کی تکفیر نہیں کرتے ذنب بمعنی خلاف اولی کرنا ہر گز گستاخی نہیں. پھر علامہ صاحب کی طرف سے پیش کردہ کتاب کے حوالے "فیصلہ کیجئے" پر عبارت نقل کی کہ مسلمانوں غور فرمائیے! دیوبندی نجدی مولویوں کے تراجم سے ظاہر ہوتا ہے کہ رسول ﷺ پہلے بھی گناہ گار تھے.(کنزالایمان....جلد 2 ص 65) اس پر کہا کہ اس حوالے میں کہیں بھی گستاخی کرے لفظ نہیں بلکہ مفاد یہ ہے کہ" یہ تاثر ابھرتا ہے" کہ نبی معاذ اللہ گناہ گار تھے. محاسن کنزالایمان کے حوالے سے بھی عبارت نقل کی گئی کہ مترجمین نے اپنے ترجموں میں ایسے الفاظ استعمال کیے کہ حضور سرور کائنات ﷺ کو معاذ اللہ اور والا بنا ڈالا اور کیجئے ان غیر محتاط تراجم کے مطالعہ سے ایک عام مسلمان یا ایک غیر مسلم کیا تاثر لے سکتا ہے کہ معاذ اللہ حضور ﷺ کا دامن بھی خطاؤں سے پاک نہیں....الخ (کنزالایمان....جلد 2 ص 66) تراجم کو غیر محتاط کہا ہے فتوی ہر گز نہیں لگایا. غلام مہر علی کے حوالے سے لکھا کہ کہ غلام مہر علی صاحب کے نزدیک حضور ﷺ کی طرف سے ذنب بمعنی خلاف اولیٰ کی نسبت کرنا کفر و گستاخی ہے.(عصمۃ النبی صفحہ 32, تاریخی شکست فاش ص 24) (دست و گریبان کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ و کتاب ہذا) جب کہ اس مسئلہ میں راجح مرجوح کی بحث تو ہو سکتی ہے مگر اس کو کفر یا گستاخی قرار دینا محل نظر ہے ان کا تفرد اور ذاتی رائے ہے. پھر علماء دیوبند کی کتب سے حوالے پیش کرنا شروع کر دیئے کہ تفردات حجت نہیں رہ اور تقریبا تین صفحات سیاہ کر دئیے پھر صفحہ 70 پر جوابات رضویہ سے عبارت نقل کی کے میں نے حرام اور کفر ہی لکھا ہے جس میں مرتد قرار دینے کے لئے قائل کا الزام بھی ملحوظ ہوتا ہے" پھر کہا اس حوالے سے مترشح ہوتا

ہے کہ غلام مہر علی صاحب ہمارا ہمنوا ہے پھر مطالعہ بریلویت سے حوالہ پیش کیا یہ الزام چونکہ بطریق لزوم تھا بطریق التزام نہ تھا کوئی فتویٰ نہ دیا۔(مطالعہ بریلویت جلد 8 صفحہ 277 278) پھر غلام مہر علی کے متعلق خود ہی لکھنا شروع کیا کہ وہ آزادانہ انداز اور سلف کی پیروی کا پابند نہیں مفسرین پر چڑھائی کر جاتا ہے پھر غلام مہر علی کی" شتر بے مہار" قسم کی حالت بیان کر دی۔فاضل بریلوی اور کنزالایمان کے حوالہ سے یہ عبارت نقل کی کہ باقی مترجمین اس فکر کے حامی نظر آتے ہیں کہ رحمت عالم , شفیع معظم ﷺ بھی گناہ اور قصور کرتے تھے (العیاذ اللہ) یہی گناہ ہزار گناہ سے بڑھ کر ہے کہ امام الانبیاء کی طرف گناہ اور قصور کی نسبت کی جائے۔" پھر یہ کہا کہ ان کی تنقید بھی پہلو کیسی ہے کہ انہوں نے فقط ترجمہ کو گستاخ نہیں کہا فیضان اعلی حضرت کے حوالہ نقل کر کے کہا کہ وہاں بھی تراجم کو غیر محتاط کہا اور واضح لکھا ہے" تاثر پیدا ہوتا ہے۔" (کنزالایمان....جلد 2 ص 71) کرنل انور مدنی کے متعلق کہا کے اس کے متعلق ہم دست و گریباں کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ میں کلام کر آئے ہیں اور زبیر حیدرآبادی کے متعلق کہہ تو اس مسئلہ میں ہمارے مخالف ہیں اور ہزاروی صاحب لکھتے ہیں یہ کتاب امام اہلسنت......قاضی مظہر حسین......کے جواب میں لکھی گئی ہمارے دشمنوں کی کتاب سے ہم کو الزام۔فیاللعجب۔ (حقیقی دستاویز ص 440) لہذا جناب کا زبیر صاحب کی کتاب کا حوالہ ہمارے خلاف پیش کرنا ہرگز درست نہیں۔مولوی رمضان صاحب کی عبارت کا جواب نہیں دیا کے انہوں نے کہیں ظلم کا ترجمہ گناہ کرنے کو گستاخی نہ کہا۔ ہاں غلط کہا ہے۔عبدالمجید خان سعیدی کے متعلق یہ کہا کہ انہوں نے نفس کے ترجمہ کی تردید کی ہے تکفیر نہیں کی۔عرف والی بات کا جواب یہ دیا کہ عرف کے لحاظ سے اعتراض کرنا ہے تو ہم نے دیوبندی اصول پیش کیا تھا لہذا یہ اعتراض" گستاخی کا مدار عرف پہ" ہے لغو ہے۔ پھر فیضان اعلی حضرت کی عبارت کے متعلق کہا اس کا مطلب ہی صاحب کا عبارات کی طرح ہے۔۔(کنزالایمان....جلد 2 ص 60 تا 73 ملخصا)۔

جواب: رضاخانی نے اس ساری بحث میں جواب کے نام پر علامہ صاحب کی باتوں کو گول کیا ہے اور وہی تقریباً تردید شدہ باتوں کو نئے انداز میں پھر سے پیش کر دیا ہے اور اس

پر ذرا بھر بھی شرم وحیا محسوس نہیں کی۔ نیز اپنے اصولوں سے انحراف کا جرم بھی کیا ہے۔ چنانچہ سب سے پہلے جناب نے قاضی مظہر حسین صاحب کے حوالے نہایت ڈھٹائی کے ساتھ پیش کر کے پھر انکی توثیق میں ابوالحسنین ہزاروی صاحب کے حوالے پیش کئے چنانچہ یہ ان کی اپنے اصولوں سے مخالفت اور انحراف ہے ہے عرض یہ ہے کہ قاضی مظہر حسین صاحب ومولانا حسنین ہزاروی صاحب صاحب رضا خانی اصولوں سے نہ تو ہمارے صف اول کے اکابرین شمار ہوتے ہیں اور نہ ہی اسے مسلکی موقف رضا خانی نے ثابت کیا لہذا رضا خانی اصولوں سے ہرگز ہمارے لئے حجت نہیں قابل نہیں۔ پھر طرفہ تماشہ یہ کہ ان کی توثیق بھی بھی ایسے شخص سے دکھائی جو رضا خانی اصولوں سے ہمارے اکابر نہیں لہذا اپنے اصول کی مخالفت کرتے ہوئے چارعدد فتاوی جات کے مستحق ہوئے۔

پھر علامہ مدظلہ نے ان حوالوں کے متعلق فرما دیا تھا کہ قاضی مظہر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب مودودیوں کے رد میں ہے چنانچہ انکا عقیدہ بھی ہے کہ وہ انبیاء کو گناہ گار مان بیٹھے ہیں سو تمہارے اصول سے ان کے عقیدہ کے سبب ان پر اور انکے تراجم پہ اعتراض ہے جبکہ ہمارا عقیدہ ایسا نہیں لہذا ہم پر اعتراض بھی نہیں۔

علامہ صاحب کے اس جواب کے بعد پھر سے انہی تردید شدہ حوالوں کو پیش کر دینا رضا خانی اصولوں سے انحراف اور قبیح ہے چنانچہ ہم ما قبل میں اس حرکت پہ بھی رضا خانی مولویوں کے فتاوی جات دکھا آئے تھے جن کے زد میں یہ رضا خانی آ گیا۔

تراجم پہ ہی فتوے ہیں

رضا خانی نے یہ باور کرانا چاہا کہ جی تراجم پہ فتوے نہیں بلکہ تراجم کے متعلق رضا خانی علما کا یہی موقف ہے کہ یہ تراجم غلط اور غیر محتاط ہیں کسی نے تکفیر نہیں۔

حالانکہ یہ بات بالکل خلاف واقعہ اور حقائق کا منہ چڑانا ہے۔ چنانچہ" فیصلہ کیجیے" کتاب سے خود حوالہ نقل کیا کہ:

"مسلمانوں غور فرمائیے دیوبندی نجدی مولویوں کے تراجم سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ رسول

کریم ﷺ پہلے بھی گناہ گار تھے''۔محاسن کنزالایمان کے حوالے سے خود نقل کرتا ہے جس میں یہ الفاظ ہیں کہ:

''مترجمین نے اپنے ترجموں میں ایسے الفاظ استعمال کیے کہ حضور سرورکائنات ﷺ کو معاذ اللہ خطا کار قصوروار ابناڈالا غور کیجئے۔ان غیر محتاط تراجم کے مطالعہ سے ایک عام مسلمان یا ایک غیر مسلم کیا تاثر لے سکتا ہے؟''۔فاضل بریلوی اور کنزالایمان کے حوالے سے خود یہ الفاظ نقل کیے کہ:''مترجمین اس فکر کے حامی نظر آتے ہیں کہ رحمت عالم شفیع معظم ﷺ بھی گناہ اور قصور کرتے تھے''۔اور فیضان اعلیٰ حضرت کے حوالے کو بھی ان معنوں میں ہی لیا۔چنانچہ ان تمام حوالوں میں یہی بات ہے کہ ان''تراجم'' سے یہ تاثر جاتا ہے یا یہ ظاہر ہوتا ہے یا یہ فکر نظر آتی ہے کہ ان مترجمین کے نزدیک نبی علیہ السلام معاذ اللہ گناہ گار تھے۔سو ظاہر یہی ہوتا ہے اور ہم قبل میں حوالے نقل کر آئے ہیں کہ فتاوی جات ظاہر پر لگتے ہیں،چنانچہ اگر ان تراجم کا ظاہر گستاخی والا ہے تو ان تراجم ہی پر فتوی ہے اور جناب کا یہ کہنا کسی صورت بھی رضاخانی اصولوں پر درست نہیں۔

پھر علامہ ساجد صاحب نے یہ بات لکھی تھی کہ تم لوگوں کا اصول ہے کہ گستاخی کا مدار عرف پہ ہوتا ہے اس پہ رضاخانی حوالہ جات بھی پیش کیے تھے۔لہذا گناہ کا عرف میں معنی گناہ گار ہی ہوتا ہے اور سعیدی کا حوالہ بھی پیش کیا تھا کہ گناہ کی بات کی جائے تو فوراً ذہن اس کی دو قسمیں کبیرہ اور صغیرہ کی طرف جاتا ہے۔چنانچہ گناہ کا لفظ عرف میں گستاخی شمار ہوتا ہے اور اس میں کوئی تاویل بھی قابل مسموع نہیں جیسا کہ کاظمی اور نصیر الدین سیالوی وغیرہ لکھتے ہیں۔
(دیکھیے عبارات اکابر کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ والحق المبین)

لہذا یہ تاویل بھی نہ سنی جائے گی کہ رضاخانی قائل نے اس سے مراد حسنات الابرار یا خلاف اولی لیا ہے یا حقیقی ذنب۔اور علامہ مدظلہ نے یہاں اس اصول کا بھی بطلان کیا تھا کہ جب گستاخی کا مدار عرف ہے اور تاویل ناقابل قبول تو وہ حقیقی معنی میں ہو یا نہ ہو اور قائل بریلوی ہو یا غیر بریلوی اس پر بہر صورت فتوی لگے گا۔

اس مضبوط بحث کو یہ رضاخانی بریلی کا پرشاد سمجھ کر ہضم کر گیا اور پھر سے وہی پرانی باتوں کو نئے انداز میں دہرانے لگا۔

عبدالمجید سعیدی کا کفر

رضاخانی نے عبدالمجید سعیدی کے حوالے سے یہ کہا کہ اس مسئلہ پہ تکفیر نہیں کی جاسکتی. اور ابوالخیر زبیر حیدرآبادی کی تکفیر نہ کی جائے گی وغیرہ تو اس پر بھی رد مولانا ساجد خان صاحب پہلے ہی کر چکے ہیں. چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

''مولوی عبدالمجید سعیدی صاحب کے حوالے سے ہم نقل کر چکے ہیں کہ ذنب وگناہ سے عرف میں عوام گناہ کبیرہ ہی مراد لیتی ہے اور موصوف یہ تسلیم کر چکے ہیں کہ عرف کی بنا پر گستاخی بنے گی، لہذا جس جس نے نبی کریم ﷺ کی طرف ذنب یا گناہ کی نسبت کی وہ سب باعتبار بریلوی اصول حضور ﷺ سے گناہ کا صدور مانتے ہیں، لہذا عصمت انبیاء کے منکر ہو کر بریلوی حضرات بھی ذنب وگناہ کا حقیقی مرادی معنی ہی تسلیم کرتے ہیں''۔

(سنی تراجم....ص 63)

اسی طرح یہ چیز گستاخی ہے لہذا ذنب کی نسبت کرنے سے عصمت کا انکار ہوتا ہے تو یوں یہ عرف میں کفر وگستاخی ہوئی اب اگر عبدالمجید سعیدی بقول رضاخانی حیدرآبادی کی تکفیر نہیں کرتا تو خود کافر ہو گیا۔لہذا بقول حسن علی رضوی اپنا فتوی اپنے ہی کام آ گیا۔

نیز یہاں سے یہ بات بھی کھلے طور پر ثابت ہوئی کہ اپنا مولوی آجائے تو تکفیر سے پرہیز کرتے ہو اور دوسروں پر بے شرموں کی طرح فتوے لگاتے ہو یہی علامہ صاحب بار بار کہتے ہیں کہ ان نزدیک ان کے یہ بدبخت ملا معاذ اللہ نبی علیہ السلام سے بھی زیادہ پیارے ہیں۔

اس پہ ہم اور کچھ کہنے کے بجائے ارشد مسعود کی بات نقل کیے دیتے ہیں:

''ہم نے کبھی دیوبندیوں کو ان کے اپنے اکابرین کا دفاع کرنے سے نہیں روکا وہ دفاع کے بجائے دلالی پر اتر آئے تو ضرور متنبہ کیا جائے گا ہمیں غصہ اس وقت آتا ہے کہ جب جبہ ودستار میں چھپے لوگ دلالوں والا رول پلے کرتے ہیں''۔

(کشف القناع جلد 1 صفحہ 319)

لہٰذا دلالوں والا کام ترک کرو۔

گردیزی بھی کافر ٹھہرا

اسی طرح گردیزی صاحب سے مولوی غلام رسول سعیدی کے متعلق یہ عبارت نقل کی کہ:

''ہم مولانا سعیدی کی تکفیر نہیں کرتے''

تو ہمارا کہنا یہاں پر بھی یہی ہے کہ ایک چیز تمہارے اپنے اصولوں سے گستاخی ہو اور گستاخی بھی ایسی ہو جس میں کوئی تاویل نہ ہو گی پھر بھی ایسے شخص کی تکفیر نہ کرنا تمہارے اپنے اصولوں سے کفر ہے لہٰذا گردیزی صاحب بھی کفر کے گھاٹ اتر گئے۔

غلام رسول سعیدی بھی کافر ہے

چنانچہ غلام رسول سعیدی کے متعلق غلام مہر علی لکھتا ہے کہ:

''مفتی شفیع نے سنگل گستاخی کی...... سعیدی دگنی نے ڈبل گستاخی کی...الخ''۔

(معرکتہ الذنب ص 71)

لہٰذا جب سعیدی نے بھی گستاخی کی ہے تو وہ بھی اس گستاخی کے سبب کافر ہے۔ یہ عجیب بات ہے کہ مفتی شفیع دیوبندی تو سنگل گستاخی کرے تو کافر اور سعیدی ڈبل گستاخی کے سبب بھی مسلمان بلکہ رحمتہ علیہ بن جائے۔

کرنل انور مدنی

کے متعلق رضاخانی کا یہ کہنا کہ اس کے بارے میں ''دست و گریباں کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ'' میں وہ کلام کر آیا ہے تو ہماری طرف سے بھی اس کا یہ جواب ہے کہ ہم نے بھی کرنل انور مدنی کی توثیق ''دست و گریباں کی حقانیت جلد اول'' میں کر دی تھی۔ لہٰذا اس کے بعد تردید شدہ دلائل کو دوبارہ پیش کر کے اپنے ہی فتاوی جات کی زد میں آ گیا۔

مولوی رمضان کی پیش کردہ عبارت

کے متعلق کہتا ہے کہ اس نے کہیں بھی ذنب کا ترجمہ گناہ کرنے کو گستاخی نہیں کہا۔ تو اس حوالے سے ہم یہ عرض کیے دیتے ہیں کہ یہ اتنا بڑا جاہل ہے کہ اسے استدلال کی سمجھ بھی نہیں آتی علامہ ساجد صاحب نے اس کا حوالہ پیش کیا تھا کہ ذنب ذنب ہی رہے گا.اور اس سے یہ بات ثابت کی تھی کہ ذنب کا معنی کچھ اور نہیں ہوسکتا بلکہ اس کا معنی گناہ ہی رہا چاہے تم کوئی بھی تاویل کرلو ذنب ذنب یعنی گناہ ہی رہے گا۔لہٰذا رضا خانی جو کہہ رہا ہے کہ ہمارے بڑوں نے ذنب سے یہ معنی مراد لیا ہے اس کا کوئی فائدہ نہیں۔

یہ تمہاری اس تاویل پر رد تھا کہ بریلوی مجازی معنی میں لیتے ہیں اور اس کو" خلاف اولیٰ" کے معنی میں لیتے ہیں۔قارئین آپ ملاحظہ فرمائیں کیا اس کو جواب مانا جائے؟ کیا یہ مصنف ہے یا جاہل شخص؟

غلام مہر علی کی بات حجت ہے

اس پر علامہ ساجد خان صاحب مدظلہ العالی مختلف انداز میں استدلال قائم کیے تھے چنانچہ علامہ ساجد خان صاحب نے یہ کہا تھا کہ:

"اگر غلام مہر علی متفرد بھی ہو تب بھی اس کا تفرد حجت ہے اور کاشف اقبال کی عبارت پیش کی تھی کہ اس نے عبدالماجد دریابادی صاحب کے مرزا کی تکفیر کے متعلق تفرد کو پوری جماعت پر فٹ کیا تھا اگر ان کے تفرد پوری جماعت پر فٹ کیا جاسکتا ہے تو غلام مہر علی کا کیوں نہیں؟۔اور پھر کہا تھا کہ خضر حیات مماتی کے قول کو بنیاد بنا کر اسی تیمور رضا خانی نے پوری جماعت دیوبند کو فتنہ ثابت کرنے کی کوشش کی تھی جب ایک شخص جو دیوبندی بھی نہیں اس کے قول کو بنیاد بنا کر پوری جماعت کو فتنہ ثابت کیا جاسکتا ہے تو غلام مہر علی جو رضا خانی ہے اس کے قول کو بنیاد بنا کر رضا خانیت پر حجت قائم کیوں نہیں کی جاسکتی"۔

(ملخصا سنی تراجم ص 61,60)

اس پر رضا خانی کے جواب کا خلاصہ یوں ہے کہ" کاشف اقبال کی عبارت کے متعلق رضا خانی نے یہ کہا کہ ہماری کتاب کی گفتگو الزامی ہے لہٰذا یہ بھی الزامی بات ہے،اور خضر حیات

کے متعلق بھی یہی کہا کہ ان کا حوالہ زبان دیسی روشنی میں پیش کیا ہے (یعنی الزامی از راقم) پھر آگے مولانا ابوالحسنین ہزاروی صاحب اور مولانا ابوایوب قادری صاحب کی کتاب کا حوالہ پیش کر کے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ خضر حیات خود کو دیوبندی کہتا ہے لہذا اس کی بات مانو اور وہ دیوبندی ہی ہوگا۔ نیز مولانا ساجد خان صاحب کے استدلال کہ غلام مہر علی کی تائید کرنے والے بہت سے رضاخانی ہیں اس پر رضاخانی کہتا ہے کہ نانوتوی صاحب کا موقف کہ انبیاء کی ارواح کا اخراج نہیں ہوتا. دیوبندی اس کو بھی تفرد کہتے ہیں مگر اب حیات وغیرہ کی تعریف المہند میں بھی کی ہے. اسی طرح ابن تیمیہ اور اس کے شاگردوں علامہ آلوسی نے توسل کی تردید کی ہے دیوبندی اس کو بھی تفرد کہتے ہیں"۔

(ملخصاً کنزالایمان....جلد 2 ص 73 تا 76)

جواب: قارئین آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ علامہ ساجد صاحب کی پکڑ بالکل معقول اور مضبوط دلائل پر تھی جس کے جواب میں رضاخانی اس گرفت سے بچنے کے کیسے بالکل خلاف واقعہ تاویلات کر گیا۔ چنانچہ جب بھی اس رضاخانی پر اسی کی کتاب سے کسی اصول کے تحت الزام دھرا جاتا ہے تو یہ فوراً ہی تاویل کرتا ہے کہ اس کی کتاب کی گفتگو الزامی ہے. یہاں بھی وہی بے بسی، مگر یہ تاویل بھی درست نہیں کیونکہ:

اول: اسکی کتاب اور اس کا طرز گفتگو الزامی بھی ہو تب بھی علامہ ساجد خان صاحب کی پیش کردہ عبارت کاشف اقبال کی لکھی ہوئی ہے اور کاشف اقبال نے آگے اور پیچھے کسی بھی دیوبندی کتاب کا حوالہ نہیں دیا جس سے یہ بات واضح ہو کہ یہ گفتگو الزامی ہے. الزامی گفتگو کے لئے یہ بات لازمی ہے کہ خصم کے گھر سے دلائل دیے جائیں. وہاں کاشف اقبال نے کسی دیوبندی کتاب کا حوالہ نہیں دیا لہذا یہ اس رضاخانی کا بدترین فراڈ جھوٹ اور دجل ہے. پھر خضر حیات والی بات کے متعلق یہ کہنا کہ اس کا حوالہ بھی دیوبندی اصولوں کے تحت پیش کیا تھا بے شرمی اور کذب بیانی کی آخری حد ہے اور اعلی حضرتی کا بدترین ثبوت ہے. چنانچہ اس جگہ پر بھی کوئی دیوبندی اصول آگے اور پیچھے پیش نہیں کیا گیا جس سے یہ بات ثابت ہو کہ اس خضر

مماتی کا حوالہ ہم پر حجت ہے ,اب یہاں رضا خانی نے یہ ثابت کرنے کے لئے کہ اس نے وہاں یہ گفتگو الزامی کی تھی اور اپنے جھوٹ اور کذب بیانیوں پر پردہ ڈالنے کے لیے دو حوالے دیوبندی کتب کے دیے تا کہ یہ ثابت ہو کہ اس کی یہ گفتگو الزامی تھی.جبکہ یہ حرکت اسکے دجل کا واضح ثبوت ہے. چنانچہ اب یہاں پر یہ حوالے پیش کرنا کہ ان کی گفتگو الزامی تھی بالکل بھی تسلیم نہیں کیونکہ اگر وہاں پر وہ بات الزامی تھی تو یہی حوالے جواب پیش کیے وہاں پر کیوں پیش نہ کیے.اب اس کتاب میں تو کوئی الزامی بحث نہ تھیں اور کوئی ایسا حوالہ نہیں تھا جس سے یہ بات ثابت ہو کہ یہ اس جگہ پر الزامی گفتگو کر رہا ہے. دوسری جگہ پر کسی دوسری کتاب میں حوالے دے کر یہ کہہ دینا کہ فلاں جگہ پر میری فلاں گفتگو الزامی تھی یہ بے شرمی، دجل ,دھوکے بازی اور بریلی کی اعلی حضرت کا اعلی ثبوت ہے۔

ابوالحسنین ہزاروی صاحب اور مولانا ابوایوب قادری صاحب کے پیش کردہ حوالوں پر ہماری طرف سے یہی جواب ہے کہ یہ ہمارے صف اول کے اکابرین نہیں ہیں لہذا رضا خانی اصول سے ان کے حوالے ہم پر حجت نہیں ۔ثانیا قادری صاحب کی بات کا سیدھا مطلب یہ ہے کہ گوہر شاہی خود کو بریلوی کہتا ہے تو تم اس کی بریلویت کا انکار کیسے کر سکتے ہو؟ یہ بھی رضا خانی اصول پر تو اس سے تو بالفرض زیادہ سے زیادہ خضر حیات کا دیوبندی ہونا ثابت ہو گیا (علی سبیل التنزل) یہ کہاں ثابت ہو گا کہ اس کی بکواس بھی ہم پر حجت ہے؟

قارئین! آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ یہ رضا خانی یہاں پر بھی لاجواب ہی رہا اور علامہ ساجد خان صاحب کی پکڑ ایسی لاجواب ثابت ہوئی کہ رضا خانی بوکھلاہٹ میں کیا لکھ گیا اسے بھی خبر نہ ہوئی۔

رضا خانی کا بدترین دجل

رضا خانی لکھتا ہے کہ جناب نے اعتراض کیا کہ غلام مہر علی صاحب کو کیونکہ دوسرے مولویوں کی تائید حاصل ہے اور انہوں نے جناب کی کتاب کے متعلق تعریفی کلمات ادا کیے اس لیے اسے تفرد نہیں کہہ سکتے.(کنزالایمان ...جلد 2 ص 74) حالانکہ علامہ ساجد صاحب

مدظلہ ہو کہیں بھی یہ نہیں کہا کہ غلام مہر علی کی کتاب کی تصدیق ان کے مولویوں نے کی ہے بلکہ انہوں نے یہ لکھا تھا کہ غلام مہر علی کے موقف کی تائید دوسروں نے کی ہے۔ لہذا اس کو تفرد نہیں کہا جا سکتا ہے۔ لیکن اس عاقبت نااندیش رضا خانی نے اس میں اپنی طرف سے یہ داخل کر دیا کہ غلام مہر علی کی کتاب کی تصدیق کے متعلق بات کی گئی ہے۔ پھر رضا خانی کا آب حیات کے متعلق یہ کہنا کہ نانوتوی صاحب کا موقف کے انبیاء کی ارواح کا اخراج نہیں ہوتا دیوبندی اس کو تفرد کہتے ہیں مگر آب حیات وغیرہ کی تعریف تو المہند میں بھی کی گئی ہے۔ اور اس سے یہ ثابت کرنا کہ جس طرح آب حیات کی تعریف کے باوجود دیوبندی نانوتوی صاحب کے نظریہ کو تفرد کہتے ہیں اسی طرح مہر علی کی کتاب کی تعریف کے باوجود ان کا یہ موقف تفرد ہے بالکل غلط اور قیاس مع الفارق ہے۔ چنانچہ آب حیات کی اگر تعریف کی گئی ہے تو من حیث الکتاب تعریف کی گئی ہے اور حضرت نانوتوی رحمہ اللہ کے اس نظریہ کو تفرد ببانگ دہل لکھا ہے۔ جبکہ غلام مہر علی کی کتاب کی تعریف کی یا اس کی تعریف کی بات ہی نہیں بات تو اس کے موقف کی تائید کی ہو رہی تھی۔ جسے اس دجال نے بات کو موڑ کر اپنا الو سیدھا کرنے کے لیے پیش کر دیا۔

یہی ان کا دجل و فریب ہے کہ ہم کہتے ہیں کچھ ہیں یہ لوگ اس کا اپنا من مانا مطلب نکال کر پھر اس پر رد شروع کر دیتے ہیں اور ڈینگیں مارتے ہیں کہ جواب دے دیا تم لوگوں میں غیرت ہے تو ہمارا استدلال لفظ لفظ نقل کر کے پھر رد کرو۔ تاکہ لوگ بھی دیکھیں کہ بول مجنوں رہا ہے اور سمجھ اس کو لیلی آرہی ہے۔

پھر ابن تیمیہ رحمہ اللہ یا دیگر کی اگر تعریف کی گئی ہے تو ان کے تفردات کو جمہور نے رد کیا ہے۔ اسی طرح تم بھی اپنے گھر سے جمہور اکابرین کی رائے دے کر آؤ کہ یہ غلام مہر علی صاحب کا ذنب کے مسئلہ میں فتوی لگانا ان کا تفرد ہے۔ ہم ذنب کی نسبت نبی کریم ﷺ کی طرف کرنے کا عین ایمان سمجھتے ہیں اور اس میں نبی کریم ﷺ کی ذرہ برابر توہین و گستاخی نہیں۔ پھر غلام مہر علی کا ہی صرف حوالہ پیش نہیں کیا گیا تھا بلکہ دیگر مولویوں کے حوالہ جات بھی نقل کیے تھے جن کے باوجود یہ کبوتر چشم رضا خانی تفرد تفرد کی رٹ لگا رہا ہے۔

تفرد کے ڈرامہ کا ڈراپ سین

رضا خانی نے تفرد تفرد کا جو ڈرامہ رچایا ہے اس کے ڈراپ سین کے لئے یہی کافی ہے کہ ہم ان کے گھر کے اصول دکھا دیں تا کہ بات سب کے سامنے واضح ہو جائے۔

اصول نمبر 1 اگر صاحب جلالین کا یہ قول قبول و حجت ہے تو ہم امید کرتے ہیں موصوف ان کے دیگر مواقف سے بھی متفق نظر آئیں گے۔ (کنزالایمان.....جلد2 ص59)

یعنی اگر کسی کسی شخص کے کسی ایک قول سے انسان متفق ہو تو اسے اسی شخص کے دوسرے اقوال سے بھی متفق ہونا چاہیے جیسا کہ اس رضا خان نے اپنی اسی کتاب میں یہ اصول بنایا ہے۔ تو غلام مہر علی صاحب کے دیگر مواقف سے اگر رضا خانی متفق ہیں, ان کی ''دیوبندی مذہب'' کی کتاب سے متفق ہیں تو یہاں آپ کو اب کیا موت پڑتی ہے کہ یہاں یہ اتفاق نظر نہیں آتا اور اس کو ان کا تفرد قرار دیتے ہیں؟

لہذا اس اصول سے رضا خانی کو ان کے اس موقف سے بھی متفق ہونا چاہیے نہ کہ تفرد کہہ کرے اس سے جان چھڑائے۔

اصول نمبر 2 غلام نصیر الدین سیالوی لکھتا ہے کہ:

''جن بزرگان دین کے اقوال اس مسئلہ کے بارے میں ہم نے پیش کیے ہیں انہی کے اقوال ہم دیوبندیوں وہابیوں کے خلاف پیش کرتے ہیں۔ کیا وجہ ہے کہ ان کے خلاف ان کے اقوال قابل غور ہیں تو اس مسئلہ میں کیوں قابل قبول نہیں ہیں؟''۔

(تحقیقات صفحہ 402)

تو ہم بھی یہ کہتے ہیں کہ جب غلام مہر علی کی کتاب ''دیوبندی مذہب'' اور دیگر خرافات اگر علمائے دیوبند کے خلاف تمہارے لئے حجت ہو سکتی ہیں اور قابل قبول ہو سکتی ہیں اور اس کے اقوال کو آپ دیوبندیوں کے خلاف مان لیتے ہیں ہیں تو پھر کیا وجہ ہے کہ اس کے اس موقف کو نہیں مانا جا رہا؟

تو محترم قارئین ان دو اصولوں سے یہ بات واضح ہوئی کوئی کہ ان کی بات کو رد کرنا خود

ان کے اصولوں کی خلاف ورزی ہے اور اپنے ہی اصولوں سے انحراف کرنے کے متعلق ہم ابوعبداللہ نقشبندی کے لگائے گئے چار فتوے ماقبل میں نقل کر آئے ہیں ہیں تو یہاں بھی رضاخانی میں ان کے خلاف ورزی کرتے ہوئے اپنی حالت واضح کر دی ۔ نیز یہ بھی بات ثابت ہوئی کہ اس رضاخانی کی حالت ایک ملنگ کی سی ہے ہے جو نشے میں کچھ بھی بکتا رہے اور اسے خبر تک نہ ہو.کتاب میں لکھے گئے اصولوں سے یہ رضاخانی بھی بے خبر ہے ۔

الزامی جواب کا قول اور رضاخانی کی بے بسی

علامہ ساجد خان صاحب حفظہ اللہ نے نے کاشف اقبال اور خضر حیات کے حوالے سے جو بات لکھی تھی اس پر رضاخانیوں نے یہ کہا تھا کہ اس کی یہ گفتگو الزام میں ہے اور اس کی کتاب الزامی نوعیت کی ہے.کہا تو اس نے بڑے فخر سے تھا مگر اس کا یہ کہنا اسی کے اصول سے اس کی عاجزی کی بین دلیل ہے. چنانچہ خود لکھتا ہے کہ:

”کیونکہ موصوف کے پاس کوئی دلیل نہیں تھی اس لیے تحقیقی جواب سے صرف نظر کرتے ہوئے فقط الزامی جواب کو چھیڑا“ ۔(کنزالایمان...جلد 2 ص 117)

تو دیکھیے خود ہی اس نے اپنی حالت زار کا ثبوت ہمیں فراہم کر دیا اور اپنا جنازہ خود ہی نکال لیا لہذا اس کی زبان سے یہ بھی ثابت ہوا کہ کیونکہ اس کی کتاب الزامی نوعیت کی ہے لہذا اس کے پاس تحقیقی جواب کوئی ہے ہی نہیں.گویا وہ ہماری پکڑ کے بعد مبہوت ہے ۔

پھر اسی کا ہم زلف فیصل رضوی لکھتا ہے کہ:

”الزامی جواب کے بجائے تحقیقی کام پیش کیا تا کہ اغیار کو معلوم ہو سکے کہ مسلک اہل سنت مضبوط بنیاد پر قائم ہے“ ۔

(ملفوظات اعلیٰ حضرت پر اعتراضات کا علمی وتحقیقی جائزہ ص 12)

لہذا اس بات سے دو چیزیں واضح ہیں کہ الزامی کے بجائے کی جواب تحقیق دیا جائے. دوم: تحقیقی جواب سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مسلک کی بنیاد مضبوط ہے .اب چونکہ رضاخانی نے خود تسلیم کیا کہ اس کی کتاب الزامی ہے تو یہ بات خود بخود ثابت ہوگئی کہ رضاخانی مسلک کی

اس حوالے سے بنیاد ہی کمزور ہے۔

انور مدنی اور غلام مہر علی حجت ہے

خضر حیات مماتی کے حوالے کے متعلق رضا خانی کا یہ کہنا کہ اس کی یہ بات الزامی ہے ہرگز درست نہیں۔ چنانچہ ہمارے خضر حیات پر فتوے موجود ہیں اس نے جو کہا کہ میں نے وہاں الزاما خضر حیات کا حوالہ پیش کیا تو یہ بھی اس کا دجل وفریب ہے اس لئے کہ الزام کیلئے اس کا خصم کو مسلم ہونا ضروری ہے جبکہ اس نے خضر حیات کو متکلم اسلام مولانا الیاس گھمن صاحب زید مجدہ کے خلاف پیش کیا اور گھمن صاحب زید مجدہ تو بانگ دہل اس خضر حیات کو گمراہ ضال مضل کہتا ہے تو اس پر یہ حوالے کیسے پیش ہوسکتے ہیں؟ اگر گمراہ کہنے کے باوجود خضر حیات کی بکواس دیوبندیوں پر پیش کرکے حجت مانی جاسکتی ہے تو غلام مہر علی تو تمہارے اکابر میں سے ہیں کرنل کو تمہارے اکابر کی حمایت حاصل ہے اس کے اقوال بطور حجت تم پر کیوں پیش نہیں ہوسکتے؟

مکر کے ترجمہ پر اعتراض

رضا خانی نے "مکر" والی بحث کا بھی نہ تو پہلے جواب دیا تھا نہ اب دیا پھر بھی اتمام حجت کے طور پر چند باتیں پیش خدمت ہے۔

علامہ ساجد خان نقشبندی صاحب نے احمد رضا کے ترجمے سے دکھایا تھا کہ اس نے اللہ تعالیٰ کی طرف استہزاء کی نسبت کی ہے جو بریلوی اصول کے تحت گستاخی میں شمار ہوتا ہے (سنی تراجم ص ۷۳)

رضا خانی اس کے جواب میں خودساختہ تقسیم کرتا ہے، عربی کا لفظ ہے، تبسم شاہ نے یوں لکھا ہے کہہ کر جان چھڑانے کی کوشش کی ہے حالانکہ بات یہ ہے کہ استہزاء چاہے کسی بھی زبان کا لفظ ہو ترجمے میں یہ لفظ برے معنی کا احتمال ضرور رکھتا ہے۔ جب اس میں برے معنی کا احتمال ہے تو اس کو اللہ تعالیٰ کی شان میں لکھا ہی کیوں؟ کیا بریلوی اصول بھول گیا کہ "جس کلمہ میں ترک ادب کا شائبہ بھی ہو، وہ زبان پر لانا ممنوع ہے" (خزائن العرفان ص

۲۹) بریلوی حضرات کہتے ہیں کہ ہم نے مکر کا معنی خفیہ تدبیر لیا ہے جس کے جواب میں علامہ ساجد خان نقشبندی صاحب نے لکھا ہے کہ

" دوسری بات رضاخانی کہتے ہیں کہ تدبیر ترجمہ کرکے اعلیٰ حضرت نے بہت بڑا کارنامہ انجام دیا حالانکہ یہی ترجمہ حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ نے بھی کیا: اور وہ تو اپنی تدبیر کر رہے تھے اور اللہ میاں اپنی تدبیر کر رہے تھے اور سب سے زیادہ مستحکم تدبیر والا اللہ ہے (بیان القرآن)" [سنی تراجم ص ۳۷، ۳۸]

اس کا جواب رضاخانی نے کچھ نہیں دیا۔ علامہ ساجد خان نقشبندی صاحب نے بعد میں یہی ترجمہ جس کو بریلوی حضرات گستاخی کہتے ہیں ان کی اپنی کتابوں سے دکھایا جس کے جواب میں موصوف نے بس بکواس کی ہے مثلاً کہتا ہے حدائق بخشش حصہ سوم معتبر نہیں۔

(کنز الایمان اور مخالفین حصہ دوم ص ۱۰۰) حالانکہ یہ کتاب ان کی معتبر کتاب ہے۔

(تفصیل کے لئے دیکھے علامہ ساجد خان نقشبندی صاحب کی کتاب نواب احمد رضا خان حیات خدمات اور کارنامے) اسکے بعد کہتا ہے کہ جن علماء نے مکر لفظ استعمال کیا ہے انہوں نے وضاحت میں یہی لکھا ہے کہ یہاں معنی خفیہ تدبیر ہے حالانکہ بات ترجمے پر تھی، وضاحت تو ہم بھی وہی کرتے ہیں کیا بریلوی مانتے ہیں؟ یہی بات علامہ ساجد خان نقشبندی صاحب نے لکھی تھی کہ:

" ان تمام رضاخانیوں نے " اللہ کے مکر " کا جملہ استعمال کیا اور رب تعالیٰ کے گستاخ ہوئے، رضاخانی جو تاویل یہاں کریں وہی تاویل علمائے دیوبند کے ترجمہ میں کرلیں"
(سنی تراجم ص ۳۸)

موصوف نے رضاخانیوں کے لئے تاویل تو کردی لیکن علمائے دیوبند کے لئے وہی منافقت اور بغض برقرار رکھا۔ علامہ ساجد خان نقشبندی صاحب نے اس کے بعد اکابرین امت سے اس ترجمے کو پیش کیا تھا جس کے جواب میں موصوف کہتے ہیں کہ چونکہ دیوبندیوں کا عقیدہ ہے کہ جو بندہ کرسکتا ہے وہ اللہ بھی کرسکتا ہے اور اللہ تعالیٰ افعال قبیحہ پر قادر رہے اسی لئے ان

کے ترجمے پر پکڑ ہے جبکہ اکابرین کا یہ عقیدہ نہیں لہٰذا وہاں مجازی معنی مراد لے گے۔
(مفہوم کنزالایمان اور مخالفین حصہ دوم ص ۹۹،۱۰۰)

لیکن جناب پھر بھول گئے کہ عام قاری قرآن جس طرح آپ کے بقول علمائے دیوبند کے تراجم سے گمراہ ہوسکتا ہے اسی طرح ان اکابرین اور بریلوی علماء کے تراجم سے بھی ہوسکتا ہے جیسا کہ فیض احمد اویسی کا حوالہ علامہ ساجد خان نقشبندی صاحب نے پیش کیا تھا اگر مترجم کا عقیدہ صحیح بھی ہو تب بھی ایسے الفاظ استعمال کرنا صحیح نہیں (سنی تراجم ص ٦٦) اس کے جواب سے جناب ابھی تک عاجز ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ بریلوی علماء نے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمے پر بھی اعتراض کیا ہے (دیکھئے میزائل برطمانچہ مجتہد دیوبندی) کیا ان کے بھی عقائد خراب تھے؟ باقی افعال قبیحہ اور اس کے متعلق دیگر الزامات کے جوابات علامہ ساجد خان نقشبندی صاحب نے دفاع اہل سنت جلد اول میں سے دئے ہیں۔ رضا خانی نے خود لکھا ہے کہ:

"صرف لفظی ترجمہ کرنے پر اعتراض نہیں" (کنزالایمان اور مخالفین حصہ اول ص ۱۷۷)

جس پر علامہ ساجد خان نقشبندی صاحب نے لکھا ہے کہ:

"جب ترجمہ میں لفظی ترجمہ کرنا بھی جائز ہے تو مکر کا ترجمہ بالفرض دھوکہ دہی ردیا گیا ہوتا تب بھی آپ کے مذہب کے مطابق اعتراض نہیں بنتا" (سنی تراجم ص ۷۳)

اس کا بھی حسب معمول جواب نہیں دیا۔

علامہ ساجد خان نقشبندی صاحب مدظلہ العالی کی طرف سے ایک نئی توجیہ

(مکر و خداع جیسے الفاظ کی نسبت اللہ کی طرف)

قرآن مجید میں خدع مکر استہزاء وغیرہا الفاظ کی نسبت اللہ کی طرف کی گئی ہے جو غلط معنی

کااحتمال رکھتی ہے ۔ہمارے اکابر نے بھی تراجم قرآن میں ان الفاظ کو اللہ کی طرف منسوب کیا جس پر اہل بدعت نے اعتراض کیا کہ عربی میں تو یہ الفاظ صحیح معنی رکھتے ہیں لیکن اردو میں ان کا معنی درست نہیں لہذا اللہ کی طرف اس کی نسبت کر کے دیوبندی مترجمین نے اللہ رب العزت کی گستاخی کا معاذ اللہ ارتکاب کیا ہے۔

بندہ نے اپنی کتاب ”سنی تراجم پر اعتراضات کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ“ میں اس پر تفصیلی کلام کیا ہے اور تر قیامت اہل بدعت کے اعتراضات کا قلع قمع کر دیا گیا ہے الحمداللہ یہاں اسی اعتراض کا علمی جواب متکلم مفسر فلیوسف حضرت امام رازی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے دیناچاہوں گا۔

نوٹ: عربی میں بھی یہ الفاظ اللہ کی شان کے لائق نہیں ورنہ امام رازی کو اتنی تفصیلی توجیہ کرنے کی ضرورت پیش نہ آتی لہذا اہل بدعت کا عربی اردو کی تقسیم خانہ زاد ہے۔

امام فرماتے ہیں کہ اللہ کی صفات 3 قسم پر ہیں:

(1) جن صفات کی ہر اعتبار سے اللہ کی طرف نسبت درست اور اس کی شان کے لائق ہے۔

(2) وہ صفات جو کسی اعتبار سے بھی اللہ کی شان علو کے مناسب نہیں۔

(3) وہ صفات جو اللہ کیلئے قرآن و حدیث میں ثابت ہیں مگر ایسی کیفیات کیساتھ ملی ہوئی ہیں کہ ان کیفیات کی نسبت اللہ کی طرف جائز نہیں۔

(((ان تین اقسام میں سے پہلی قسم پھر 3 قسم پر ہے۔(1) وہ صفات جو اللہ کی شان کے مناسب ہر اعتبار سے ہے اس کی پہلی قسم وہ ہے کہ انفرادا بھی اور اضافتہ بھی اس کی نسبت اللہ کی طرف جائز ہے جیسے قدیم۔وجود۔ازلی۔(2) دوسری قسم وہ کہ انفرادا تو اس کی نسبت اللہ کی طرف جائز ہے مگر اضافتہ بعض اوقات جائز نہیں جیسے یاخالق یامالک کہنا تو ٹھیک لیکن یاخالق الخنازیر ی امالك القردہ کہنا مناسب نہیں اگر چہ فی نفسہ بات درست ہے (3) جو انفرادا تو استعمال درست نہیں اضافتہ درست جیسے ومارمیت اذ رمیت

ولکن اللہ رمی وغیرہ۔)))

ان صفات میں جو دوسری قسم ہے جس کا اطلاق اللہ پر کسی صورت جائز نہیں اگر قرآن و حدیث میں کہیں اس کا اطلاق کیا گیا ہے تو اس کی تاویل کریں گے جیسے استوی نزول مجیئ وغیرہ۔

اور ان صفات کی تیسری قسم کہ جن کا اطلاق تو درست مگر کیفیات اللہ کی شان کے لائق نہیں تو اس اطلاق کیساتھ کیفیات کی نفی کرتے ہوئے اللہ کی طرف نسبت جائز ہوگی مگر صرف بعینہ اسی لفظ کی نسبت جائز ہوگی اس کے دیگر مشتقات کی نہیں جیسے مکر و خدع استھزاء یہ چونکہ قرآن میں وارد ہے لہذا الفظ کا اطلاق کیفیات کی نفی کیساتھ جائز ہوگا اور اسی طرح مشتقات جیسے یاماکر یا خادع کا اطلاق بھی ناجائز ہوگا۔(لوامع البینات ص 221)

تو ہمارے اکابر نے بھی جہاں ترجمہ ان الفاظ کا کیا ہے کیفیات کی نفی کیساتھ کیا ہے اعتراض اس وقت ہوگا کہ جب ان کیفیات اور مفاہیم کیساتھ اس کی نسبت کی جائے جو اللہ کی شان کے لایق نہیں اگر یہ کہا جائے کہ داوَ ہنسا دھوکا ان کے معنیٰ ٹھیک نہیں تو جواب یہ ہے کہ یہ بعینہ مکر استہزاء خدع کا ترجمہ ہے اور عربی میں بھی یہ تینوں الفاظ اللہ کی شان کے لایق نہیں جیسا کہ امام رازی نے فرمایا تو اگر عربی میں اس تفصیل کیساتھ نسبت ہوسکتی ہے تو اردو میں کیوں ممنوع ؟

مولانا ابوایوب قادری صاحب کے مضمون پر اعتراضات کا جائزہ

اعتراض نمبر 1

مرصاد کا ترجمہ

قارئین سورۃ الفجر کی آیت نمبر ۱۴ کے ترجمے میں سنی مترجمین نے اللہ تعالیٰ کی طرف گھات یا تاک میں رہنے کی نسبت کی ہے جس کو بریلوی حضرات شانِ الٰہی کے خلاف قرار دیتے ہیں (دیکھئے انوارکنزالایمان ص ۲۹۲)۔

حضرت مولانا ابوایوب قادری صاحب نے اس کا بہترین جواب دیا کہ اللہ کے گھات میں یا تاک میں ہونے کا مطلب ہم وہ نہیں لیتے جس پر بریلوی حضرات شور مچاتے ہیں، مثلاً تفسیر عثمانی میں اس کی وضاحت یوں درج ہے:

"یعنی جیسے کوئی شخص گھات میں پوشیدہ رہ کر آنے جانے والوں کی خبر رکھتا ہے کہ فلاں کیونکر گزرا اور کیا کرتا ہوا گیا، اور فلاں کیا لایا اور کیا لے گیا، پھر وقت آنے پر اپنی ان معلومات کے موافق معاملہ کرتا ہے۔ اسی طرح سمجھ لو کہ حق تعالیٰ انسانوں کی آنکھوں سے پوشیدہ رہ کر سب بندوں کے ذرہ ذرہ احوال واعمال دیکھتا ہے، کوئی حرکت وسکون اس سے مخفی نہیں۔ ہاں سزا دینے میں جلدی نہیں کرتا، غافل بندے سمجھتے ہیں کہ بس کوئی دیکھنے اور پوچھنے والا نہیں جو چاہو بے دھڑک کئے جاؤ۔ حالانکہ وقت آنے پر ان کا سارا کچا چٹھا کھول کر رکھ دیتا ہے اور ہر ایک سے انہی اعمال کے موافق معاملہ کرتا ہے جو شروع سے اس کے زیر نظر تھے۔ اس وقت پتہ لگتا ہے کہ وہ سب ڈھیل تھی اور بندوں کا امتحان تھا کہ دیکھیں کن حالات میں کیا کچھ کرتے ہیں اور ایک عارضی حالت پر نظر کر کے آخری انجام کو تو نہیں بھولتے۔"

(تفسیر عثمانی تحت ہذہ الآیۃ)

پھر مولانا ابوایوب قادری صاحب نے فاضل بریلوی کے ترجمے سمیت دیگر بریلوی کتب پر الزامی اعتراض کیا تھا کہ انہوں نے بھی بعض الفاظ انبیاء کرام علیہم السلام کے متعلق

ایسے استعمال کئے ہیں جن کے معانی لغت میں نہایت گستاخانہ نکلتے ہیں (مزید تفصیل کے لئے دیکھئے سنی تراجم پر اعتراضات کے جوابات ص ۸۰)

اس کے بعد مولانا ابوایوب قادری صاحب نے پیر کرم شاہ، علوی مالکی اور غلام رسول سعیدی سے بھی یہی ترجمہ دکھایا تھا جس کو بریلوی حضرات شانِ الٰہی کے خلاف قرار دیتے ہیں۔

اب انصاف کا تقاضہ تو یہ تھا کہ جس کو بھی اس کا جواب لکھنا تھا وہ تمام باتوں کا جواب لکھتا لیکن افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے کہ اس بھگوڑے رضاخانی نے اس کا جو نام نہاد جواب لکھا ہے اس میں ان باتوں کا سرے سے جواب ہی نہیں، اور لے دے کر جو لکھا ہے اس کا قلع قمع ہم پیش کرتے ہیں:

''چونکہ ہم نے کہا تھا کہ سنی علماء نے گستاخانہ معانی میں یہ ترجمہ نہیں کیا (اس کے بعد رضاخانی نے کچھ حوالے ذکر کئے ہیں کہ دیکھو ان میں وہی مطلب بیان کیا گیا ہے (کنزالایمان اور مخالفین حصہ دوم ص ۱۱۲)

لیکن یہ حوالے جناب کو مفید نہیں کیوں کہ یہ دو الگ الگ باتیں ہیں، ایک ہے لفظ گھات کا معنیٰ دوسرا ہے اللہ کے شان کے لائق اس کا معنی۔ جناب نے جتنے حوالے دئے ہیں ان میں لفظ گھات کا معنیٰ بیان کیا گیا ہے اس کے بعد ہی اللہ تعالیٰ کی شان کے لائق اس کا معنی بیان کیا گیا ہے جو جناب رضاخانی نے بڑی بے شرمی سے چھپا دیا مثلاً معالم العرفان میں جناب کی پیش کردہ عبارت کے آگے ہی لکھا ہے کہ ''اسی طرح اللہ تعالیٰ بھی نگرانی کرتے ہیں۔ جب کوئی شر وفساد میں حد سے زیادہ تجاوز کر جاتا ہے تو اللہ کے حکم سے سزا کا کوڑا برستا ہے اور تمام فسادی ہلاک ہوجاتے ہیں'' (معالم العرفان ج ۲۰ ص ۲۶۴)

اسی طرح نسیم احمد غازی صاحب نے بھی آگے لکھا ہے کہ ''یہ کلام بطور تشبیہ ہے مطلب یہ ہے کہ ہر انسان کے تمام اعمال اور حرکات وسکنات حق تعالیٰ کی نظر میں ہیں''

(درسی تفسیر ص ۲۰۴)

کیاان آگے کی باتوں کو چھپاناواضح خیانت نہیں؟

اقتدار نعیمی

اقتدار نعیمی کی توثیق میں جتنے بھی حوالے ذکر کئے گئے تھے موصوف نے ان کو ہاتھ تک نہ لگایاصرف یہ کہا کہ اقتدار نعیمی نے فلاں فلاں بریلوی بزرگ پر تنقید کی لہٰذا وہ معتبر نہیں۔

(کنزالایمان اور مخالفین حصہ دوم ص ۱۱۳)

تو عرض ہے کہ یہ کون سی بڑی بات، آج کل بریلویوں کا ہر مولوی ایک دوسرے کے خلاف لکھتا اور بولتا رہتا ہے، کیااس رضاخانی کے علاوہ باقی سب غیر معتبر ہے؟

لکھا تو الیاس قادری، غلام رسول سعیدی سمیت کئی بریلویوں کے خلاف ہے، کیا خیال ہے ان کے بارے میں؟

نیز ہمارے تو مماتی ومودودیوں کے خلاف فتوے ہیں مگر یہ رضاخانی پھر بھی بے شرموں کی طرح اسے ہمارے خلاف پیش کرتا ہے کیاعامر عثمانی نے ہمارے خلاف نہیں لکھا تواسے کس اصول پر دیوبندی بنا کر پیش کیاجاتا ہے؟

نیز ہم کہتے ہیں کہ اس رضاخانی کی اتنی اوقات نہیں کہ وہ معتبراورغیر معتبر کی سرٹیفکیٹ تقسیم کرے۔

رہی بات عامر عثمانی کی تواس کوغیر معتبر صرف اس وجہ سے نہیں کہا کہ اس نے مولانا مدنی رحمہ اللہ کے خلاف لکھ دیابلکہ اس کی وجہ مودودی صاحب اوران کے نظریہ کے لئے ان کی طرف سے حمایت بھی ہے، لہٰذاادھرادھر کی باتیں نہ کرو۔

عجیب جہالت

چونکہ مولاناابوایوب قادری صاحب نے بریلوی حضرات کے تراجم بھی اپنی تائید میں پیش کئے تھے جن کے جوابات پہلے رضاخانی نے نہیں دئے تھے لہٰذااس بار اپنی ڈوبتی ناؤ بچانے کے لئے اس نے نام نہاد جواب دینے کی کوشش کی، چنانچہ لکھتا ہے کہ:

”پہلاحوالہ ضیاء القرآن کا ہے جس میں گھات کی صراحت موجود نہیں (کنزالایمان اور

مخالفین حصہ دوم ص ۱۱۳)

جواب: تو کیا ہوا؟ لفظ "تاک" تو موجود ہے جو انہی الفاظ میں سے ہے جن کو بریلوی حضرات شانِ الہی کے خلاف قرار دیتے ہیں (دیکھئے انوار کنزالایمان ص ۲۹۲)

آگے تیمور لکھتا ہے کہ "علامہ سعیدی یا علوی مالکی صاحب نے ترجمہ نہیں کیا بلکہ تفسیر بیان کر رہے ہیں" (کنزالایمان اور مخالفین حصہ دوم ص ۱۱۳)

جواب: اس پر ہم لعنت اللہ علی الکاذبین کے سوا اور کچھ نہیں کہہ سکتے، قارئین تبیان القرآن میں سورۃ الفجر کی آیت نمبر ۱۴ کا ترجمہ دیکھ لیں اور رضا خانی کی کذب بیانی اور ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کریں۔ اگر بالفرض تفسیر بھی ہوتی تو کیا فرق پڑتا کیا تفسیر کرتے وقت شانِ الہی کا لحاظ رکھنا ضروری نہیں؟

رہی بات کفر نہ ہونے کی تو شانِ الہی کے خلاف الفاظ کو آپ کس درجے میں رکھنا پسند کرے گے؟

اعتراض نمبر 2

احصنت فرجها کا ترجمہ

ترجمہ شیخ الہند:

جس نے روکے رکھا اپنی شہوت کی جگہ کو پھر ہم نے پھونک دی ہم نے اپنی طرف سے جان.

مولانا ابو ایوب قادری صاحب دومت برکاتھم نے اس ترجمہ کے متعلق رضا خانی گھر کا حوالہ دیا تھا کہ یہ ترجمہ حضرت مریم کی عصمت وعزت کے خلاف اور انتہائی شرمناک ہے.

دوم: تفسیر جلالین ابن عباس وغیرہ کے حوالے دیے تھے کہ یہاں حفظت یعنی شرم گاہ کی حفاظت کی.

سوم: امام رازی کا حوالہ پیش کیا تھا کہ **والفرج حمل علی حقیقته** یعنی فرج کو حقیقت پہ مول کیا جائے گا۔

چہارم: احمد رضا کے ترجمہ کو امام رازی نے قیل سے بیان کیا ہے جو کہ بریلوی مولویوں کے اصول سے قول مرجوح کی طرف اشارہ ہے۔

شیخ الھند رحمہ اللہ کا ترجمہ ہی زیادہ بہتر ہے کیونکہ اس سے حلال وحرام دونوں سے بچنے کی بات ہے جبکہ فاضل بریلوی کے ترجمہ میں فقط حرام سے بچنے کی۔

اس پہ رضاخانی نے دفاع کی ناکام کوشش کی اور علامہ ساجد صاحب نے اس کا دندان شکن رد کیا۔ چنانچہ رضاخانی نے پینترا ہی بدل لیا اور یہ باور کرانے کی کوشش کی کہ اختلاف ترجمہ کی فوقیت کا ہے اور اعلیٰ حضرت کا ترجمہ فوقیت رکھتا ہے۔

(کنزالایمان اور مخالفین جلد 2 ص 114)

جبکہ مولانا ابوایوب قادری صاحب نے نصیر الدین سیالوی کا حوالہ بہت پہلے نقل کر دیا تھا کہ:

"یہ (ایسا ترجمہ از راقم) نہایت شرمناک ہے اور حضرت مریم کی عزت وعظمت کے قطعاً خلاف ہے"۔

(اصول ترجمہ وتفسیر قران ص 42,41 بحوالہ نور سنت کنزالایمان نمبر ص 197)

لہٰذا رضاخانی کا یہ دجل تو بالکل نہیں چلے گا کہ ترجمہ میں محض فوقیت کو زیر بحث لائیں کیونکہ رضاخانی حضرات کے نزدیک شیخ الھند کا ترجمہ عصمت وعزت پہ حملہ کرنے کے مترادف ہے۔

دوم: رضاخانی نے معالم العرفان اور تفسیر حقانی کے حوالے دے کر یہ بات باور کرانے کی کوشش کی درست ترجمہ گریبان ہے نہ کہ شرمگاہ۔

(محصلہ ایضاً ص 115,114)

جبکہ یہ حوالے بھی بے وجہ اور صفحات سیاہ کرنے کے مترادف ہیں کیونکہ بات فوقیت و

غیر فوقیت کی ہے بھی نہیں. بات تو گستاخی کی ہے جو کہ جناب کے پیش کردہ حوالوں میں کہیں بھی ثابت نہیں. پھر اس حوالہ میں یہ بات بھی ہے کہ" فرج کے معنی شرمگاہ بھی ہوتے ہیں اور گریبان بھی۔(معالم العرفان جلد 18 ص 578)

لہذا یہ حوالے بلاوجہ کی بھرتی سے سوا کچھ نہیں۔ نیز ارشد مسعود لکھتا ہے:

''کتب فقیہ میں ایسی مثالیں بکثرت موجود ہیں جس میں حنفی علماء نے دیگر حنفی علماء سے اختلاف کیا ہے. اور نہ ہی ہم نے ایسے اختلاف کی وجہ سے کسی کو بددین و بدمذہب قرار دیا ہے. لہٰذا موصوف کا ایسے حوالوں کو پیش کرنا بے بسی اور عاجزی کی دلیل ہے. موصوف جب اس طرح کی بے تکی باتیں کرتے ہیں تو ہمیں دیوبندی مذہب کی لاچارگی پر ہنسی آنے لگتی ہے کہ ایسے جہلا کو وہ آگے کردیتے ہیں جن پر ابھی تک دیوبندی بریلوی نزاع کی وجہ بھی آشکار نہیں ہوسکی''۔(کشف القناع جلد 3 ص 354)

یہی تبصرہ ہماری جانب سے کہ موصوف ایسا جاہل ہے کہ اسے اصل نزاع کا ہی نہیں پتا کہ مسئلہ فوق اور غیر فوق کا ہے یا گستاخی وایمان کا؟۔

پھر تفسیر جلالین وابن عباس کے متعلق یہ باور کرایا کہ حبیب چترالی کے بقول یہ غیر معتبر تفاسیر ہیں۔

(علامہ ساجد صاحب نے اس پہ یہ کہا تھا کہ حبیب چترالی ہمارے اکابر نہیں. از راقم)

اس پر اس نے کہا کہ:''حبیب چترالی کی کتاب پہ شیر علی شاہ کی تائید ہے لہذا ساجد صاحب کی کوئی حیثیت نہیں''۔

(کنزالایمان اور مخالفین جلد 2 ص 116)

جواب: رضاخانی کو یہ بات کہتے وقت ڈوب کے مرجانا چاہیے کیونکہ شیر علی شاہ صاحب بھی رضاخانی اصول سے ہمارے اکابر شمار نہیں ہوتے تو ان کی تائید سے حبیب چترالی تو بدرجہ اولی ہمارا اکابر شمار نہیں ہوتا۔ لہذا پہلے اپنے اصولوں سے حبیب چترالی کو ہمارا اکابر ثابت کرو پھر استدلال کرو۔

علامہ ساجد صاحب نے تفسیر جلالین کو مختلف کتب بریلویہ اور حیات اعلیٰ حضرت سے سدی و کلبی کا تفسیر میں معتبر ہونا دلائل قاطعہ سے ثابت کیا تھا۔

(سنی تراجم....105,106)

اس کے جواب سے عاجز آ کر رضا خانی کی بھی سنیے کہتا ہے کہ:

''موصوف نے ہمارے حوالہ جات پیش کیے کہ جلالین معتبر ہے فی الوقت اتنا ہی عرض ہے کہ جناب جلالین سے استدلال آپ نے کیا ہے اور اس پر تبصرہ بھی ہم نے آپ کے گھر سے بطور الزام پیش کیا ہے''۔(کزالایمان....جلد2ص115)

عرض ہے کہ جب جلالین تمہارے نزدیک معتبر ہے تو پھر ان کے معنیٰ کو مانو اور ان پہ فتوے لگاؤ۔ بات یہ ہے کہ شیخ الہند رحمہ اللہ کے ترجمے پر تو فتوے لگاؤ اور جو تفسیر تمہارے نزدیک معتبر ہے اگر وہاں فرج بمعنی شرمگاہ ہو تو ان کو بخش دو؟ یہ دوغلی پالیسی کیوں؟ یہ منافقت کیوں؟ یہ ہاتھی کے دانت دکھانے کے اور رکھانے کے اور کیوں؟

علامہ ساجد صاحب نے سدی و کلبی کا تفسیر میں معتبر ہونے پہ حیات اعلیٰ حضرت کا حوالہ دیا تھا۔(سنی تراجم...106)

اس پہ رضا خانی نے یہ کہہ دیا کہ:

''اس کے بعد کلبی وسدی کی تائید کا مسئلہ تو اس وقت ہمارے سامنے حیات اعلیٰ حضرت کا متعلقہ مقام نہیں لیکن اگر موصوف کے پیش کردہ حوالہ پہ ہی اعتماد کیا جائے تو بھی اس میں کہیں بھی یہ بات موجود نہیں کہ کلبی کی روایات معتبر ہیں بلکہ اس کے متروک اور متہم بالکذب ہونے کی وہاں صراحت موجود ہے''۔(کنزالایمان....جلد2ص117)

جواب:

رضا خانی کا یہ کہنا کہ حیات اعلیٰ حضرت کا متعلقہ مقام اس وقت جناب کے سامنے نہیں ہے ہرگز لائق التفات نہیں کیونکہ اس قسم کی باتوں پر تنقید سید ارشد مسعود کردیا کرتا ہے. چنانچہ لکھتا ہے:

''ملفوظات طیبات کوئی ایسی نا پید کتاب نہیں ہے کہ دیوبندی موصوف کو نہ مل سکتی ہو''۔
(کشف القناع جلد 3 ص 217)

گو موصوف کے پاس موجود نہ بھی ہوں لیکن اس کا حاصل کرنا موصوف کے لیے مشکل بھی نہیں تھا اور کتاب اتنی مہنگی بھی نہ تھی کہ موصوف اسے خرید نہ سکتے. مگر موصوف کی عادت یہ ہے کہ وہ اصل کتابوں کی جانب مراجعت نہیں کرتے اور اس حوالے کا کسی دیوبندی نے کوئی معقول جواب بھی نہیں دیا اس لیے موصوف کو اس حوالے کے متعلق لب کشائی کی جرات نہ ہوسکی۔ (کشف القناع جلد 3 ص 217)

لہذا ہم بھی کہتے ہیں کہ حیات اعلی حضرت کتاب ایسی نہیں کہ نا پید ہو بلکہ یہ تو نیٹ پر بھی موجود ہے اور نہ ہی اتنی مہنگی ہے کہ رضا خانی موصوف خرید نہ سکے. بلکہ اصل بات یہ ہے کہ رضا خانی صاحب کو اس حوالے کا جواب اپنی کسی رضا خانی کتاب میں نہ ملا اس لیے جناب جواب نہ دے سکے۔ پھر رضا خانی کا یہ کہنا کہ وہاں کہیں بھی کلبی کے روایت معتبر ھونے کی صراحت نہیں البتہ اسکے کذاب اور متروک ہونے کی صراحت موجود ہے۔

بھی لائق التفات نہیں ہے کیونکہ اس حوالے میں کیا صاف ہے اور کیا نہیں ہم دکھائے دیتے ہیں۔ چنانچہ لکھا ہے کہ:

''کلبی کا نہایت شدید الضعف ہونا کسے معلوم نہیں؟ اس کے بعد صرف کذاب و وضاع ہی کا درجہ ہے، آئمہ شان نے اسے متروک، بلک ※ منسوب الی الکذب تک کہا ہے، بایں ہمہ عام کتب تفاسیر اور کتب سیر اس کی اور اس کی مثال کی روایات سے مالامال ہیں علمائے دین ان امور میں انہیں بلانکیر نقل کرتے ہیں.

قال ابن عدی و قد حدث عن الکلبی سفیان و شعبة و جماعة و رضوہ بالتفسیر اما فی الحدیث فعندہ مناکیر

(حیات اعلی حضرت: ۲ / ۳۵۳)

یہاں تو یہ بات ہے کہ باوجود اس کے کہ کلبی متروک اور مہتم الکذب ہے لیکن پھر بھی

آئمہ کی جماعت اور علمائے دین اس کی تفسیری روایات کو بلا نکیر نقل کرتے ہیں تو اگر یہ متروک ہے تو حدیث میں نہ کہ تفسیر میں افسوس کہ اس رضاخانی کو اپنے گھر کی کتابوں کی عبارات بھی ہمیں سمجھانا پڑتی ہیں تو ہماری کتب کی عبارات خاک سمجھتا ہوگا؟۔

لہذا رضاخانی کا یہ باور کرانا کہ اس حوالے سے اس کا متروک اور مہتم بالکذب ہونا ثابت ہے ایک دجل اور حقائق سے آنکھیں چرانا ہے۔

علامہ ابوایوب قادری صاحب نے یہ بات کی تھی کہ قیل کے ساتھ مرجوح قول کو نقل کرنا رضاخانیوں کو مسلم ہے ۔اور تفسیر کبیر میں اس قول کو قیل سے نقل کیا گیا ہے جو فاضل بریلوی نے اختیار کیا جبکہ فرج کو معنی حقیقیہ پر محمول کرنے کو بیان کیا گیا ہے۔

(نور سنت کنزالایمان نمبر)

اس پہ رضاخانی نے دجل کر کے کچھ اور ہی پینترا بدلا کہ قیل سے قول ضعیف فقہا کے ہاں مراد ہوتا ہے۔جس پر علامہ ساجد صاحب نے اس کے دجل کو واضح کیا کے علامہ ابوایوب قادری صاحب نے لفظ قیل سے قول مرجوح کی بات کی تھی اور یہ دجل کر کے قیل سے قول ضعیف کی بات کرنے لگا۔نیز علامہ ساجد صاحب نے رضاخانی کی اس تاویل کا بھی دندان شکن جواب تھا کہ قیل سے قول ضعیف مراد لینا فقہا کی اصطلاح ہے۔چنانچہ علامہ ساجد صاحب رضاخانی کتب سے رضاخانی کے قول کا بطلان ثابت کیا تھا۔

(سنی تراجم....ص108,107)

اس پہ رضاخانی نے کوئی جواب نہ دیا بلکہ یہ کہہ کر جان چھڑالی کہ قیل سے علم تفسیر میں قول ضعیف مراد ہونے کا ثبوت دو۔(کنزالایمان....جلد2ص118)

لہذا ثابت ہوا کہ فوقیت والا ترجمہ بھی شیخ الہند رحمہ اللہ کا ہی ہے۔اس پہ ایک دلیل تو وہی اوپر علامہ ابوایوب قادری صاحب نے دی دوسری تفسیر کبیر کے حوالے سے فرج کو حقیقی معنی میں رکھتے ہوئے احمد رضا کے ترجمہ کی بنیاد تفسیری قول کا ضعیف ہونا ہے۔

نیز یہ منافقت بھی واضح ہوئی کہ امام رازی تو فتوی کی زد میں نہیں آتے مگر یہ ستے

فتوے علما دیوبند کے کھاتے میں ضرور چلے جاتے ہیں.

نوٹ: تفسیر ابن عباس کے متعلق مولانا ساجد خان نقشبندی صاحب نے جو یہ کہا تھا کہ اس کو چھاپنے اور اس کا ترجمہ کرنے والے رضاخانی ہیں تب بھی غیر معتبر ہے؟ اس کا رضاخانی نے کوئی جواب نہیں دیا۔

نفخ کہاں ہوا؟

اس حوالہ سے علامہ ساجد صاحب نے یہ بات کی تھی کہ شیخ الہند کے ترجمہ میں کہیں صراحت نہیں کہ نفخ کہاں ہوا جبکہ پیر مہر علی شاہ صاحب نے نفخ کو رحم میں ہونے کا قول کیا ہے.(سنی تراجم...ص107)

اس پہ رضاخانی اتنا عاجز آیا کہ یہ کہا کہ:

''پیر مہر علی شاہ کے حوالے میں آیت زیر بحث پہ گفتگو نہیں لہذا میں تبصرہ نہیں کرتا''۔

(کنزالایمان....جلد2ص117)

تو دیکھیے قارئین کسی بھی طرح رضاخانی اپنے مجدد کے ترجمہ کو راجع ثابت نہ کرسکا نہ ہی شیخ الہند کے ترجمہ کو غلط .نہ ہی علامہ ساجد صاحب کے دلائل کا جواب دے سکا.البتہ یہاں بھی منافقت واضح ہوئی کہ فتوے علما دیوبند کے لیے ہی ہیں.ترجمہ زیر بحث ہو یا نہ ہو جب ایک چیز گستاخی ہے تو وہ ہر جگہ گستاخی ہے یہ کہاں لکھا ہوا ہے کہ اگر اس آیت کے ترجمہ کے تحت یہ بات کہے گا تو گستاخ ہوگا اس کے علاوہ جو گالیاں جہاں دینا چاہے جدھر گستاخی کرنا چاہئے اسے چھوٹ ہے اس پر ہم تبصرہ نہیں کریں؟ شرم تم کو مگر نہیں آتی۔

اعتراض نمبر 3

رحمت اللعالمین کے ترجمہ پر اعتراض؟

مولانا ابوایوب قادری صاحب نے سورۃ الانبیاء کی آیت 107 کے ترجمہ پر رضاخانی اعتراض کا زبردست جواب دیا(دیکھئے نورسنت کا کنزالایمان نمبر)۔

اس رضاخانی اور دیگر بریلویوں کے پاس اس کا جواب تو تھا نہیں اسی لئے رضاخانی

نے اپنی عادتِ بد سے مجبور ہو کر نام نہاد جواب میں فضول باتوں کی بھرمار شروع کر دی۔ مولانا ابو ایوب قادری صاحب نے اس آیت کی وضاحت و تائید میں تفسیر عثمانی، تفسیر ابن عباس اور تفسیر مظہری کے حوالے دیئے تھے لیکن رضا خانی نے ان کا جواب تو دور ان کا ذکر تک نہ کیا۔ کیا یہ اس بات کی واضح دلیل نہیں کہ موصوف کے پاس ان دلائل کا کوئی جواب نہیں؟

پھر شرم و حیا کا جنازہ نکالتے ہوئے وہی پرانا اعتراض فتاویٰ رشیدیہ پر کیا کہ دیوبندی نبی کریم ﷺ کے علاوہ دیگر لوگوں کو بھی رحمت اللعالمین مانتے ہیں۔ حالانکہ اس اعتراض کا جواب کئی مرتبہ دیا جا چکا ہے، پھر یہ بات بھی عجیب ہے کہ فتاویٰ رشیدیہ سے حضرت تھانوی رحمہ اللہ کا نظریہ کیسے ثابت ہوا؟

اگر یہی بات ہے تو تفسیر عثمانی کی وضاحت قبول کیوں نہ کی؟

یہ دوغلا معیار کیوں؟

ہم قارئین کو پھر ایک بار یاد دلاتے ہیں کہ رضا خانی کی یہ کتاب دراصل جواب نہیں بلکہ اس کے دماغی مریض ہونے کی دستاویز ہے، وہ اس طرح کہ جن باتوں کا جواب علامہ ساجد خان صاحب اور مولانا ابو ایوب قادری صاحب دے چکے ہیں رضا خانی نے ان کو پھر سے دہرا رہا ہے اور سمجھ رہا ہے کہ کوئی بڑا کارنامہ انجام دیا۔

بات صرف یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ تمام عالمین کے لئے رحمت ہیں لیکن وہ رحمت خصوصاً مکلفین کے لئے ہے جس طرح قرآن ہدایت پوری انسانیت کے لئے ہے لیکن خصوصاً متقین کے لئے۔ مکلفین کا اضافہ اسی خصوصی رحمت کو مدنظر رکھتے ہوئے کیا گیا ہے۔

اس بات کی تائید ایک روایت سے بھی ہوتی ہے، وہ یہ کہ:

''حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا'' **انا رحمة مهداة برفع قوم و خفض اخرين**''، یعنی میں اللہ کی بھیجی ہوئی رحمت ہوں تا کہ (اللہ کے حکم ماننے والی) ایک قوم کو سر بلند کر دوں اور دوسری قوم (جو اللہ کا حکم ماننے والی نہیں ان کو)

پست کردوں (ابن کثیر بحوالہ معارف القرآن ※ تحت آیت وماارسلنا※ ......)

اعتراض نمبر 4

لن نقدر کی بحث

سورۃ الانبیاء کی آیت نمبر ۸۷ کا ترجمہ شیخ الہند رحمہ اللہ نے یوں کیا ہے "یوں سمجھا کہ ہم نہ پکڑ سکیں گے اس کو"۔ اس ترجمے پر بریلوی حضرات نے اعتراض کیا (انوار کنزالایمان ص 51) اور مولانا ابو ایوب قادری صاحب نے اس اعتراض کا دندان شکن جواب دیا (سنی تراجم پر اعتراضات کے جوابات ص 85 تا 87)۔

مولانا ابو ایوب قادری صاحب نے پہلے لغت سے پھر تفاسیر سے پھر روایات سے اور اسی طرح رضاخانیوں کے گھر سے اس ترجمے کو درست ثابت کیا جس کا جواب دینے سے تاحال بریلوی حضرات اور یہ رضاخانی قاصر ہیں۔ لیکن چونکہ مظفر شاہ کی دین سے رضاخانی کو پیسوں کی پرواہ نہیں لہٰذا وہ اوراق سیاہ کرتے جاتا ہے، چاہے جواب بنے یا نا بنے کچھ نہ کچھ لکھنا ضرور ہے۔ جناب کہتے ہیں کہ معالم العرفان میں اس ترجمے کا رد ہے (کنزالایمان اور مخالفین حصہ اول و دوم)، تو جواباً عرض ہے کہ مولانا سواتی صاحب رحمہ اللہ اللہ کی قدرت کے انکار والے قول کا رد کر رہے ہیں جبکہ ہم وہ معنی لیتے ہی نہیں۔ مولانا ابو ایوب قادری صاحب نے صاف لکھا ہے کہ:

"اب بات کا مطلب صاف ہے کہ پکڑ سکیں کا معنی پکڑ کے لائق ہونا۔ تو بات شیخ الہند کی صحیح ہوئی کہ اس نے گمان کیا کہ ہم اس کو پکڑ کے لائق نہ جانیں گے۔"

(سنی تراجم پر اعتراضات کے جوابات ص 86)

اس وضاحت کے بعد بھی ہم پر بہتان باندھنا ایک دجال کا ہی کام ہوسکتا ہے انصاف پسند انسان کا نہیں۔

رہی بات علامہ آلوسی رحمہ اللہ کی تو جب ان کی وضاحت قابل قبول ہے تو ہماری کیوں نہیں؟

آپ کا معیار و اصول علماء دیوبند پر آ کر بدل کیوں جاتا ہے؟ کیا یہ کھلی منافقت نہیں؟
کہتا ہے علامہ آلوسی رحمہ اللہ نے اس کو راجح نہیں کہا تو عرض ہے کہ تردید بھی تو نہیں کی!
احتمال نقل کیا ہی تفسیر کے طور پر ہے۔

جہالت کی حد پار

تفسیری اقوال کے جواب سے عاجز ہو کر لکھتا ہے کہ:
"تفسیر درمنثور کے حوالے سے ہم نے نقل کیا تھا کہ اس میں تفسیری اقوال ہے مفسر کا اپنا قول نہیں" (کنزالایمان اور مخالفین حصہ دوم ص ۱۲۱)
کوئی جناب سے کہے کہ تفسیری اقوال کن کے ہیں؟ تفسیری اقوال تجھ اور میثم جیسی لونڈیوں کے نہیں بلکہ جلیل القدر صحابہ کے ہیں۔ جنہیں بڑی بے شرمی سے تم نے نظر انداز کر دیا...افسوس!
باقی معتبر غیر معتبر کی ابحاث کئی جگہوں پر ہو چکی ہے۔

اعتراض نمبر 5

عورت کا خیال

بریلوی جواب ملاحظہ فرمائیں

ہم نے دیوبندی تراجم سے یہ بات ثابت کی تھی کہ ان سب نے حضرت یوسف کا زلیخا کی طرف قصد کا ارادہ کرتا تسلیم کیا، جناب باقی تراجم سے آنکھ بچا کر صرف تھانوی کے ترجمہ پر محو گفتگو ہوئے جبکہ خود تھانوی صاحب نے واضح لکھا ہے ترجمہ میں:
کہ ان کو بھی اس عورت کا کچھ خیال ہو چلا تھا. یہ ترجمہ چیخ چیخ کر اس بات کی گواہی دے رہا ہے کہ تھانوی صاحب نے ارادے کو تسلیم کیا ہے اسی طرح باقی تراجم میں بھی۔
یہی بات تھی مگر موصوف نے ہمارے دیئے گئے حوالہ جات کا جواب دینے سے گریز ہی کیا اور غیر اختیاری رغبت کی بات کی جبکہ ترجمہ میں اس قسم صراحت موجود ہیں، پھر تعلیقات کا جہاں تک حوالہ ہے تو ہم اس سے دوٹوک نقل کر چکے تھے کہ:۔

" حالانکہ صحیح بات اس کے خلاف ہے (یعنی آپ نے قصد نہیں فرمایا تھا اور شفاء شریف میں اس مسئلے کی تحقیق ملاحظہ کی جائے۔" (تعلیقات رضاص ۳۰۱)

موصوف اس کا جواب دینے سے قاصر ہے۔

(کنزالایمان.... جلد 2 ص 122)

جواب: یہاں پر علامہ ساجد صاحب نے جتنی بھی بحث کی ہے اس میں اسے کسی بات کا بھی جواب نہیں دیا بلکہ شیر مادر کی طرح ہضم کر گیا۔

بس اتنا کہہ دیا کہ" تھانوی کا ترجمہ چیخ چیخ کر اس بات گواہی دے رہا ہے کہ تھانوی صاحب نے ارادے تسلیم کیا ہے"

جبکہ جناب کا کوئی بھی حوالہ چیخ چیخ کہ نہیں بتا رہا اگر کوئی حوالہ ہوتا تو یہ پیش کر دیتا۔

دوم: رضاخانی نے یہ کہنا چاہا کہ علامہ ساجد صاحب نے تھانوی صاحب کے ترجمہ میں جو غیر اختیاری رغبت کی بات کی ہے اس کی ترجمہ میں کہیں بھی صراحت موجود نہیں۔

(ص 122)

جبکہ علامہ ساجد صاحب نے دلائل سے یہ بات ثابت کی تھی کہ یہاں غیر اختیاری رغبت ہی مراد ہے۔ نیز اگر صراحت نہ بھی ہو تو کیا یہ قابل اعتراض ہے؟ خود رضاخانی لکھتا ہے:

''یہ اعتراض جہالت کی پیداوار ہے ورنہ اس میں کہیں بھی آلہ تناسل کا ذکر نہیں بلکہ شرمگاہ کے اعضاء ذکر ہے مطلب یہ کہ مرد کے کتنے اعضاء کو چھپانا ضروری ہے اور وہ شرمگاہ کے زمرے میں آتے ہی اعلی حضرت کی تحقیق کے مطابق 9 اعضاء ایسے ہیں جو شرم گاہ کے زمرے میں آتے ہیں نہ کہ آلہ تناسل کے 9 اجزاء ہیں''۔

(کنزالایمان اور مخالفین جلد 1 ص 114، پاکستانی ایڈیشن)

تو اس رضاخانی کا خود عمل یہ ہے کہ جس کی صراحت عبارت میں موجود نہ ہو اس کی وضاحت اپنی سوچ کے مطابق کر دیتے ہیں تو یہاں کیوں مراد نہیں ہو سکتا۔

نیز خود لکھتا ہے کہ:

”غرض یہ ہے کہ جن علماء نے یا محمد کو جائز و درست کہا انہوں نے وصفی معنی مراد لیا ہے اور جن لوگوں نے یا محمد پکارنے کو ناجائز و بے ادبی کہا ہے وہ علمی و ذاتی معنی کے اعتبار سے ہے۔“ (دست و گریبان کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ ص260)

جبکہ وہاں وصفی و ذاتی معنی کی صراحت کہیں نہیں پھر بھی اس نے یہ تاویل گھڑلی مگر ہماری وضاحت بھی قبول نہیں. واہ رے منافقت تیرا آسرا. الغرض اس جگہ موصوف کی کوئی بھی بات قابل التفات نہیں۔

اعتراض نمبر 6

بناتی کا ترجمہ

شیخ الہند رحمہ اللہ کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں:

”بولا اے میری قوم یہ میری بیٹیاں حاضر ہیں“.

علامہ ابوایوب قادری صاحب نے اس پر رضاخانی اعتراض نقل کر کے جواب دیا تھا.

چنانچہ رضاخانی فتوے بھی ملاحظہ فرمائیں. قادری صاحب نے اسکے جواب میں مولوی عبدالستار خان نیازی کا جملہ پیش کیا تھا کہ وہ صلبی اور نسبی بیٹیاں ماننے میں جرم سمجھتے ہیں، چنانچہ لکھتے ہیں:

”یہ بات ایک اولو العزم پیغمبر خدا کو تو کیا کسی بھی شریف آدمی کو زیب نہیں دیتی“۔(انوارکنزالایمان:۸۲۰)

تو کوئی کیوں کہے کہ یہ لوط علیہ السلام کی بیٹیاں ہیں تو فاضل بریلوی کے مذہب کے ماننے والوں کے نزدیک فاضل بریلوی کے ماننے والے کسی شریف آدمی کو یہ کہنا زیب نہیں دیتا تو اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ

”یہ ترجمہ بے ادبی والا ہے“، رضاخانی ٹبر حواس باختہ ہو کر اس کے جواب میں کہتے ہیں کہ نیازی صاحب نے کہیں بھی اسے گستاخی نہیں کہا، (کنزالایمان: ۲۷۳ بحوالہ سنی تراجم.)

یعنی رضاخانیوں کے نزدیک ایسا ترجمہ جس میں دوسرا احتمال بھی مفسرین نے نقل کیا

ہے کہ لوط علیہ السلام کی بیٹیاں مراد ہو سکتی ہیں کو گستاخی و بے ادبی پر مبنی ہے.

اس پہ رضاخانی نے پھر سے وہی اگلے نوالے چبانے شروع کر دیے اور نہایت ڈھٹائی سے یہ باور کرانے کی کوشش کی کہ اس ترجمہ میں بھی محض راجح و مرجوح کا اختلاف ہے. چنانچہ اپنے مجدد کے ترجمہ کی بنیاد تفسیر کے متعلق لکھتا ہے کہ:

''یہی تفسیر راجح ہے''۔(کنزالایمان ....جلد 2 ص 123)

قارئین دیکھیے کیسا دجل کیا کہ گستاخیوں کا قول کرنے والے پینترا بدل کر کہنے لگے ہیں کہ اب راجح و مرجوح کا اختلاف ہے حالانکہ یہ اپنے لوگوں کو تسلی دینے کا ایک بہانہ ہے. جب تک دیوبندی تراجم کی بات تھی تب ان عقل کے دشمنوں کو ہمارے تراجم میں درجنوں گستاخیاں نظر آتی تھیں جب دیوبندی حضرات نے تعاقب کیا تو فوراہی چال بدل لی اور راجح مرجوح اور اولی وغیر اولی نظر آنے لگا.

لہذا یہ تاویل بالکل بے کار دلچر اور بے بسی کی اعلی مثال ہے.

پھر رضاخانی نے سواتی صاحب کی معالم العرفان کا حوالہ پیش کر کے یہ باور کرایا کہ صحیح بات یہ ہے کہ قوم کی بیٹیاں مراد ہیں. لہذا دیوبندی تراجم مرجوح ہیں اور اعلی حضرت کا ترجمہ راجح.(کنزالایمان...جلد 2 ص 123)

یہاں پہ جناب کا معالم العرفان کا حوالہ رضاخانی کو ہرگز سودمند نہیں کیونکہ وہاں پر کہیں ایک ترجمہ کو درست جبکہ دوسرے احتمال کو گستاخی نہیں کہا گیا. پھر حضرت تھانوی رحمہ اللہ کی مراد بھی یہاں قوم کی بیٹیاں ہیں ہیں جسے حضرت قادری صاحب نے پہلے ہی علامہ عثمانی رحمہ اللہ سے بیان کر دیا تھا.(نورسنت کنزالایمان نمبر ص 206)

اور حاشیہ میں متن کی وضاحت مقصود ہوتی ہے جیسا کہ رضاخانی اصول ہے چنانچہ مولوی شمس الحق بریلوی لکھتا ہے:

''شرح: کسی کتاب کی شرح خواہ وہ کسی متن سے متعلق ہو توضیح و مطالب و تصریح کے لیے اصل متن سے زیادہ ضخامت اور حجم کی خواہاں ہوتی ہے کہ شرح نگاری سے شارح کا یہی

مقصود ہوتا ہے کہ ان مباحث و مطالب کو جو صاحب متن نے پیش کئے ہیں واضح سے واضح تر صورت میں پیش کرے"۔(امام احمد رضا کی حاشیہ نگاری ص34)

لہذا اس اصول سے علامہ عثمانی رحمہ اللہ نے علامہ تھانوی رحمہ کے ترجمہ کی وضاحت کر دی تھی کہ یہاں قوم کی بیٹاں مراد ہیں. یوں بھی معالم العرفان کا حوالہ ہمارے خلاف اور ہمارے بے وقوف معاند کو بالکل سودمند و مفید نہیں ہے.

علامہ آلوسی کی مراد

پھر مولانا ابوایوب قادری صاحب نے تفسیر نعیمی کے حوالہ سے یہ بات کی تھی کہ علامہ آلوسی نے مراد نسبی بیٹیاں لی ہیں.(نورسنت کنزالایمان نمبر ص206)

اس پہ ہمارا معاند یہ کہتا ہے کہ مفسر آلوسی نے قوم کی بیٹیاں مراد لی ہیں.

(کنزالایمان....جلد2 ص124)

جواب: قارئین! یہاں پہ ہم علامہ قادری صاحب نے اپنی طرف سے علامہ آلوسی کا مؤقف نقل نہیں کیا تھا بلکہ تفسیر نعیمی کے حوالہ سے نقل کیا تھا. اب اس میں ہمت تھی تو کہہ دیتا کہ احمد یار گجراتی نے جھوٹ بولا ہے اور میں سچ کہہ رہا ہوں. تب بات بھی بنتی. لہذا یا تو یہ خود کو سچا اور نعیمی کو جھوٹا کہے تب بات بنتی ہے. ورنہ پھر خود جھوٹا ہے.

منافقت کی ایک اور اعلی مثال

قارئین! یہاں سے یہ بات بھی ثابت ہوئی ہوئی کہ احمد یار گجراتی کے نزدیک علامہ آلوسی نے نسبی بیٹیاں مراد لی ہیں. لہذا ان رضاخانیوں میں اگر ہمت تھی آلوسی رحمہ اللہ پر بھی فتوی لگانا چاہیے تھا مگر رضاخانی صاحب نے پھر سے آلوسی رحمہ اللہ کو بچانے کے لیے یہ لکھ دیا کہ انہوں نے قوم کی بیٹیاں مراد لی ہیں۔ جب علامہ آلوسی کے مؤقف کا بیان گجراتی نے دے دیا تھا تو پھر ان کو بچانے کے لیے میدان میں آنا اس چیز کی دلیل ہے کہ ان رضاخانیوں میں شرم وحیا اور دیانت کا مادہ بالکل ناپید ہے. کیونکہ اگر یہ ترجمہ دیوبندی کرے تو اسے آڑے ہاتھوں لیا جائے جب اسلاف سے ثابت ہو جائے تو ان کو بچانے کی ہر ممکن سعی کرو.

پھر رضاخانی ایک کتاب سے حوالہ نقل کرتا ہے مگر اس پر استدلال واضح ہی نہیں کرتا . چنانچہ لکھا ہے کہ

''پر ایک بات جناب کو یاد رکھنی چاہیے:۔

اب اختر رضا اس کے مقابلے میں تفسیر مدارک پیش کرتا ہے تو عرض خدمت ہے کہ تفسیر ہے اور غیر میں بعض اوقات ایک احتمال کو نقل کیا جاتا (بریلوی) قرآن کا علمی تجزیہ 68

(کنزالایمان اور مخالفین جلد 2 ص 124)

جبکہ اس نے حوالہ تو نقل کر دیا مگر استدلال واضح نہیں کیا لہذا ہم اس حوالہ سے ارشد مسعود کا یہ قول نقل کر کے آگے بڑھتے ہیں ۔ وہ لکھتا ہے:

''جب تک دیوبندی موصوف استدلال واضح نہ کریں گے ہمیں کیسے معلوم ہو گا کہ ان کے پیٹ میں کون سا مروڑ اٹھ رہا ہے''۔(محصلہ کشف القناع جلد 3)

ایک جگہ لکھتا ہے:

''اس بات پر کوئی اعتراض تھا تو وہ اپنا اعتراض نقل کرتے مگر وہ ایسا نہ کر سکے ۔اس کی وجہ یہی ہے کہ وہ اپنا مافی الضمیر ظاہر کرنے سے خوفزدہ تھے کہ ہمیں ان کی جہالت کا راز مزید طشت از بام نہ ہو جائے''۔(کشف القناع جلد 3 ص 356)

لیجیے ہماری جانب سے یہی تبصرہ وصول کرلو

محترم قارئین ! ملاحظہ فرمائیں یہاں بھی یہ رضاخانی علامہ ساجد صاحب کی کسی بات کا جواب نہ دے سکا.

اعتراض نمبر 7

ساتویں اعتراض کے جواب میں ہم علامہ ساجد صاحب کا جواب پہلے نقل کرتے ہیں

''تفاسیر میں کئی اقوال نقل ہوتے ہیں کسی کو لے لیا جاتا ہے کسی کو رد کر دیا جاتا ہے ۔ یہ اصول فریق مخالف کو بھی مسلم ہے حتی إذا استيس الرسل کی تفسیر ہے، اس میں مختلف اقوال ہیں، ہمارے اکابر نے ایک قول کو لے لیا، جاہل رضاخانی اس کے جواب میں

اپنے ترجمہ کو بہتر ثابت کرنے پڑ گئے، او بھائی! ہم بار بار کہہ رہے ہیں کس کے ترجمہ کو فوقیت حاصل ہے کس کے ترجمہ کو نہیں؟ یہ سرے سے بحث ہی نہیں، مسئلہ تو یہ ہے کہ علمائے دیوبند کی اختیار کردہ توجیہ وترجمہ کو آپ سرے سے ماننے کو ہی تیار نہیں، اسے گستاخی پر محمول کر رہے ہیں اور اب دلائل سے گھبرا کر اقرار بھی نہیں کرتے۔ انکار بھی نہیں کرتے۔ فاضل بریلوی کے ترجمہ وترجیح حاصل ہے یا نہیں؟ اس پر ہم بات تب کریں گے جب پہلے آپ مان لیں کہ ہمارے تراجم گستاخانہ نہیں!!

رہا مولوی احمد رضا خان صاحب کا ترجمہ تو اس کا بھرکس کتاب لاجواب

"نواب احمد رضا خان فاضل بریلوی حیات، خدمات وکارنامے"

میں نکال دیا گیا ہے اور رضا خانی ٹبر نے جو تاویلات کی پٹاری کھولی تھی، اس کا بھی وہاں بھرکس نکال دیا گیا ہے۔ باقی یہ بات کرنا کہ انبیاء کو وسوسہ ہوسکتا ہے یہ گستاخی ہے، مولانا پر اتہام ہے، مولانا قادری تو تمہاری عبارات پر گرفت تمہارے مزاج کے مطابق کر رہے ہیں، چونکہ تمہارے بنائے ہوئے اصول ایسے ہیں کہ:

''صحیح بات بھی گستاخی ہو جاتی ہے۔ اسی لیے وہ بات کہہ دی ورنہ ہمارا نظریہ ہی ہے جو ہمارے اکابر کا ہے اور اسی پر خدا ہمیں قائم و دائم رکھے۔ آمین۔

اور آپ کا یہ کہنا کہ ملفوظات مہریہ ہمارے لیے حجت میں تو

کیا پری کیا پدی کا شوربہ یہ منہ اور مسور کی دال!! (سنی تراجم... ص 114)

اس پہ رضا خانی نے جواب دینے کے بجائے فقط تفسیر کبیر کا ایک حوالہ نقل کر دیا چنانچہ ہم رضا خانی کا جواب نقل کرتے ہیں:

''اور دوسری وجہ یہ ہے کہ بے شک رسولوں نے گمان کیا کہ ان سے جو وعدہ کیا گیا تھا اس میں وہ جھٹلائے گئے یہ تاویل ابن ابی ملیکہ سے ہے۔ انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہے۔ انہوں نے کہا گویا یہ بوجہ ضعف بشریت کے ہے یہ بہت بعید ہے کیونکہ ایک مومن کی شان کے لائق نہیں کہ اللہ تعالی پر جھوٹ کا گمان کرے بلکہ ایسا خیال کرنے

والا (بل یخرج بذالك عن الایمان) شخص ایمان سے ہی نکل جاتا ہے ایسا قول رسولوں سے کیسے جائز ہوسکتا ہے۔(تفسیر کبیر ج2 جز18 ص189)

اب موصوف غیرت کا مظاہرہ کرتے ہوئے مفسر رازی پ بھی تبرہ کرتے مگر جناب اس حوالہ سے بھی نظریں چرا گئے، اور دیگر حوالہ جات کا بھی جواب نہ دے پائے۔جہاں تک ملفوظات مہریہ تو ی※ حجت نہیں اور نہ ہی دیوبندی اصول سے اس کی مکمل ذمہ داری پیر صاحب پر عائد ہوتی ہے۔(ص125)

جواب:

قارئین اسے کہتے ہیں جادو وہ جو سر چڑھ کے بولے.

اول تو اگر یہ اس فتوی کو مفسر رازی کا قول کہتا ہے تو پھر ہم نے جو بات نقل کی تھی وہ:

1)ابن ملیکہ سے

2)انہوں نے ابن عباس سے

نقل کی تھی. نیز رضاخانی علما جنہوں نے اس کو اختیار کیا مثلا

1)شیخ سعدی اور اس کی تصدیق کے سبب احمد رضا صاحب

2)بریلوی آسان ترجمہ قران کرنے والے اور اس کی تائید کرنے والے بریلوی علما کافر ہو گئے.

اب جو تاویل یہاں بریلوی رضاخانی کرے وہی ہماری جانب سے بھی سمجھ لے.

دوم: جس تفسیری قول پہ فتوی ہے وہ ابن ملیکہ اور ابن عباس کا ہے جس پہ رد قالو سے کیا گیا ہے.

اور قالوا صیغہ سے ظاہر ہے کہ یہ مجھول لوگوں کا قول ہے.اب وہ مجھول لوگ کون ہیں رضاخانی اسکا ثبوت فراہم کریں.

رہی بات ملفوظات مہریہ کے معتبر وغیر معتبر ہونے کی بات.تو عرض یہ ہے کہ رضاخانی علما کے اصول سے یہ ملفوظات معتبر ہیں تفصیل کے لیے ہماری کتاب" دست وگریباں کی

حقانیت جلد 1) ملاحظہ فرمائیں سر دست ہم رضاخانی اصول سے ہی اس کو آئینہ دکھا دیتے ہیں چنانچہ یہ خود لکھتا ہے کہ:

''پھر آپ حبیب صاحب کا انکار کرتے جب کہ آپ کہ اپنی کیا حیثیت ہے؟ کیا پدی اور کیا پدی کا شوربہ''۔(کنزالایمان اور مخالفین جلد 2 ص 121)

لہذا ملفوظات مہریہ کا انکار کرنے کی پوزیشن میں آپ بالکل بھی نہیں ہیں.

گالی باز کون؟

اپنی کتاب کے آخر میں رضاخانی نے باور کرانے کی کوشش کی ہے کہ علامہ ساجد صاحب گالی باز ہیں جبکہ گالی باز کے متعلق علما دیوبند کا نظریہ ہے کہ وہ سزا کا مستحق ہے .اگر انسان کے پاس جواب نہ ہوتو وہ فحش کلامی کرتا ہے وغیرہ.(ص 126 محصلہ)

جواب: قارئین کرام! اول تو علامہ ساجد صاحب کا یہ ردعمل رضاخانی عمل کا جواب ہے لہذا یہ قابل اعتراض نہیں۔

دوم تمہارے مذہب میں بدمذہب کو گالی دینے سے دونفلوں کا ثواب ملتا ہے لہذا اس نسبت سے تو علامہ ساجد صاحب کو اب تک بقول تمہارے ولایت کے درجہ پر فائز ہو جانا چاہیے۔

اب ہم مزید حوالے نقل کئے دیتے ہیں جس سے ثابت ہو جائے گا کہ گالی باز اصل میں کون ہے؟

بریلوی مذہب میں گالیاں دینا جائز

موصوف کو یہ شکایت ہے کہ دیوبندی گالی دیتے ہیں جب کہ ان کے یہاں بات کچھ یوں ہے کہ مظلوم کے لئے گالی دینا جائز ہے، چنانچہ مظلوم کے بارے میں لکھتے ہیں کہ:

جو شخص اسے گالی دے تو اس کے لئے جائز ہے کہ وہ اسے گالی دے لیکن اتنی کہ جتنی اس نے گالی دی ہے اس سے تجاوز نہ کرے''۔(فیوض الرحمن ص 4)

اس بات کا اقرار بھی رضاخانیوں کو ہے کہ دیوبندی مظلوم ہیں، چنانچہ ارشد القادری لکھتا

ہے کہ:۔

’’علماء دیوبند..............................نصف صدی سے سارے جہاں میں مورد الزام ہیں.....(جماعت اسلامی 11 / دوسرا ایڈیشن بحوالہ راہ سنت شمارہ, 31 ص 7)

احمد رضا خان اور دیگر بریلویوں نے بھی علماء دیوبند کے خلاف فحش کلائی کا مظاہرہ کیا ہے (تفصیل دست و گریباں جلد سوم میں دیکھیے) لہذا اگر بالفرض کسی دیوبندی نے سخت زبان استعمال کی بھی تو وہ رضا خانیوں کے نزدیک قابل اعتراض نہیں بلکہ جائز امر ہے۔

ایک گالی سے دو نفلوں کا ثواب

رضاخانی حضرات کے نزدیک بدعقیدہ کو ایک گالی دینے سے دو نفلوں کا ثواب ملتا ہے، چنانچہ عنایت اللہ سانگلہ ہل کے بارے میں رضاخانیوں نے لکھا ہے کہ:

’’حضرت مولانا عنایت اللہ سانگلہ ہل والے اس عقیدے کے مالک تھے کہ بدعنقید کو ایک گالی دینے سے دو نفلوں کا ثواب ملتا ہے‘‘۔(تقریری نکات 589)

معلوم ہوا کہ رضاخانیوں کے نزدیک بدعقیدہ کو ایک گالی دینے سے دو نفلوں کا ثواب ملتا ہے، اب اگر بالفرض کسی دیوبندی نے رضاخانیوں کی بدعقیدگی کی وجہ سے ان کے خلاف سخت زبان استعمال کی ہے تو یہ رضاخانیوں کے بقول کارثواب ہے۔لہذا رضاخانی اپنے زعم میں جو بھی گالیاں پیش کرے گا ان کے ساتھ دو دو نفلوں کا ثواب بھی لکھے اور حساب لے کر قارئین کو بتادے کہ فلاں دیوبندی کو اتنی نفل نمازوں کا ثواب ملا۔

گالی باز رضاخانی

یہاں یہ بات بھی عرض کردوں کہ اصل میں گالی باز خود رضاخانی ہیں اور اپنی اس عادت بد پر پردہ ڈالنے کے لئے وہ اہل حق پر الزامات لگا رہے ہیں مثلاً:

وہابیوں کی ماں کی.......ایسی کی تھی کردیتا۔(تقریری نکات ص589)

استغفراللہ رضاخانی عالم عنایت اللہ سانگلہ ہل کے بارے میں رضاخانیوں نے لکھا ہے کہ اس نے ایک جلسہ میں کہا کہ:

''حضرت صاحب نے مجھے اگر منع نہ کیا ہوتا تو میں وہابیوں کی ماں کی.....ایسی تیسی کردیتا''۔(تقریری نکات 589)

اسی تہذیب کے لوگ دوسروں پر الزام لگانا! ایک عجیب بات ہے۔

احمد رضا گالیاں سننے کا شوقین

ملفوظات اعلیٰ حضرت میں ایک مجذوب کا ذکر ہے کہ:

''جوکوئی ان کے پاس جاتا کم سے کم پچاس گالیاں سناتے (ملفوظات اعلیٰ حضرت حصہ چہارم ص 45) اسی گالیاں دینے والے کے بارے میں احمد رضا خان کہتا ہے کہ:

''مجھے ان کی خدمت میں حاضر ہونے کا شوق ہوا (ایضا)''۔

کیوں جی!!؟ گالیاں دینے والے کے دیدار کا اتنا شوق!!! اپنی روح کو تسکین دینے کے لئے احمد رضا گالیاں سننے گیا اور شاید وہیں سے اس نے گالیوں میں پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ یہاں انکی بات بھی قابل غور ہے، احمد رضا خان کہتا ہے کہ ایک روز رات کے گیارہ بجے اکیلا ان کے پاس پہنچا (ایضا) ایسے مجذوب کے پاس رات کے گیارہ بجے اکیلا کس کام کے لئے گیا؟ یہ رضا خانیوں کا شیطانی دماغ ہی بتا سکتا ہے جو علماء دیوبند کے واقعات کا ہر وقت غلط مطلب لیتا ہے۔

بریلوی شمس العلماء کی گواہی کہ فاضل بریلوی گالی باز ※ ا

معین الدین اجمیری صاحب جن کو رضا خانی شمس العلماء کہتے ہیں (المیزان احمد رضا نمبر جدید صفحہ 445) فاضل بریلوی کے تعلق لکھتے ہیں کہ:

''اعلیٰ حضرت کی فحش گوئی کا مورد خاص علماء کرام کا ایک طبقہ ہے''۔

(تجلیات انوار معین ص 36)

فاضل بریلوی کی فحش گوئی کی گواہی تو بریلویوں کے معتبر عالم دے رہے ہیں، کیا وجہ ہے رضا خانی اور اس کے لونڈوں نے اب تک اس پر کوئی تحریر نہیں لکھی؟

انتہائی گندی زبان

مولوی عبدالمجید خان سعیدی کی زبان کا نمونہ بھی دیکھیے کہ غلام مہر علی کے بیٹے پر برستے ہوئے لکھتا ہے کہ:۔

''اس دیوث دجال بے غیرت بے حیا چوہڑی نسل کے چوہڑی ملاں''۔

(چیلنج منظور ہے ص9)

ایسے لوگ دوسروں پر انگلی اٹھانے سے پہلے سو بار اپنے دماغ پر زور دیا کریں۔

اب ہم رضا خانی کی زبان میں کہتے ہیں کہ یہ زبان استعمال کر کے بریلویوں کا گٹر ابل گیا، جس کے تعفن کی بدبو ہر طرف پھیل گئی۔

(بشکریہ بھائی محمد عمر) (۔۔۔۔رضا خانی کا آپریشن قسط اول)

اسی کے ساتھ جوابی سلسلہ اپنے اختتام کو پہنچا. ہم اس بات کو قارئین پہ چھوڑتے ہیں کہ وہ خود دیکھیں کہ کیا رضا خانی کے جواب کو جواب کہنا درست ہے یا محض گلو خلاصی کا نمونہ کہا جائے؟؟؟؟

